در خرابات مغاں نور خدا می بینم
ویں عجب بیں کہ چہ نورے ز کجا می بینم

خیابانِ عرفان

آراستہ

صمد محاسب کاوعالی

هدیہ

اصنافِ سخن میں رباعی کو حکیمانہ خیالات اور صوفیانہ جذبات کی
جولان گاہ ہونے کے باعث ایک خاص مرتبہ اور اہمیت حاصل ہے
یہ وہ میدان ہے جہاں شاعر اُس وقت قدم رکھتا ہے جب
مشقِ سخن کی تقریباً تمام منزلیں طے ہو چکتی ہیں۔
چار مصرعوں کی بساط ہی کیا لیکن اس مختصر اور تنگ
چار دیواری کے اندر معارف وحقایق کی بستیاں آباد نظر آتی
ہیں اور اس چھوٹے سے چوکھٹے میں مصوری کے ایسے نادر
اور مکمل نمونے جڑے جاتے ہیں کہ اہلِ نظر نقش بدیوار ہو کر

رہ جاتے ہیں۔

تقریباً تمام اساتذۂ سخن نے اس عرصۂ تنگ میں توسن فکر کی جولانیاں دکھائی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حُسن قبول کا سہرا صرف چند ہی کے سر رہا۔

بات یہ ہے کہ اس کوچہ میں قدم رکھنا معمولی شاعر کا کام نہیں۔ جب تک کہ قدرت کسی خاص دماغ کو شاعرانہ لطافتوں اور عاشقانہ سوز و گداز کے ساتھ ہی ساتھ حکیمانہ نظر اور صوفیانہ تخیل مرحمت نہ فرمائے اس میدان میں کامیابی ناممکن ہے۔

میں نے اس مجموعہ میں تقریباً پندرہ سو رباعیاں انتخاب کی ہیں اور حتی المقدور کسی ممتاز ہستی کو نظر انداز نہیں ہونے دیا ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ کوئی چمن ایسا نہیں ہے جہاں سے خیابان کے واسطے پھول نہ چنے گئے ہوں۔

مرحلۂ انتخاب ایک نہایت صعب گزار فرض ہے اور

دراصل یہ ایک ایسا پیچیدہ راستہ ہے کہ اگر تائیدِ غیبی اور ذوقِ

فطری میرا بازو تھام نہ لیتے تو میں دو ہی چار قدم کے بعد

لڑکھڑا کر گر پڑتا۔

البتہ اگر اس عالم رنگارنگ میں مذاق اور طبایع کا اس درجہ

اختلاف موجود نہ ہوتا تو پھر انتخاب کا معاملہ نہ صرف آسان تھا

بلکہ ایک نہایت خوشگوار مشغلہ۔

لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ بیچارے انتخاب کرنے والے کو

قدم قدم پر اختلاف مذاق کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسی کے

ساتھ ساتھ اُس غریب کی یہ تمنا بھی ہوتی ہے کہ اس کا

مجموعہ عام پسند و مطبوع خلایق بھی ہو۔

بہرحال انتخاب کے متعلق تمام پیچیدگیوں کو پیش نظر رکھتے

ہوئے میں نے اس خدمت کو انتہائی عرق ریزی اور بے پایاں کاوش و کاہش سے انجام دینے کی سعی کی ہے۔ بڑی فکر و محنت سے کام لیا ہے اور اپنا بہت سا عزیز وقت صرف کیا ہے۔ اور حتی الوسع کوشش کی ہے کہ یہ مجموعہ حسن قبول حاصل کرے۔

اپنی جانفشانیوں پر نظر ڈالتے ہوئے مجھے اُمید ہے کہ یہ تالیف ملک میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائیگی اور اہل دل کا طبقہ اسے خصوصیت کے ساتھ عزیز رکھے گا اور میری محنت کی داد دیگا۔

انتخاب رباعیات کے بعد انتخاب رجال کا مسئلہ درپیش تھا یعنی یہ مجموعہ کس کے نام پر معنون کیا جائے۔

یہ بھی کوئی آسان بات نہ تھی اس لئے کہ حکیمانہ کلام کی نسبت بھی کسی ایسی ہی ہستی سے ہونا چاہئے جو خود بھی مرکز معارف و حِکم ہو۔

اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر میں نے اپنی نگاہ ہندوستان
کے تمام قریب و بعید گوشوں میں دوڑائی۔ حافظہ نے بہت سے
نام یاد دلائے۔ تخیل نے صدہا تصویریں پیش کیں اور آخر کار
اُن تمام ہستیوں میں سے میری قوتِ انتخاب نے ایک روشن
ستارے کو چُن لیا۔

عالیجناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی المخاطب بہ نواب موتمن جنگ عماد الدولہ عماد الملک بہادر سی۔ ایس۔ آئی

کے اسم گرامی کو ہندوستان میں کون نہیں جانتا؟ آپ کی شخصیت
اور فضل و کمال کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کئی مستند
زبانوں کے مسلم الثبوت ادیب ہونے کے علاوہ سخن سنجی
میں بھی خاص مرتبہ رکھتے ہیں۔

آپ کی معمولی باتوں میں بھی وہ حقایق ہوتے ہیں
جو زبردست تصانیف میں نہیں مل سکتے۔ آپ کی تھوڑی
دیر کی صحبت بھی انسانی دماغ پر وہ مفید اثرات ڈالتی ہے کہ
پھر وہ تمام عمر مٹ ہی نہیں سکتے اور آپ کی زبان مبارک سے
اکثر ایسے ایسے ادبی نکات سننے میں آتے ہیں کہ چشم بصیرت
روشن ہو جاتی ہے۔

راستبازی اور اصول پسندی آپ کی سرشت میں داخل ہے
جو دراصل اس عصر کے واسطے چراغ ہدایت سے کم نہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ اس مادی دور میں جبکہ فساد اور ہلاکت
کی قوتیں ابھر رہی ہیں اور انسانی دماغ ملکی تعلیم کی رو
کسی دوسری طرف بہہ رہی ہے ایسی ہستی کا وجود بہت
مغتنمات میں سے ہے۔

چنانچہ یہ انتخاب جس کا نام میں نے "خیابانِ عرفاں"
رکھا ہے۔ جناب ممدوح کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔
اور امید رکھتا ہوں کہ اس ناچیز پیشکش کو جسے میں نے اس
ذوق کے تتبع میں آپ کی تراسی ۸۳ ویں سالگرہ کی مبارک
یادگار میں ترتیب دیا ہے شرف قبولیت بخشا جائے گا فقط

سید محمد حسن بلگرامی

مارچ ۱۹۷۲ء

خیرات آباد

حیدرآباد دکن

طبقات خیابان عرفان

فہرست اسماء شعرا جنکے کلام سے یہ مجموعہ انتخاب کیا گیا

الف

ابوالحسن بیگانہ	اہلی شیرازی	ابوالوفا خوارزمی
اخگر کرمانی	احمد ملاطی	ابوسعید برغش شیرازی
انوری ابیوردی	ابوسلیک گرگانی	ارشدی ماوراء النہری
اسکندر	ابوالفوارس شاہ شجاع مظفری	ایزدی یزدی
ابونصر فارابی معلم ثانی	ابراہیم اردوبادی	ابوطالب ترشیزی
ادائی یزدی	امید ہمدانی	اشرف مقدسی
ابوالفتح مرزا جاہی	شیخ آذری	انسان
اشرف	امیر حسینی سادات	احسن بلگرامی
امیر محمد یوسف شاہی ہراتی	ڈاکٹر سر محمد اقبال	امجد حسین امجد حیدرآبادی

ب

بابا افضل کوہی	بوعلی قلندر شرف	بوعلی سینا بلخی
بہاء الدین آملی	بابا فغانی شیرازی	باقر مشہدی
بینوا دہلوی	بیکسی غزنوی	بہار آملی

بخشی　　بیخبر　　بیاض

باعث ہمدانی　　بایزید بسطامی　　بدیعی سیستانی

پندار رازی　　بدیہی سجاوندی　　بہاء الدین بغدادی

میر باقر داماد اشراق　　بیرم خان خانخاناں　　باقر لکھنوی

باقی نائینی　　بینوائی بدخشانی　　سلطان بایزید

ت

تاراج اصفہانی　　تمکین شروانی

ث

ثنائی کشمیری　　ثاقب کاکوروی

ج

جامی　　جعفر کاشی　　جلال الدین اکبر شاہ

مولانا جلال الدین رومی　　جہانگیر بادشاہ　　جلال الدین ابوالخیر عاشق

جمال الدین عبدالرزاق　　جمالی اردستانی　　جنتی

ح

حکیم سنائی — علی حزیں — حکیم نظام الدین علی کاشانی

ملا حیاتی گیلانی — حکیم رکنائی کاشی — حکیم قاآنی

حکیم میرزا محمد — حالی پانی پتی — حکیم خاقانی

حاجی — حسین یزدی — حافظ شیراز

حقی خوانساری — حمیدی بلخی — حفظ اللہ خان ابن سعد اللہ خان وزیر

حافظ جالندھری — حسن دہلوی — حسن علی یزدی

حکیم رکنائی مسیح — حکیم فغفور لاہجی — حسرتی دہلوی

خ

عمر خیام — خواجہ معین الدین چشتی — خواجہ عبد اللہ انصاری

خلیفہ سلطان — خواجہ حسین مروی — خفی خوانساری

خان اعظم موسوم بعزیز کوکہ — خاکی شیرازی — خواجہ افضل الدین محمد ترکہ

خلیفہ اصفہانی — خان زمان علی قلیخاں سلطان — خواجہ علی نعیم

خلیل بیگ گیلانی | خوشنود گوپاموی مدراسی

د

درد

ذ

ذکی شیرازی | ذرّہ اکبر آبادی

ر

رضی آرتیمانی | راہب | رشیمی
رضی نیشاپوری | رشیدائی گازرونی | رستم مرزا فدائی
رکن صائن | رفیع واعظ | رفیقائی یزدی
رافعی نیشاپوری | رودکی سمرقندی | روزبہان شیرازی
راقم مشہدی | رضائی شیرازی

ز

زین خان کوکہ | زائر

س

سحابی استرآبادی — سرمد — سدیدالدین اعور کرباج

سیری غزنوی — سید حسن غزنوی — سلمان ساوجی

سیف الدین باخرزی — سلطان قاچار — سید شرف الدین اشرفی سمرقندی

سلطان حسین میرزا — سلطان سنجر سلجوقی — سلطان ولد

سعدالدین حموی — سائر اردوبادی — سالک یزدی

سعید گیلانی — سلطان علاء الدین سلجوقی — سیف الدین آئینی

سید محمد جامہ باف

ش

شیخ عطار — شاہ بدخشی — شفیع خراسانی

شہاب الدین مقتول — شیخ فخر الدین — شیخ روزبہان صوفی

شیخ نظام الدین احمد صانع بلگرامی — شیخ عماد فقیہ کرمانی — شمس الدین کرمانی

شاپور — شیخ شاہ نظر قمشہ — شیخ عبدالسلام پیامی

شاہ طہماسپ　　شاہ نعمت اللہ ولی　　شیخ سعدی شیرازی

شرف یزدی　　شاہ سبحان خافی　　شفیق بلخی

شحنہ مازندرانی　　شاہ ولایت اللہ　　شیخ نجم الدین کبریٰ

شہید بلخی　　شیخ عراقی　　شیخ رباعی مشہدی

شریف جرجانی　　شیخ نظام الدین گنجوی　　شیخ عماد الدین فضل اللہ

شوقی یزدی　　شرف یحییٰ منیری　　شیخ مغربی تبریزی

شمس الدولہ محمد بلخی

ص

صالح شیرازی　　صدر الدین نیشاپوری　　صائب

صدر　　صفی رازی

ط

طالب آملی　　طالعی

ظ

ظہوری ظہیر الدین شفروہ ظہیر فاریابی

ظہیرا

ع

عرفی شیرازی عاقل عبدالباقی نہاوندی

عبدالرزاق فیاض عجم قلی بیگ ذوالقدر علی رضا تجلی

عہدی ساوجی عاشق اصفہانی عماد کرمانی

عبید زاکانی عین القضاۃ ہمدانی عیشی لکھنوی

عارف عنایت تبریزی عنایت اللہ خاں آشنا

علاء الدین اوجندی عزیز کاشی عبدالرحیم خانخاناں

علی قلی خاں والہ

غ

غلام قادر گرامی غالب دہلوی غیرت ہمدانی

غیاثائی حلوائی غزالی مشہدی غیوری کابلی

غربتی　　غنی کشمیری

ف

فخر رازی　　فردی اردبیلی　　فکری خراسانی

فانی　　فیضی ہندوستانی　　فیضی تربتی

فصاحت خان راضی　　فضلی جرباد قانی　　فیض کاشانی

فیاض لاہیجانی　　فدائی لاہیجی　　فوقی یزدی

فرخی　　فائض　　فرید الدین احوال سنجرائی

ق

قاسم　　قاسم الانوار تبریزی　　قاضی عبداللہ

قزلباش خاں مرحوم　　قتالی خوارزمی　　قابوس وشمگیر

قاضی میر حسن　　قاسم مشہدی　　قادری ہندوستانی

ک

کمال الدین اسمٰعیل　　کاہی کابلی　　کمال

کیخسرو خان　　کمال الدین صفهانی　　کوکب کشمیری

کاوس جرجانی ویلمی

ل

لطفی تبریزی　　لکزی داغستانی　　لطف علی بیگ شاملی چرکس

م

مومن یزدی　　محمد امین خادم استرآبادی　　مغربی

مرشد یزدجردی　　محمد جان قدسی　　مرزا عرب ناصح تبریزی

میر سنجر کاشی　　مرزا عبد القادر بیدل　　مجد الدین محمد تاثیر الذی

مرزا صائب　　متین　　مرزا مسیح دستور

مرزا جلال امیر　　میر علی مرد یاقانی　　میر معصوم کاشی

مظفر حسین کاشی　　میرزا مقیم همت　　میرزا شریف تجرید

منصور اصفهانی　　ملا محمد سعید اشرف　　محمد افضل سرخوش

مسعود سعد سلمان　　ملا محسن فیض　　ملا محمد صادق

ملا رشدی رستم داری — منصف قاچار — محمد غزالی

محجور بیلقانی — مراد قزوینی — مقیمی

مظفر کرمانی — معین شیرازی — مہدی کوکب

میر تربتی — مشتاق — ملا ایاث قمی

میر کیکاوس قابوس — میرزا فصیحی ہروی — ملا محمد صوفی

ملا شرف الدین علی یزدی — میرزا حنیف امین — مجد الدین بغدادی

محمد سعید حکیم تنہا — محمد قاسم مشہدی — ملک شمس الدین کرت

منہی زواری — محمود — محمد قلی سلیم

میر محتشم — مجذوب — مومن دہلوی

مولوی یوسف علی — میرزا مہدی عالی — میرزا جلال الدین حسینی صلا شہرستانی

میرزا جلیل — مؤتمن الدولہ اسحٰق خان — میرزا محمد تقی نصیری

مہدی اصفہانی — ملا محمد رضا شائق — میرزا حسن خان الفت

میرزا صالح الرضوی — میرزا محمد حسن نویس — مرتضیٰ قلی خان شاملو

میرزا محمد تقی	میرزا حیدر رضوی	محتشم کاشی
میرزا عبداللہ منشی	معین استرآبادی	میر محمد حنیف الفت
میرزا فصیح	میرزا مہدی خاں کوکب	

ن

نعمت اللہ کرمانی	نقی کمرہ	نصیر الدین طوسی
نظیری نیشاپوری	نجم الدین دایہ رازی	نساخ
نصرت اللہ خاں نثار	نجم الدین خوارزمی	نیازی استرآبادی
نواب صدیق حسن خاں	نورالدین محمد فراری گیلانی	نصیر الدین اصفہانی
نجم الدین رازی	نشاط اصفہانی	نزاری قہستانی
نظیری	نامی	نصرت
نطقی نیشاپوری	ناظم نازروقی	ناظم ہروی
نواب شاہجہاں بیگم		

و

واله یزدجردی | وحشت بختیاری | دلی وحشت بیاضی
وقوعی سمنانی | واقف دہلوی

ہ

ہادی ابرقوہی | ہلالی | ہاتف اصفہانی
ہاشم کشمیری | ہمت اردبیلی | ہدایت طبرستانی
ہمایون بادشاہ

ی

یقینی لاہیجی | یوسف علی بیگ انیسی | نظیری
یحییٰ کاشی | یعقوب ترکمان | یوسف بلگرامی
یحییٰ نیشاپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید و معرفت
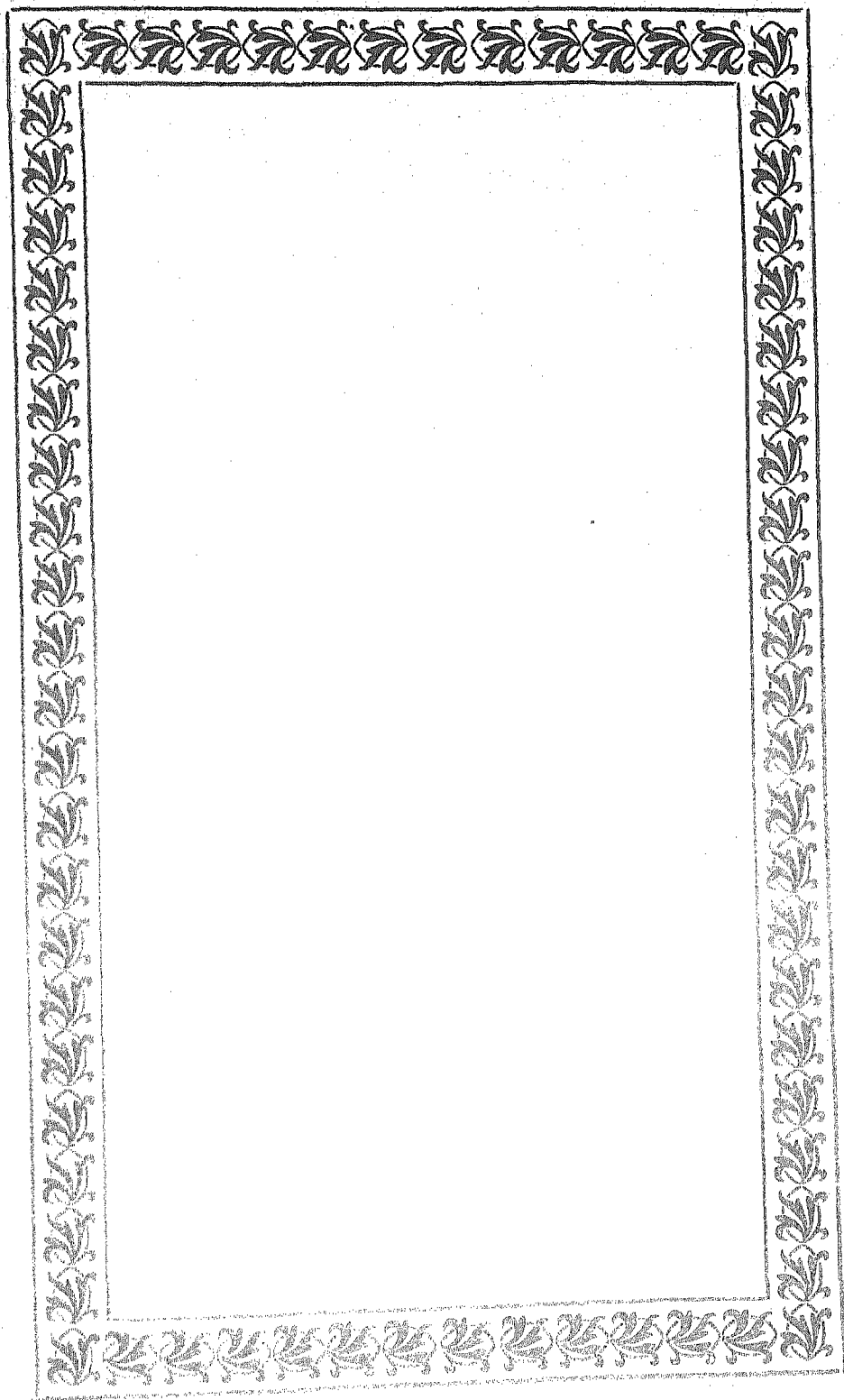
بابا افضل کوہی

اے ذاتِ تو سر دفترِ اسرارِ وجود — نقش رقمت بر در و دیوارِ وجود

در پردۂ کبریا نہاں گشتہ ز خلق — بنشستہ عیاں بر سرِ بازارِ وجود

بابا افضل کوہی

اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی — اے آئینۂ جمالِ شاہی کہ توئی

بیروں ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست — از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

بابا افضل کوہی

در پس منگر دمے و در پیش مباش　　با خویش مباش و خالی از خویش مباش
خواہی که غریق بحر توحید شوی　　مشنو منگر مگو میندیش مباش

بابا افضل کوہی

تا کرده دمے آنچه ترا فرمودند　　خواہی که چناں شوی که مردان بودند
تو راه نرفته از آں ننمودند　　ورنه که زد ایں در که درش نگشودند

بابا افضل کوہی

اے آنکه شب و روز خدا می طلبی　　کوری اگر از خویش جدا می طلبی
حق با تو بهر زباں سخن می گوید　　سر تا قدمت منم کرا می طلبی

شیخ عطار

یارب چہ نہاں چہ آشکارا کہ توئی　　نہ عقل رسد نہ علم آنجا کہ توئی

آخر بگشائے بر دل بستہ درے　　تا غرقہ شوم دران تماشا کہ توئی

شیخ عطار

نہ عقل بہ سرحدِ کمالِ تو رسد　　نہ جاں بہ سراچۂ وصالِ تو رسد

گر جملۂ ذرّات جہاں دیدہ شود　　ممکن نبود کہ در جمالِ تو رسد

شیخ عطار

عقلے کہ بسے رہبرِ خود ساختمش　　در معرفت خدائے بگداختمش

عمرم برسید تا بدیں عقلِ ضعیف　　بشناختم اینقدر کہ نشناختمش

شیخ عطار

دل عاشق روی تست با عهد درست — جان طالب وصل تست از روز نخست

آنکس که نجست وصل تو هیچ نیافت — وانکس که ترا یافت دگر هیچ نجست

شیخ عطار

در ذات خدا فکر فراوان چه کنی — جان را ز قصور خویش حیران چه کنی

چون تو نرسی بکنه یک ذره تمام — در کنه خدا دعوی عرفان چه کنی

شیخ عطار

می پنداری که جان توانی دیدن — اسرار همه جهان توانی دیدن

هرگاه که بینش تو گردد بکمال — کوری خود آن زمان توانی دیدن

شیخ عطار

ارباب نظر بسے بیندیشیدند — ہریک بدرست راہ دگر بگزیدند

حاصل بجز از عجز نیامد ہمہ را — و آخر ہمہ از عجز طمع ببریدند

شیخ عطار

پروانہ بہ شمع گفت یارم باشی — گفتا کہ اگر شکستہ زارم باشی

خود را بمیان آتشے پاک بسوز — گرمی خواہی کہ در کنارم باشی

شیخ عطار

اے آنکہ کمال خردہ داناں دانی — خاصیت پیران و جواناں دانی

گر در صفت زبانم از کار بشد — دانم کہ زبان بے زباناں دانی

ابوسعید مہنہ

مجنون تو کوه را ز صحرا نشناخت — دیوانه عشق تو سر از پا نشناخت

هر کس بتو ره یافت ز خود گم گردید — آنکس که ترا شناخت خود را نشناخت

ابوسعید مہنہ

ای در دل من اصل تمنا همه تو — وی در سر من مایه سودا همه تو

هر چند به روزگار در می نگرم — امروز همه توئی و فردا همه تو

ابوسعید مہنہ

گفتم که کئی تو بدین زیبائی — گفتا خود را که من خودم یکتائی

هم عشقم و هم عاشق و هم معشوقم — هم آئینه هم جمال هم بینائی

ابوسعید مہنہ

اے آنکہ کشا نیدۂ ہر بند توئی بیرون زعبارتِ چہ و چند توئی

این دولتِ من بس کہ منم بندۂ تو این عزتِ من بس کہ خداوند توئی

ابوسعید مہنہ

درعالم اگر فلک اگر ماہ و خور است از بادۂ ہستی تو پیمانہ خور است

فارغ ز جہانے و جہان غیر تو نیست بیرون ز مکانے و مکان از تو پر است

ابوسعید مہنہ

رفتم بہ طبیب و گفتم از درد نہان گفتا از غیر دوست بربند زبان

گفتم کہ غذا گفت ہمین خون جگر گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہان

ابو سعید مہنہ

اے آنکہ تو حالِ دلِ نالاں دانی   احوالِ دلِ شکستہ حالاں دانی
گر خوانمت از سینۂ سوزاں شنوی   ور دم نہ زنم زبانِ لالاں دانی

سحابی استرآبادی

صاحب نظراں آنکہ زندہ جاویدند   وارستہ ز بیم و فارغ از امیدند
در ہر چہ نظر کنند او را بینند   ذرات جہاں آئینۂ خورشیدند

سحابی استرآبادی

آں گنج خفی نہ کرد ظاہر شاں را   تا خلق نہ کرد حضرتِ انساں را
شمع است نمایندۂ کس در شبِ تار   ہر چند کہ خود ساختہ باشد آں را

سحابی استرآبادی

عالم بہ فغانِ لا الٰہ الّا ہوست — جاہل بگماں کہ دشمن است ایں یا دوست
دریا بوجودِ خویش موجے دارد — خس پندارد کہ ایں کشاکش با اوست

سحابی استرآبادی

ہر چیز کہ جز خدائے نامے چند است — نامے چند است وہم عالمے چند است
تکلیف و نماز و حج و ہر چیز کہ ہست — جوشے ز پئے پختن خامے چند است

سحابی استرآبادی

در تافتہ است آفتابِ احدے — ہر ہر ذرّہ ز آفتابِ صمدے
خفاش وشان ازیں ندارند خبر — نورِ ازلی کجا و نورِ احدے

سحابی استرآبادی

از خویش میده راچه مسجد چه کنشت
توحید گزیده را نه خوب است نه زشت
خلقی ز پی بهشت بی آرامند
وین طرفه که نیست جز در آرام بهشت

سحابی استرآبادی

دیروز به بازار شدم بشگفتم
آئینه آویخته دیدم گفتم
آخر چه گناه داری ای آئینه
گفتا که جمال دیدم و ننهفتم

سحابی استرآبادی

بستان از دست ساقی باده
تا مست ازل شوی ز مرگ آزاده
عیسی آنست کو دلی زنده کند
کاین زنده تن بمردن است آماده

سحابی استرآبادی

گر چوں مہ و خور بنور باشی باشی   ہمچوں بت گر بہ بت تراشی باشی

موجود بحق باش و عدم خود را بیں   تا آں روزے کہ ہم نباشی باشی

جامی

یارب ـ دل پاک و جان آگاہم دہ   آہ شب و گریۂ سحرگاہم دہ

در راہِ خود اول ز خودم بیخود کن   آنگاہ بہ بیخودی بہ خود راہم دہ

جامی

اعیاں ہمہ شیشہ ہائے گوناگوں بود   کافتاد دراں پرتو خورشید وجود

ہر شیشہ کہ بود سرخ یا زرد و کبود   خورشید دراں ہم بہماں رنگ نمود

جامی

همسایه و همنشین و همره همه اوست — در دلق گدای و اطلس شه همه اوست

در انجمن فرق و نهانخانه جمع — بالله همه اوست ثم بالله همه اوست

جامی

نه در مسجد گذارندم که رندی — نه در میخانه کاین خمار خام است

میان مسجد و میخانه راهیست — غریبم عاشقم آن ره کدام است

جامی

چون دلبر من زیر پرده رو نماید — کس نتواند که پرده زو بگشاید

گر جمله جهان پرده شود بالکلیت — آنجا که پے جلوه جمال آراید

جامی

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد   ساریست احد در ہمہ افراد عدد

زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد   ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

جامی

معشوقہ یکیست لیک بنہادہ بہ پیش   از بہر نظارہ صد ہزار آئینہ بیش

در ہر یک ازاں آئینہ ہا بنمودہ   ہر قدر صقالت و صفا صورت خویش

جامی

اے دل طلب کمال در مدرسہ چند   تکمیل اصول و حکمت و ہندسہ چند

ہر فکر کہ جز ذکر خدا وسوسہ است   شرمے ز خدا بدار ایں وسوسہ چند

جامی

یک لحظه اگر دل حزینت بدهند   آسودگی روی زمینت بدهند

گر مهر خداست نقش بر خاتم دل   عالم همه در زیر نگینت بدهند

جامی

تا یاد خدا در دل انسان باشد   اندیشه کیش نفس و شیطان باشد

خفاش نیارد که برآید در روز   هر چند که آفتاب پنهان باشد

جامی

آن کعبه وان پیرهن محمل کیست   این بانگ جرس نیست صدای دل کیست

آن کعبه که خانهٔ خدا است کجاست   این کعبه که جلوه میکند منزل کیست

جامی

اے فضلِ تو دستگیرِ من دستم گیر سیر آمدہ ام ز خویشتن دستم گیر
تا چند کنم توبہ و تا کے شکنم اے توبہ دہِ توبہ شکن دستم گیر

جامی

چوں قدر بہ نیستی ست ہستی کم کن ہستی بُتِ تست بت پرستی کم کن
از ہستی و نیستی چو فارغ گشتی بیہوش شرابِ شوق و مستی کم کن

جامی

گر نیک نیم ز نیک پرستم بارے گر بادہ نیم ز بادہ مستم بارے
گر اہلِ مناجات نیم اینم بس کز اہلِ خراباتِ تو ہستم بارے

نعمت اللہ کرمانی

دل مغز حقیقت است و تن پوست ببیں — در کسوت روح صورت دوست ببیں

ہر ذرہ کہ او نشان ہستی دارد — یا پرتو نور اوست یا اوست ببیں

نعمت اللہ کرمانی

اے آنکہ طلبگار جہان جانی — جانی و دلی و بلکہ خود جانانی

مطلوب توئی طلب توئی طالب تو — دریاب کہ خود ہر آنچہ جوئی آنی

نعمت اللہ کرمانی

تا جامع اسرار الٰہی نشوی — شایستہ تخت بادشاہی نشوی

تا غرقہ دریا نشوی ہمچون ما — دانندہ حال ما کماہی نشوی

نعمت اللہ کرمانی

سازندہ اگرچہ ساز نیکو سازد   اما بے ساز ساز چوں نوازد
من آئینہ ام کہ می نمایم اورا   او خالق من کہ او مرا می سازد

نعمت اللہ کرمانی

کو دل کہ بداند نفسے اسرارش   کو گوش کہ بشنود زمن گفتارش
معشوق جمال می نماید شب روز   کو دیدہ کہ تا برخورد از دیدارش

بوعلی قلندر شرف

اے آنکہ ز نور تو دو عالم روشن   پنہاں تو بہ عالمی چو جاں اندر تن
تا منتظر جمال وحدت باشیم   پس پردہ کثرت اندر رخ خویش فگن

بوعلی قلندر شرف

نامد خبرے کہ از کجا ئیم ہمہ ور بہر چہ در حیات مائیم ہمہ
چوں در تہِ خاک می رویم آخر کار پس بر سرِ خاک چرائیم ہمہ

بوعلی قلندر شرف

یارش بہ دل کافر و دیندار یکیست چوں رشتہ کہ در سبحہ و زنار یکیست
گر چشم بصیرت تو باز است شرف در دیر و حرم جلوہ دیدار یکیست

مولانا جلال الدین رومی

رو دیدہ بدوز تا دلت دیدہ شود زاں دیدہ جہان دگرت دیدہ شود
گر تو ز پسند خویش بیرون آئی کارت ہمہ سر بسر پسندیدہ شود

مولانا جلال الدین رومی

عشق از ازل است تا ابد خواہد بود　　جوئندۂ عشق بے عدد خواہد بود

فردا کہ قیامت آشکارا گردد　　ہر دل کہ نہ عشق ست دردو خواہد بود

مولانا جلال الدین رومی

بے روئے تو بلبلاں گلستاں چہ کنند　　بے یاد تو عاشقاں بستاں چہ کنند

یک جرعہ شراب شوق در جامم ریز　　وانگاہ نظارہ کہ مستاں چہ کنند

مولانا جلال الدین رومی

رفتم بہ کلیسیا ترسا و یہود　　ترسا و یہود جملہ را روئے تو بود

از شوق جمال تو بہ بت خانہ شدم　　تسبیح بتاں زمزمۂ ذکر تو بود

مولانا جلال الدین رومی

هجرِ تو اگر نه آفتِ جاں بودی   بے روئے تو زندہ بودن آساں بودی

زینگونہ جدائی کہ میانِ من و تست   اے کاش میانِ ما و ہجراں بودی

مولانا جلال الدین رومی

چوں مستِ رخ تست چہ پرستی خوشتر   چوں بادہ ز جامِ تست مستی خوشتر

از ہستیِ عشقِ تو چناں نیست شدم   کاں نیستی از ہزار ہستی خوشتر

مولانا جلال الدین رومی

کامل نشوی بہ ہمنشینِ ناقص   ناقص مانی تو از قرینِ ناقص

مستانِ شرابِ عشق گفتند ہمہ   کفرے بکمال بہ ز دینِ ناقص

مولانا جلال الدین رومی

گرداں بہ ہوائے یار چوں گردونیم　　ہیچوں داند کہ ما دریں غم چونیم

ما خیرہ کہ عاقلاں چرا ہشیارند　　ایشاں حیراں کہ ما چرا مجنونیم

عمر خیام

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیداست　　آں صورتِ آں کس ست کاں نقش آراست

دریائے کہن چو بر زند موجے نو　　موجش خوانند و در حقیقت دریاست

عمر خیام

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات　　جز روئے تو نیست در جہاں آبِ حیات

از جان و جہاں ہر چہ در عالم ہست　　مقصود توئی و بر محمدؐ صلوات

عمر خیام

یک جرعۂ مے ز ملکِ کاؤس بہ است   وز تخت قباد و مملکت طوس بہ است

ہر نالہ کہ رندے بسحر گاہ زند   از نالۂ زاہدانِ سالوس بہ است

عمر خیام

قومے ز گزاف در غرور افتادند   قومے بپئے حور و قصور افتادند

معلوم شود چو پردہا بردارند   کز کوی تو دور دور افتادند

عمر خیام

کس را پس پردۂ قضا راہ نشد   وز سِرّ خدا ہیچ کس آگاہ نشد

ہر کس بسے قیاس چیزے گفتند   معلوم نگشت و قصہ کوتاہ نشد

عمر خیام

من بے مئے ناب زیستن نتوانم   بے جام کشیدہ بارِ تن نتوانم
من بندۂ آن دمم کہ ساقی گوید   یک جامِ دگر بگیر و من نتوانم

عمر خیام

من بادہ خورم و لیک مستی نکنم   باﷲ بقدح دراز دستی نکنم
دانی غرضم ز مے پرستی چہ بود   تا ہمچو تو خویشتن پرستی نکنم

عمر خیام

ما خرقۂ زہد در سر خم کردیم   وز خاکِ خرابات تیمم کردیم
باشد کہ درون میکدہ ہا دریابیم   عمرے کہ درین مدرسہ ہا گم کردیم

عمر خیام

قومی متفکر اند در مذهب دین   جمعی متحیر اند در شک و یقین

ناگاه منادیی برآمد ز کمین   کای بیخبران راه نه آنست و نه این

عمر خیام

پیری دیدم بخواب مستی خفته   وز گرد شعور خانهٔ تن رفته

می خورده و مست خفته و آشفته   الله لطیف بعباده گفته

عمر خیام

مائیم به لطف تو تولا کرده   وز طاعت و معصیت تبرا کرده

انجا ز عنایت تو باشد باشد   ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده

عمر خیام

اے در رہِ بندگیت یکساں کہ و مہ — در ہر دو جہاں خدمت درگاہ تو

نکبت تو ستانی و سعادت تو دہی — یارب تو بہ فضلِ خویش بستاں و بدہ

عمر خیام

اے دل زغم جسم اگر پاک شوی — تو روح مجردی بر افلاک شوی

عرش است نشیمن تو شرمت بادا — کائی و مقیم خطۂ خاک شوی

نقی کمرہ

پرسیدم ازو چو باعث ہجراں را — گفتا سببے ہست۔ بگویم آں را

من چشم توام اگر نہ بینی چہ عجب — من جان توام کسے نہ بیند جاں را

سرمد

سرمد جسمے ست جانش درست گسے — تیرے ست دلے کمانش درست گسے

میخواست کہ آدم شد از دام جہد — گاؤے شد و ریسمانش درست گسے

سرمد

اے بے خبر از معنی خود ہمچو کتاب — در جلد تو آیات الٰہی بہ حجاب

یعنی ز تو حق پدید و تو از اثرش — آگاہ نہ چو شیشہ از بوئے گلاب

سرمد

مشہور شدی بہ دلربائی ہمہ جا — بے مثل شدی و آشنائی ہمہ جا

من عاشق این طور تو ام می بینم — خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا

سرمد

نابود شدم بود نمیدانم چیست　　اخگر شده ام دود نمیدانم چیست
دل دادم و جان دادم و ایمان دادم　　سود است. دگر سود نمیدانم چیست

سرمد

سرمد که ز جام عشق مستش کردند　　کردند سرافرازش و پستش کردند
میخواست خداپرستی و هشیاری　　مستش کردند و بت پرستش کردند

سرمد

دنیا نکنم طلب که کمتر ز خس است　　بے دولت دیدار تو دین هم قفس است
خواهانِ تو عالم و همین است سخن　　در خانه اگر کس است یک حرف بس است

سرمد

سرمد۔ تو حدیث کعبہ و دیر مکن — در وادی شک چو گمرہاں سیر مکن

رو شیوۂ بندگی ز شیطان آموز — یک قبلہ گزین و سجدہ بر غیر مکن

سرمد

اے خانہ خراب از خدا بے خبری — اے موج سراب از خدا بے خبری

این ہستی موہوم تو نقش است بر آب — اے جوش حباب از خدا بے خبری

جعفر کاشی

چون نوبت میکشی بمنصور افتاد — از بادۂ کہنہ در سرش شور افتاد

در گفتن راز عشق بیتابی کرد — کم حوصلہ را شراب پر زور افتاد

جعفر کاشی

حاجی برہِ کعبہ دگر رنجہ مشو   در بادیہ لبیک زناں ہرزہ مدو

مستانہ بہ میخانہ در آ نیم شبے   یک نالہ کش و ہزار لبیک شنو

میرزا ابوالحسن وحی

عرفاں بخدا کسے ندارد بخدا   نہ جاہل ازاو باخبر و نہ دانا

در دیدۂ مور کے در آید گردوں   در حوصلۂ قطرہ نہ گنجد دریا

علی خریں

جمعیت خویش را پریشاں کردیم   دل بر سر چشم تیرہ ویراں کردیم

از کعبہ تمام عمر ونزدیدم خشت   تعمیر کلیسائے گبراں کردیم

علی حزیں

یارائے زباں کو کہ ثنائے تو کنیم   توصیف کمال کبریائے تو کنیم

چیزے کہ بساط ما تہیدستان نیست   جانے کہ تو دادہ فدائے تو کنیم

علی حزیں

غفلت زدہ ام خاطر آگاہم دہ   افسردہ دلم آہ سحرگاہم دہ

محرومیست کہ راندۂ دو جہان تا قدم   اے قبلۂ مقبلان بخود راہم دہ

حکیم سنائی

ہر ذرہ کہ بر روئے زمینے بودست   خورشید رخے زہرہ جبینے بودست

گرد رخ از آستین بآزرم فشاں   کاں ہم رخ خوب نازنینے بودست

حکیم سنائی

کو راہ روی کہ رہ نوردش گویم　　یا سوختۂ کہ اہل دردش گویم
ہر کس کہ میانِ شغلِ دنیا نفسے　　با او باشد ہزار مردش گویم

مومن یزدی

خواہم دلے از تنگ تمنا رستہ　　جانے ز تعلقات دنیا رستہ
بر تختِ جم و کلاہِ کے خندہ زند　　رندِ سر و پا برہنۂ وارستہ

ابو علی سینا بلخی

اے کاش بدانمے کہ من کیستمے　　سرگشتہ بعالم زپئے چیستمے
گر مقبلم آسودہ و خوش زیستمے　　ورنہ بہزار دیدہ بگریستمے

یقینی لاہجی

در مذہب ما سبحہ و زنار یکیست
بت خانہ و کعبہ مست و ہشیار یکیست
گر ہمچو یقینی ز خودی باز رہی
دانی کہ دریں چمن گل و خار یکیست

نصیر الدین طوسی

موجود بحق واحد اول باشد
باقی ہمہ موہوم و مخیّل باشد
ہر چیز جز او کہ آید اندر نظرت
نقش دومین چشم احول باشد

رضی آرتیمانی

شوخی کہ تمام پائے بستم او را
بے منت جام و بادہ مستم او را
گفتا مپرستید بہ غیر از من کس
غیر از تو کسے کو کہ پرستم او را

عرفی شیرازی

عرفی گله سر مکن که جای گله نیست　　توفیق رفیق هر تنک حوصله نیست

هر چاه که هست یوسفی در ته هست　　صاحب نظری لیک به هر قافله نیست

عرفی شیرازی

آنانکه غم تو برگزیدند همه　　در کوی شهادت آرمیدند همه

در معرکهٔ دو کون فتح از عشق است　　با آنکه سپاه او شهیدند همه

محمد امین خادم استرآبادی

ذاتِ واحد که هست یکتا و وحید　　از فرطِ ظهور خویش پنهان گردید

از غایت نزدیک شدن پنهان است　　از چشم تو آن چیز که نتوانی دید

همت اردبیلی

در عالم ایجاد اگر خوار توام　　بی قدر متاعم و به بازار توام

مخلوقِ توام اگرچه طاعت نکنم　　در کارِ تو نیستم ولے کار توام

شاہ بدخشی

ای آنکه ترا خود و رباید دگرست　　کاریکه ز تو هیچ نماند دگرست

ما شکر براه مسجد و کعبه شده ایم　　راهیکه به مقصود رساند دگرست

شاہ بدخشی

آخر بابر هر که ز نقش بچید　　تخمے که بجا فتاد آخر روید

گویند که هر که یافت حرفے نه زند　　نے نے غلط است هر که یابد گوید

شفیع خراسانی

دُردی کش بادۂ محبت مائیم　　پیمانہ گسار بزم الفت مائیم
آئینۂ ہفتاد و دو ملت مائیم　　با ہمہ معنی تو و صورت مائیم

مغربی

من مست و خراب مے پرست آمدہ ام　　مدہوش نہ بادۂ الست آمدہ ام
ہاں ظن نبری کہ باز گردم ہشیار　　ہم مست روم ازاں کہ مست آمدہ ام

فخر رازی

ہرگز دل من زعلم محروم نشد　　کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد
ہفتاد و دو سال فکر کردم شب و روز　　معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

ابوالحسن خرقانی

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — وین حرف معما نہ تو خوانی و نہ من

ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو — گر پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من

ابوالفرج رُونی

تا یک نفس از حیات باقیست مرا — در سر ہوس شراب و ساقیست مرا

کاریکہ من اختیار کردم این بود — باقی ہمہ کار اتفاقیست مرا

شہاب الدین مقتول

ہان تا سر رشتۂ خرد گم نکنی — خود را ز برائے نیک و بد گم نکنی

رہ رو توئی و راہ توئی منزل تو — ہشدار کہ راہ خود بخود گم نکنی

سدید الدین اعور کرماج

قلب تو ز نورِ معرفت اعور چراست ۔ بینی تو بر روئے تو چوں کور چراست

ابلیس اگر نیستی اے مردکِ زشت ۔ پس راست بگو چشمِ چپت کور چراست

خواجہ معین الدین چشتی

سیل را نعرہ از آنست کہ از بحر جداست ۔ وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد

نکتہا دوش لبم گفت و شنید از لبِ یار ۔ کہ نہ ہرگز بزبان رفت و نہ در گوش آمد

میر مخدوم

آنکس کہ جز او نیست بہ عالم موجود ۔ قیومِ وجود است و ہم از اصل وجود

در ہر اسمے اگرچہ خود را بنمود ۔ از اسم کجا شود مسمّٰی معدود

سیری غزنوی

سیری بہ حریم جان و دل منزل کن قطع نظر از صورت آب و گل کن
جز معرفت الٰہ ہیچ است ہمہ بگذر ز ہمہ معرفتے حاصل کن

حکیم نظام الدین علی کاشانی

جانے کہ بود قابل انوار کجاست واں دل کہ بود محرم اسرار کجاست
گیرم کہ ز رخ پردہ کشاید معشوق چشمے کہ تواں دید رخ یار کجاست

ملا حیاتی گیلانی

صوفی گوید کہ دوست در خانۂ ماست زاہد گوید کہ در دم و دانۂ ماست
ساقی گوید بہ جام و پیمانۂ ماست عاشق گوید بہ کوی جانانۂ ماست

قاسم

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد
آں روح کجا کہ در جلال تو رسد

گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال
آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

اشرف

اے آنکہ جمال تو بہ عالم مشہود
انوار وجود تو بہ ہر شئے موجود

ہر نقش کہ بر صفحہ ہستی بینم
نظارہ رخسار تو باشد مقصود

عاقل

تا نزہت یکرنگی اشیا کردیم
از شیشہ بے سنگ پیدا کردیم

یک جلوہ بہ ہر ذرہ تجلی وارد
آئینہ شکستیم و تماشا کردیم

غربتی

غربتی گر روی به شهر و دیار — روی در مسجد مصفّا کن

دوست را گر نمیتوانی دید — خانهٔ دوست را تماشا کن

غربتی

این هستی من چون ز آتش خاک است — وز آتش و آب و انجم و افلاک است

چون ترک کنند اهل بیچاره مرا — کاین هیئت من گنبد و جو پاک است

خان زمان علی قلی خان سلطان

عیسی نفسی که دارو حیرانم کرد — چون طرهٔ خویشتن پریشانم کرد

از کفر سر زلف خودم کافر ساخت — وز مصحف روی خود مسلمانم کرد

ظہوری

زاہد بحریم کعبہ جا میخواہد   راہب صنم و کلیسا میخواہد
غمناک طرب، خستہ شفا میخواہد   خوش حال دل آنکہ ترا میخواہد

ظہوری

یارب نظرے کہ چشم جاں باز کنم   یارب جگرے کہ رزم خود ساز کنم
یارب عشقے کہ شور در ملک نہم   یارب حسنے کہ بر جہاں ناز کنم

ظہوری

یارب مددے کہ نفس را پست کنم   وز بادۂ عشق عقل را مست کنم
ہم بیخودیے کہ از تو آگاہ شوم   ہم نیستیے کہ خویش را ہست کنم

ظہوری

ای کاہشِ زاہداں ز قہاری تو ۔۔۔ وے نازشِ عاصیاں بہ غفاری تو

درپردہ ازیں نیم کہ رسوائی ما ۔۔۔ دستے زدہ در دامنِ ستاری تو

حکیم رکنائی کاشی

روزیکہ تنم زیں دہِ ویرانہ برند ۔۔۔ تابوت مرا عاقل و دیوانہ برند

ایں نقل مکانے ست کہ یاراں را ۔۔۔ زیں خانہ بہ تنگوں بآنخانہ برند

نظیری نیشاپوری

تو ہیچ بُدی کہ جسم و جانت دادند ۔۔۔ بر کسب و عمل تاب و توانت دادند

از دادہ و نادادہ شکایت چہ کنی ۔۔۔ کاں چیز کہ ہست رایگانت دادند

عبدالباقی نہاوندی

کو منصور و انا الحق و دار چہ شد   کو ابراہیم و گلشن و نار چہ شد

از آمد و رفت عالم بے سر و بُن   زنہار مپرس کاخر کار چہ شد؟

شیخ فخرالدین

اے در طلب تو عالمے در شر و شور   نزدیک تو درویش و توانگر ہمہ عور

اے با ہمہ در حدیث و گوش ہمہ کر   وے با ہمہ در حضور و چشم ہمہ کور

شیخ فخرالدین

حال من خستہ گدا می دانی   ویں دردِ دل مرا دوا می دانی

با تو چہ کنم قصہ دردِ دلِ خویش   ناگفتہ چو جملہ حال ما می دانی

بهاء الدین آملی

آهنگ حجاز می‌نمودم من زار   کامد سحرے بگوش دل این گفتار
یارب به چه روی جانب کعبه رود   گبرے که از کلیسیا دارد عار

بهاء الدین آملی

مخمورم و در میکده جامی طلبم   میخانه نشینم و خدا می‌طلبم
این طرفه که با این همه آلودگیم   تاثیر اجابت از دعا می‌طلبم

عبدالرزاق فیاض

دور از تو ام اے نگار خاکم بر سر   سیلی خور روزگار خاکم بر سر
از شعله جدا چو اخگرم زنده هنوز   خاکم به سرم هزار خاکم بر سر

عبدالرزاق فیاض

هر چند که رفته ایم وا می گردیم　　با راهِ صواب از خطا می گردیم
معشوقہ کجا و ما کجا می گردیم　　او در دلِ ما و در طلبش کوی بکوی

مرشد یزدجردی

شاید شویم دل از آلایشِ غیر　　گفتم ز درت بہ کعبہ آرم رخِ سیر
خواہی در کعبہ کوب و خواہی درِ دیر　　گفتا کہ چو محروم شدی از درِ ما

محمد جان قدسی

افروخت ز دار بہر منصور آتش　　آن نور کہ زد در شجرِ طور آتش
ہرگز نہ شود بہ پنبہ مستور آتش　　رسوای حلاج نہ دارد حیرت

محمد جان قدسی

وصلِ تو بکامِ غیر دیدن مشکل — وز دیدنِ تو طمع بریدن مشکل

گفتی کہ بمیر تا بہ وصلم برسی — مردن آسان ولے رسیدن مشکل

محمد جان قدسی

اے جانِ جہان بجہانِ جانِ ہمہ — یارِ ہمہ و مہربانِ ہمہ

عشاق بہ ہر کنارہ می جویندت — با آنکہ ہمیشہ در میانِ ہمہ

نجم الدین ایہ رازی

شمع است رخِ خوبِ تو پروانہ منم — دل خویش غمِ تو گشت بیگانہ منم

زنجیرِ سرِ زلفِ تو در گردنِ کیست — در گردنِ بندہ نہ کہ دیوانہ منم

نجم الدین دایہ رازی

ایدل تو باین مفلسی و رسوائی
انصاف بدہ کہ عشق راکے شائی

عشق آتش تیز ست و ترا آب نہ
خاکت بر سر کہ بادمی پیمائی

راہب

خواہم کہ شراب بے غمے نوش کنم
با دختر رز دست در آغوش کنم

طبعم بہ نشاط سخت مائل شدہ است
ترسم کہ غم ترا فراموش کنم

زین خاں کوکہ

در ہجر من اضطراب کارے دارم
با نالہ و آہ روزگارے دارم

غم بر سر غم ز غمگسارے دارم
باین ہمہ غم خوشم کہ یارے دارم

سید حسن غزنوی

کے بود کہ قدم ازیں جہاں برگیرم چوں عیسیٰ راہِ آسماں برگیرم

ویں دستِ دل از دامنِ غم باز کنم ویں بارِ تن از گردنِ جاں برگیرم

ظہیرالدین شفروہ

خاکِ درِ تو چو سرمہ در دیدہ برم وانگہ بنظر پردۂ گردوں بدرم

تو با من ستمے کہ دشمن نکنی من با تو ز مہر و فے کہ در تو نگرم

بابا فغانی شیرازی

یا رب بچہ کہ آبِ حسرت نخورم در جامِ ہوا شرابِ غفلت نخورم

از نعمتِ معرفت غنی ساز مرا تا نانِ خساں بہ زہرِ منت نخورم

باقر مشهدی

آشفته چو زلفِ عنبر افشانِ توام   افتاده چو کاکلِ پریشانِ توام
گفتی که مرا به دردمندان نظریست   من نیز یکی ز دردمندانِ توام

مرزا عرب ناصح تبریزی

از عشق رسید کار هر کس به نظام   بے عاشق عشق ست ہوسہا ہمہ خام
در دل عشقت بہ کہ بُوَد در سرِ عقل   در خانہ چراغ بہ کہ مہتاب بہ بام

میر سنجر کاشی

بگذشت بہاران و شرابے نہ زدیم   در سایۂ گُل یک مژہ خوابے نہ زدیم
یار آمد و جلوہ کرد و مابے خبران   بر دیدۂ بخت مشت آبے نہ زدیم

شیخ اوحدالدین مراغی

اے جاں بموافقت سراندازی کن　　اے دل تو دریں واقعہ دمسازی کن

اے صبر تو تاب غم نداری بگریز　　اے عقل تو کودکی برو بازی کن

اوجی نظیری

بالاتر از آنی کہ بگوییم چوں کن　　خواہی جگرم بسوز و خواہی خوں کن

من صورتم از خویش ندارم خبری　　نقاش توئی عیب مرا بیروں کن

امیر مغیث محوی

اے محوی جاں از نہانی بشنو　　از ناشنفتہ بہ بیزبانے بشنو

بر طور مرو کہ لن ترانی شنوی　　باز آ بہ خرابات و ترانے بشنو

رفیعی

زاہد نکند گنہ کہ قہاری تو　　ما غرق گناہیم کہ غفاری تو
او قہارت بخواند و من غفارت　　یارب بہ کدام نام خوش داری تو

شیخ روزبہان صوفی

دل داغ تو دارد ارنہ بفروختمی　　در دیدہ توئی وگرنہ بر دوختمی
جان منزل تست ورنہ روزے صد بار　　در پیش تو چوں سپند در سوختمی

شیخ آوری

در کوئے فنا اگر درے یافتمے　　با خود بہ عدم رہگذرے یافتمے
بگریختمے ہزار منزل ز وجود　　گر سوی عدم راہبرے یافتمے

کمال الدین اسمعیل

در بند جہاں مباش و آزاد بزی   واز بادہ خراب گرد و آباد بزی

تا زندہ از مرگ نباشی ایمن   یکبار بمیر تا ابد شاد بزی

میرزا عبدالقادر بیدل

دریا نکشی اگر نہنگی نکنی   بر کوہ نتازی ار پلنگی نکنی

یک قطرہ ات است قلزم کون و مکاں   اے حوصلہ خیال تنگی نکنی

میرزا عبدالقادر بیدل

بیدل عمریست کز طلب رہ بدرم   در معنی تحقیق جہاں بے خبرم

صد پردہ نگاہ فہم و چیزے نکشود   اکنوں برخیز تا گریباں بدرم

فردی اردبیلی

درعشق دلا چہ بیقرارم سازی — حسرت کش درد انتظارم سازی

تو حوصلۂ غمش نہ داری ترسم — بر درگہ دوست شرمسارم سازی

طالب آملی

ما بادہ ز دست در جوانی ندہیم — یک جرعہ بملک جاودانی ندہیم

زاں مے کہ خمارش چو خمار اجل است — یک قطرہ بآب زندگانی ندہیم

طالب آملی

دل بے رخ تو دامن پر خون بیند — گل چوں نبود سرشک گلگون بیند

از دیدۂ خویش گر فتادم چہ عجب — چشمے کہ ترا دید مرا چوں بیند

طالب آملی

کو دست که قفل استخوان بگشایم   وز هر بن مو آه و فغان بگشایم

درهم شکنیم تار و پود تن را   وین رشته ز پای مرغ جان بگشایم

طالب آملی

ماییم که جام عیش بر لب داریم   خون در دل صد هزار مطلب داریم

برتافته از صومعه و مذهب روی   سر در سر میخانهٔ مشرب داریم

طالب آملی

ما بلبل مست نغمه پرداز غمیم   بر شاخ فغان نشسته دمساز غمیم

هرگز دل ما صفیر عیشی نزدست   ما سینه خراشیدهٔ آواز غمیم

میر غلام علی آزاد بلگرامی

اے بحر چرا حباب را بند کنی   بر صنعت خویشتن شکرخند کنی
دعوای نفخت فیه من روح زنی   این شیشه گری بگو کہ تا چند کنی

میر غلام علی آزاد بلگرامی

اللہ برون ز عالم ایجاد است   اما پیدا بہ جملۂ افراد است
شک نیست کہ واحد ہو وازاعداد   لکن موجود در ہمہ اعداد است

غلام قادر گرامی پنجابی

سرجلوۂ ذوقِ رمزِ ہستی مائیم   سرخطِ کتاب عشق و مستی مائیم
سر بر خط باطل چہ نہیم اے غافل   مجموعۂ درس حق پرستی مائیم

غالب دہلوی

یارب بہ جہانیاں دلِ خرم دہ　　در دعویِ جنت آشتی باہم دہ
شداد پسر نداشت باغش از تست　　آن مسکنِ آدم بہ بنیِ آدم دہ

غالب

چرگر کہ ز زخمہ زخم بر چنگ زند　　پیداست کہ از بہر چہ آہنگ زند
در پردہ ناخوشی خوشی پنہاں است　　گاندر رہ خشم جامہ بر سنگ زند

غالب

قانع نیم ار بہشت نیزم بخشند　　از بخشش خاص تا چہ چیزم بخشند
امید کہ صرفِ رونمائی تو شود　　جانے کہ بروز رستخیزم بخشند

غالب

اوراست اگر ہزار چیزم بخشند اوراست اگر بہشت نیزم بخشند
بردوست فدا کنم بصد گونہ نشاط جانے کہ بروز رستخیزم بخشند

زائرؔ

دردا کہ غم زمانہ بس جانکاہ است اول قدمش بسوی دوزخ راہ است
فارغ بنشین و غم مخور شاد بزی ایں معنیٔ لا الہ الا اللہ است

واقف دہلوی

نے خوب مرا قبول اردے زشت نے در حرم راہ نہ رویم بہ کنشت
یارب بہ کجا روم بفرما کہ من نے در خور دوزخم نہ شایان بہشت

واقف دہلوی

در دیدۂ دیدہ دیدۂ می باید　　واز ہر دو جہاں بریدۂ می باید

تو دیدہ نہ داری کہ ببینی او را　　عالم ہمہ اوست دیدۂ می باید

واقف دہلوی

در مجلس دوست زہر و پیمانہ یکیست　　آہ سحر و نالۂ مستانہ یکیست

در مسجد و دیر حق پرستی غرض است　　گر خانہ دو تا است صاحب خانہ یکیست

نساخ

نے تخت نہ من تاج شہاں میخواہم　　نے خاتم و نے مہر نشاں میخواہم

مہر تو بدل زمان زمان میخواہم　　درد و غم تو جہاں جہاں میخواہم

بینوا دہلوی

در صورتِ قطرہ سربسر دریائیم
تو ذرہ مبیں مہر جہاں آرائیم

گویند کہ کنہ ذاتِ حق نتوان یافت
ما یافتہ ایم اینکہ کُنہش مائیم

شیخ نظام احمد صانع بلگرامی

بگذار کہ من گزیدہ ام ملت عشق
عشق است رسولِ من من اُمتِ عشق

برتافت ز دیر و کعبہ روی دلِ من
زین پس من و آستانۂ حضرت عشق

سید احمد حسین امجد حیدرآبادی

تا چند بہ کوہسار و دریا بینی
تا چند فضای باغ و صحرا بینی

تا زینۂ وحدت الوجود ار بری
در خود ہمہ و در ہمہ خود را بینی

درد

گر باد نسیم مست بوی تو گذشت　　در فصل بهار محو روی تو گذشت

یارب چه قدر به خلق نزدیک تری　　هر کس که ز خود گذشت سوی تو گذشت

درد

رو شعله چو حسن دلفروزش خواند　　گل کرد چو ناز عشق سوزش خواند

خلق ست عبارت از ظهور خالق　　خورشید چو جلوه کرد روزش خواند

درد

ما را نبود گریز زآن کو که توئی　　تو هر سو و کس نرفته آن سو که توئی

گو آئینهٔ وجه تو باشد همه خلق　　نتوان دیدن ترا از آن رو که توئی

درد

اے آنکہ بخواب صد تماشا دیدی باغ و چمن و بہار گلہا دیدی
نیرنگیٔ عالم مثالت گل کرد پنہاں بتو بود آنکہ پیدا دیدی

درد

خواہی کہ ہمہ راز الٰہی فہمی چیزیکہ بروں ز فہم خواہی فہمی
اے بیخبر از خویش چہ امکان دارد اسرار الٰہی تو کماہے فہمی

درد

چوں آئینہ باید کہ مصفا باشی تا مظہر نور حق تعالیٰ باشی
اے درد اگر قرب خدا می خواہی دور از خود و نزدیک بما باشی

درد

اے درد دلے کہ راز حق را فہمید   ہر بحث ہماں محبت مولیٰ فہمید
عارف آنست انچہ عارف دانست   ملّا فہمید انچہ ملّا فہمید

درد

فرمود نشستیں حضرت حی قیوم   در گوش دلم کہ اے طلسم موہوم
ہشدار کہ در عالم کثرت ہرگز   تا من ہستم تو ہم نگردی معدوم

درد

ما صاف دلان ہای و ہوئے داریم   فی بحث بکس نہ گفتگوئے داریم
جز جلوہ او زما نباید طلبید   ما آئینہ ایم و عکس روئے داریم

درد

یک عمر ز دور می شنیدم او را — در بر بخیال می کشیدم او را
اکنون که چو آئنه رسیدم پیشش — خود را او دید و من ندیدم او را

درد

گر زنده ام آلوده با فکار تنم — ور مرده همان بهشت و دوزخ وطنم
یارب تو بگو بذات پاکت سوگند — کز دوش چگونه بار هستی فگنم

درد

اے درد دیر آنچه در وجود ست اینجا — تبعیت حکم او نمود ست اینجا
گردون پشتی که خم شد از بهر رکوع — خورشید سری که در سجود ست اینجا

درد

در بزم جہاں کہ وہم پست است آئین — از آمد و رفت خلق فارغ بنشین

چوں آئینہ ہر کہ پیش آید اے درد — او را تو با و نما و خود ہیچ مبیں

مرزا مہدی خاں کوکب

در چشم بصیرت ہمہ نور تو بود — ہر ذرہ نشانے از ظہور تو بود

من ہیچ چکنم کہ ہست بے سودائت — با دل کہ ہمی تہی ز شور تو بود

درد

اے درد چرا بکنج باغش جوئی — در بہر چہ درمیان راغش جوئی

من در رہ او فتادہ چوں نقش قدم — از من جوئی اگر سراغش جوئی

درد

اے کردہ تلف عمر گرانمایہ خویش　　در صحبت ہر مرد فقیر و درویش

از عالم غیب انچہ خواہی در تست　　اے مخزن اسرار الٰہی اندیش

درد

ہر جا زنی و چنگ صدا می شنویم　　آہنگ ترا نام خدا می شنویم

گر چشم کشائیم تو مد نظری　　در گوش نہیم ہم ترا می شنویم

درد

در بحر تو اے حباب گم خواہی شد　　در باد تو ای سحاب گم خواہی شد

اندک اے ذرہ سعی دیگر کاخر　　در پرتو آفتاب گم خواہی شد

درد

ہر گوشہ فضائے صد بیابان دارد ہر غنچہ بہشت خود گلستاں دارد
گر عقدۂ خاطرت کشاید بینی ہر قطرہ بجیب خویش طوفاں دارد

درد

عمریست کہ وابستۂ تار نفسم یعنی بہ شکنجۂ ہوا و ہوسم
معلوم نشد مرا ز فہم ناقص یارب ز کجایم بہ کجایم چہ کسم

درد

ہر چند کدورت و صفا را یابی لیکن نتواں کہ عین ما را یابی
گر سیر طبیعی و الٰہی فہمی ممکن نبود اینکہ خدا را یابی

درد

اے آنکہ تو ہر زشت نکو را یابی　　حیف ست نہ آں جلوہ رو را یابی
آئینہ بہ بر داری و معلوم تو نیست　　دل را دریاب تا کہ او را یابی

درد

دریا چو فرو رفت بخود شد گرداب　　وقتیکہ کشود چشم گردید حباب
ایں موج ظہور ست وگرنہ اے درد　　گرداب و حباب و موج باشد ہمہ آب

درد

مینا ست اگر سر نیاز ست اینجا　　جام ست اگر دیدہ باز ست اینجا
ایں محفل درد جائے مستی نیست　　ہشدار کہ ہم اقتیاز ست اینجا

درد

زد جوش جنون عشق ز میخانۂ ما　　جا کردہ بدل صورت جانانۂ ما

در دیدہ تصورش ز دل می آید　　از شیشہ پری چکد بہ پیمانۂ ما

درد

ہستی و عدم خراب میخانۂ اوست　　امکان و وجوب مست پیمانۂ اوست

چشم دل تو اگر حقیقت بین ہست　　ہر ذرۂ خلق روزن خانۂ اوست

درد

اے درد نفہمی تو زبان شعلہ　　آگہ نہ از راز نہان شعلہ

یعنی کہ خسے سوخت و بلکہ بالعکس　　آتش افگند خس بجان شعلہ

درد

برخاست غبار رم چو از نخچیا ناگاہ   ہر سو جرس آہنگ شدہ نالہ و آہ
در فکر سراغ آں بصحراے عدم   صد قافلہ ریگ رواں گشت تباہ

درد

اے درد اگر محرم راز قدمے   با شادی و غم عبث چرا متہمے
اے ہیچ ترا بایں خیالات چہ کار   جائے کہ وجود ست تو انجا عدمے

درد

اے درد اگر عارف صنا رازے   باید فنا مدام باید سازے
در چشم تو ہر چہ رنگ صورت گیرد   چوں آئینہ جملہ را در آب اندازے

درد

در اصل چو خلق غفلت آثار شدی   آگہ نشدی اگرچہ ہشیار شدی

تا حال ہمان غافلے ای درد چہ شد   در خواب اگر ز خواب بیدار شدی

درد

گاہے ہشیار و گہے مست شدی   گاہے کم زور و گہے زبردست شدی

چون ہستی بے بود تو جز وہمی نیست   ای ہیچ عبث تو اینہمہ ہست شدی

درد

ای سادہ دل این نقش پذیری تاکی   بر روی بساط جای گیری تاکی

چون آخر کار مات خواہی گردید   بس بازی شاہے و وزیری تاکی

درد

گل کردم و رازِ من نفہمید کسے
آگاہ ز جلوہ ام نہ گردید کسے
ظاہر شدم و ہماں نہفتہ ماندم
ہمچوں سخنے کہ در نشنید کسے

ڈاکٹر سر محمد اقبال

بہ یزداں روزِ محشر برہمن گفت
فروغ زندگی تابِ شرر بود
ولیکن گر نرنجی با تو گویم
صنم از آدمی پائندہ تر بود

ڈاکٹر سر محمد اقبال

شنیدم در عدم پروانہ می گفت
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشاں کن سحر خاکسترم را
ولیکن سوز و سازِ یک شبم بخش

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سکندر با خضر خوش نکتہ گفت　　شریکِ سوز و سازِ بحر و بر شو

تو ایں جنگ از کنارِ عرصہ بینی　　بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو

ڈاکٹر سر محمد اقبال

چو ذوقِ نغمہ ام در جلوت آرد　　قیامت انگنم در محفلِ خویش

چو می خواہم دمے خلوت بگیرم　　جہاں را گم کنم اندر دلِ خویش

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سفالم را مے او جامِ جم کرد　　درونِ قطرہ ام پوشیدہ یم کرد

خرد اندر سرم بت خانہ ریخت　　خلیلِ عشق دیرم را حرم کرد

نعت و منقبت

علی حزیں

پیغام خدا نخست آدم آورد — انجام بشارت ابن مریم آورد

با جملہ رسل نامہ بے خاتم بود — احمد بر نامہ و خاتم آورد

میر غلام علی آزاد بلگرامی

سلطان رسل شمع شبستان یقیں — پروانۂ او چراغ ماہ و پرویں

نخل قد او دریں چمن سایہ فگند — بر فرق جہانیان بر روی زمیں

میر غلام علی آزاد بلگرامی

ای آنکه شہان توانگر از مایۂ تو   وز جملہ بلند آخریں پایۂ تو

بر پشت صحیفۂ نبوت ایزد   خاتم زدہ از سیاہی سایۂ تو

میر غلام علی آزاد بلگرامی

ہرچند نہ برگے نہ نوائے دارم   در زاویۂ خمول جائے دارم

اما ز محبت رسول الثقلین   در سینہ بہشت دلکشائے دارم

میر غلام علی آزاد بلگرامی

از معجزہ ات چساں تمام آگاہ   کز نطق تو جز مسیح نبود ہمراز

ہر روز ز درگہت بخورشید زند   پہلوی انا الشمس زہے اعجاز

میر غلام علی آزاد بلگرامی

از روز ازل تاج رسالت بسر　　　ہم تا بہ ابد خلعت صفوت دربر

ما کانَ محمدؐ بہ شانت آمد　　　بیروں بود ایں مراتب از شانِ بشر

میر غلام علی آزاد بلگرامی

اے سرورِ انبیا و سالار ملک　　　ذاتِ تو بود منشاء ایجاد فلک

حق جلوہ نمود در لباس تو بخلق　　　بے میم تو احمدم نمائی بلاشک

میر غلام علی آزاد بلگرامی

تحقیق نمودم ز الف تا با یا　　　سریست نمی‌توان نمودن افشا

ہر حرف ہجی ست طومار رموز　　　در وصف تو اے ابجد آل طاہا

یوسف بلگرامی

گر مہر رخ تو جلوہ پیرا نشدی — یک ذرہ ز کائنات پیدا نشدی

ور نقطۂ نور تو نہ گشتی مرکز — نہ دائرہ فلک ہویدا نشدی

یوسف بلگرامی

اے در چمن پیمبران تازہ گلے — در محفل ساکنان لاہوت ملے

یوسف نتواند کہ کند نعت ترا — آغاز دو عالمے و ختم رسلے

درد

اے بہر شفاعت دو عالم لائق — دارم ز جناب تو امید واثق

بے شبہ ز خورشید حقیقت بجہاں — تو مخبر صادقی چو صبح صادق

درد

خواہی کہ شود درد و جہانت بہبود — در بندگی رسول باشی بہ سجود

گر فہم کنی و گر نہ فہمی بشتاب — حق ست ہماں ہرچہ پیمبر فرمود

شیخ غلام قادر گرامی پنجابی

خاور چکد از شبم بایں تیرہ شبی — کوثر چکد از لبم بایں تشنہ لبی

ای دوست ادب کہ در حریم دل ماست — شاہنشہ انبیا رسول عربی

خسرو

از نور محمد ار تو داری اثری — کن از سر صدق بر شہادت نظری

اللہ و محمد ست پیوستہ بہم — اعنی کہ میان شان نگنجد دگری

حفظ اللہ خاں بن سعد اللہ خان وزیر

در انجمن دہر نخست آمدۂ زانگو نہ کہ شایستۂ تست آمدۂ

اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود دیر آمدۂ ولے درست آمدۂ

غالب دہلوی

شب چیست سویدائے دل اہل کمال سرمایہ دہ حسن زلف و خط و خال

معراج نبی بشب ازاں بود کہ ہست وقتے شایستہ تر ز شب بہر وصال

عارف

در خلوت خویش چوں ترا کرد طلب فرقے ز تو ماندہ قاب قوسین عجب

ایں رتبہ بہ انبیا نباشد عارف حق خاتم انبیا ازاں کرد لقب

عارف

نقش قدمِ تو افسرِ افلاک ست — نعت تو فزوں تر ز حدِ ادراک ست
کے لافِ سخن بکُنہ ذاتِ تو رسد — چوں ذاتِ تو پاک ہیچو ذاتِ پاک ست

عارف

مخلوق نشد بشر دریں نیلی کاخ — بر کرسی و عرش تا کند دستِ فراخ
جائے ادبے کہ عقلِ کل محرم نیست — اُمّی لقبا چہ خوش تو رفتی گستاخ

عارف

آراستہ گردد چو قیامت اصف — عالم شود از فسردگی جملہ تلف
واللہ بایں شگفتہ روی آندم — آئی چو گل و گل شفاعت برکف

عارف

بر دند بپا بوس تو فخر اہل زباں — محروم ہم اہل سماں نیست ازاں

خاک درِ تو سرمۂ چشم عارف — اے احمد مجتبیٰ عمیم الاحساں

عارف

مکتوب بلوح دیدہ ام خطبۂ تو — زاں کعبہ شمردہ است دل عتبۂ تو

حق وعدہ نمودہ آنکہ شکست نکند — انجام پذیرفت بتو مرتبۂ تو

عارف

ذات تو بود در انبیا مستثنیٰ — اسماء ترا بود صفات حسنیٰ

مثل تو نخیزد دگرے نیز نخیز — اے خیر بشر خیر رسل خیر وری

عارف

اے احمد و حامد و وحید و محمود — بر خاک درے تو ہست عارف بسجود

آشفتۂ روزگار و انجام خود است — بنواز اورا بحق رب المعبود

شیخ غلام قادر گرامی پنجابی

رفتم ز جہاں ولی ولی میگویم — بردم ایماں جلی جلی میگویم

من حلقہ بگوش اہل بیتم ز ازل — جاں میدہم و علی علی میگویم

شیخ غلام قادر گرامی پنجابی

زود آمدہ ام اگرچہ دیر آمدہ ام — سر بر خط حضرت امیر آمدہ ام

در میکدۂ ساقی کوثر رفتم — پیمانہ کش خم غدیر آمدہ ام

شیخ غلام قادر گرامی پنجابی

حرفے ز علی بگو امیرم این است — پیدا و نهفته در ضمیرم این است

آن دست خداست دستگیری بکند — دستم گیرد که دستگیرم این است

میر غلام علی آزاد بلگرامی

دوشینه بخواب حشر دیدم برپا — دربان ارم ستاده در دست عصا

رفتم که اجازت طلبم گفت که — گفتم که غلام علی ام گفت بیا

میر غلام علی آزاد بلگرامی

در راه خداست شیر یزدان علمم — از حکمت آنجناب آید مددم

گر رفت فرو میان خم افلاطون — من رفتم و در غدیر خم غوطه زدم

میر غلام علی آزاد بلگرامی

حیدر کہ قنبر و پا بدوش شہ دیں ‏ ‏ ‏ در خاتم بے نظیر جا گردنگیں
آں وقت جہانیاں ندا دردادند ‏ ‏ ‏ سبحان اللہ زہے مکان چنیں

میر غلام علی آزاد بلگرامی

آں شاہ کہ با رسول یکتا گردید ‏ ‏ ‏ بر دوش شریف جلوہ پیرا گردید
در گلشن دیں زبسکہ جوشید بہا ‏ ‏ ‏ نخل قد احمدی دو بالا گردید

میر غلام علی آزاد بلگرامی

از روز ازل فدائے نام علی ام ‏ ‏ ‏ در راہ عقیدت نقش گام علی ام
در حشر جواب خویش گویند ہمہ ‏ ‏ ‏ این ست جوابم کہ غلام علی ام

نعمت اللہ کرمانی

آں شاہ کہ او قسیم نار ست و جناں — در ملک ولی صاحب سیف ست و سناں

ملکِ دو جہاں مسخرِ اوست بلے — ایں بستاں گرفت و آنرا بسناں

مولانا جلال الدین رومی

روزے کہ علی زغیب آمد بہ شہود — از بہرِ علی خدا درِ کعبہ کشود

دربستہ بہ او خانۂ خود بہ علی — یعنی کہ علی ست خانہ زادِ معبود

مولانا جلال الدین رومی

رومی نشد از سرِ علی کس آگاہ — زیرا کہ نشد کس آگہ از سرِ الٰہ

یک ممکن و ایں ہمہ صفاتِ عجب — لا حول ولا قوۃ الا باللہ

بو علی قلندر

اولادِ علی خلاصۂ ابراراند — چوں والدِ خویش محرمِ اسراراند
تحلیلِ موادِ فاسدِ کفر کنند — در منفعتِ مزاجِ دیں جدواراند

شاپور

از بہرِ محبتِ علی ہستی ماست — گلچینیٔ ایں بہارِ تر دستی ماست
دل ساغر و مہرِ ساقیٔ کوثر مے — از میکدۂ غدیرِ خُم مستی ماست

خواجہ معین الدین چشتی

اے بعدِ نبی بر سرِ تو تاجِ نبی — اے داد شہاں ز صولتت باجِ نبی
آنی تو کہ معراجِ تو بالاتر شد — یک قامتِ احمدی ز معراجِ نبی

عارف

از حب تو مومن ست در حسن مآب — سوزد بسقر منکر تو روز حساب
از معجزهٔ رسول شق قمر ست — قلعهٔ در خیبر ز تو ای فتح الباب

عارف

در فکر مناقب علی رفتم دوش — این داد بگوش دلم آواز سروش
در منقبتش که هل اتیٰ گفت خدا — عارف تو چه دانی و چه خوانی خاموش

عارف

تا چند قوال گو و عارف اعلا — در منقبتش که نیست مقدور اصلا
فرمود چو کشف شد حجاب کونین — آن عارف من عرف سلونی بلا

عارف

گر دید ترا چو دوش احمد پایہ   در کعبہ شکستی بت سنگیں پایہ
کرار بغیر قید فرار توئی   چوں گفت نبی لاعطین الرایہ

عارف

در منزل صبر ہمرہ ایوبی   در بیت حزن تو ہمدم یعقوبی
یوفون نمودہ حق بشانت نازل   در کسوت انسان شرف کروبی

عارف

روزیکہ شوند اہل محشر محشور   خورشید علم شود بفرق جمہور
خلقے کہ طپند ز العطش چون بسمل   سیراب کنی تو آن ہمہ از جام طہور

عارف

خواہی کہ رسد نصرت و امداد علیؓ — رو در دل خود ثبت نما یاد علیؓ
آنست علی بفہم زیں رتبہ داد — شد آل نبی حصر در اولاد علیؓ

ابو نصر فارابی معلم ثانی

تا بادۂ عشق در قدح ریختہ اند — واندر پئے عشق عاشق انگیختہ اند
با جان روان بو نصر و علی — چون شیر و شکر بہم آمیختہ اند

نساخ

در گلشن اسلام بہاریست علیؓ — تابندہ خور نصف نہاریست علیؓ
او مورد الٰہی و باب علم است — نساخ خدیو ذوالفقاریست علیؓ

شرفِ انسان و صفتِ آفرینش

اثیرالدین اخسیکتی

گر طعمۂ مور اژدہاے سازی — گر از پر پشہ ہماے سازی

در ہم شکنی کاسۂ صد کسرائے را — تا دستہ کوزۂ گداے سازی

بابا افضل کوہی

یارب! چہ خوش است بے دہن خندیدن — بے منت دیدہ خلق عالم دیدن

بنشین و سفر کن کہ نمایت نیکو — بے زحمت پا گرد جہان گردیدن

بابا افضل کهی

چنداں بپروایں که دوئی برخیزد   گر هست دوئی ز ره روی برخیزد
تو او نشوی ولے اگر جهد کنی   جائے برسی کز تو توئی برخیزد

بابا افضل کهی

بر هر که حسد بری امیر تو شود   ور هر که فرو خوری اسیر تو شود
تا بتوانی تو دستگیری میکن   کان دست گرفته دستگیر تو شود

بابا افضل کهی

از کبر مدار هیچ در دل هوسے   کز کبر بجائے نرسیدست کسے
چون زلف بتان شکستگی عادت کن   تا صید کنی هزار دل در نفسے

ابوسعید مہنہ

آن وقت کہ این انجم و افلاک نبود — وین آب و ہوا و آتش و خاک نبود

اسرار یگانگی سبق می گفتم — وین قالب و این نوا و ادراک نبود

ابوسعید مہنہ

کی حال فتادہ ہرزہ گردی داند — بی درد کجا لذت دردی داند

نامرد بچیزی نخرد مردان را — مردی باید کہ قدر مردی داند

ابوسعید مہنہ

گر قرب خدا می طلبی دلجو باش — اندر پس و پیش خلق نیکو گو باش

خواہی کہ چو صبح صادق القول شوی — خورشید صفت با ہمہ کس یکرو باش

ابوسعید مهنه

معمورهٔ دل بعلم آراسته به — مطمورهٔ تن بکهنه پیراسته به

از هستی خود هرچه توان کاسته به — هرچند زهر که هست ناخواسته به

عمر خیام

ما لعبتگانیم و فلک لعبت باز — از روی حقیقتی نه از روی مجاز

بازیچه همی کنیم بر نطع وجود — رفتیم بصندوق عدم یک یک باز

عمر خیام

احمد خوئی که عالمی بندهٔ اوست — یوسف روئی که ماه شرمندهٔ اوست

عیسی نفسی که جان و دل زندهٔ اوست — موسی لقبی که دوست خواهندهٔ اوست

عمر خیام

بیشی طلبی ز هیچ کس پیش مباش　　چون مرهم و موم باش و چون نیش مباش
خواهی که ز هیچ کس بتو بد نرسد　　بدگوی و بد آموز و بد اندیش مباش

عمر خیام

صد سال در آتشم اگر مهل بود　　آن آتش سوزنده مرا سهل بود
با مردم نا اهل مبادم صحبت　　کز مرگ بتر صحبت نا اهل بود

عمر خیام

اندر ره حق تصرف آغاز مکن　　چشم بد خود بعیب کس باز مکن
سرّ دل هر بنده خدا می داند　　خود را تو درین میانه انباز مکن

عمر خیام

گر می نخوری طعنه مزن مستان را گر توبه دهد توبه کنم یزدان را
تو فخر بدین کنی که من می نخورم صد کار کنی که می غلام ست آن را

عمر خیام

می بر کف من نه که دلم در تاب است وین عمر گریز پای چون سیماب است
برخیز که بیداری دولت خواب است دریاب که آتش جوانی آب است

عمر خیام

نیکی و بدی که در نهاد بشر ست شادی و غمی که در قضا و قدر ست
با چرخ مکن حواله کاندر ره عقل چرخ از تو هزار بار بیچاره تر ست

عمر خیام

جانم بفدای آنکه چون اهل بود — سر در قدمش اگر نهم سهل بود

خواهی که بدانی بیقین دوزخ را — دوزخ بجهان صحبت نا اهل بود

عمر خیام

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد — از بهر نشست آستانی دارد

نه خادم کس بود نه مخدوم کسی — گو شاد بزی که خوش جهانی دارد

عمر خیام

آورد باضطرارم اول بوجود — جز حیرتم از حیات چیزی نفزود

رفتیم باکراه ندانیم چه بود — زین آمدن و بودن و رفتن مقصود

عمر خیام

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرد
وز کوزهٔ اشکسته دم آبی سرد
مامور کسے دگر چرا باید بود
یا خدمت چون خودی چرا باید کرد

عمر خیام

با مردم پاک باز و عاقل آمیز
وز نااہلان ہزار فرسنگ گریز
گر زہر دہد ترا خردمند بنوش
ور نوش رسد ز دست نااہل بریز

عمر خیام

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کنم
وز کردهٔ خویشتن بدردم چہ کنم
گیرم کہ ز من درگذرانی بکرم
زین شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم

عمر خیام

مقصود ز جملہ آفرینش مائیم　　　در چشم خرد جوہر بینش مائیم

ایں دائرہ جہاں چو انگشتری است　　　بے ہیچ شکے نقش نگینش مائیم

سحابی استرآبادی

جز عین تو نیست ہر چہ خوانی اورا　　　در از نظر قبول رانی اورا

تا کے گوئی ایں بد و آں نیک است　　　ہر کس کہ تو بینی چہ رانی اورا

سحابی استرآبادی

در ہر کہ رسی نکو ببیں کو نیکوست　　　کو ساختہ و خواستہ حضرت اوست

بر بے سر و سامانی من عیب مکن　　　شاید کہ مراد دوست چنیں دارد دوست

سحابی استرآبادی

گه نورِ علا مقام بینم خود را — گه ظل و گهے ظلام بینم خود را

چشمم ز فلک برون و شخصم در خاک — یارب؟ چه کنم کدام بینم خود را

سحابی استرآبادی

توحید به پیر که پردهٔ راز گشود — یک اسم و همه یکے و دید و شنود

من می‌گفتم که حال خود می‌گویم — چون وادیدم حال همه عالم او بود

سحابی استرآبادی

از خلق جهان و هستی فانی ما — دانسته نشد بغیر نادانی ما

حیرانی ما بود مراد از همه چیز — یارب! چه مراد است ز حیرانی ما

سحابی استرآبادی

آئینه صفت به دست او نیکوئی — زین سوی نموده و لے زان سوئی

او دیده تراکه عین هستی تو اوست — زانش تو نه دیده که عکس اوئی

سحابی استرآبادی

عالم همه در دست دوا میخواهد — از خوان کرم برگ و نوا میخواهد

کس بیحاجت نمی تواند بودن — درویش غذا نشد اشتها میخواهد

جامی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی — در بلبل بے قرار بلبل باشی

تو جزوی و حق کل است اگر روزی چند — اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

جامی

اے بردہ گماں کہ صاحب تحقیقے
واندر صفت صدق و یقیں صدیقے
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقے

خواجہ عبداللہ انصاری ہروی

عیب است بزرگ بر کشیدن خود را
وز جملۂ خلق برگزیدن خود را
از مردمک دیدہ بباید آموخت
دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

خواجہ عبداللہ انصاری ہروی

شرط است کہ چوں مردِ رہ درد شوی
خاکی تر و پاچیز تر از گرد شوی
ہر کو زمراد کم شود مرد شود
بفگن الف مراد تا مرد شوی

خواجہ عبداللہ انصاری ہروی

دی آمدم و نیامد از من کارے — وامروز زمن گرم نشد بازارے
فردا بروم بیخبر از اسرارے — نا آمدہ بہ بودے ازین بسیارے

ابن یمین

کریم زادہ چو مفلس شود بدو پیوند — کہ شاخ میوہ دگر بار بارور گردد
لئیم زادہ چو منعم شود ازو بگریز — کہ مستراح چو پر گشت گندہ تر گردد

ابن یمین

با بدان کم نشین کہ صحبت بد — گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابے بایں بزرگی را — لکۂ ابر ناپدید کند

ابیات

بود چار چیز از کمال حماقت   مکن هیچ یک زینها تصور

به مفسد سخاوت به احمق محبت   به نادان تواضع به دانا تکبر

ابیات

نان و سرکه گر نهی پیش کسی   لفظ خود شیرین کنی چون انگبین

به که حلوا و شکر پیش آوری   وانگهی سرکه بمالی بر جبین

ابیات

برای نعمت دنیا مکش مذلت خلق   که نزد اهل خرد زین سبب خجل باشی

ز خون دیده غذا گر کنی از آن خوشتر   که زیر منت احسان ناکسے باشی

جلال الدین محمد اکبر شاہ

از بارِ گنہ خمیدہ پشتم چہ کنم
نی راہ بہ مسجد نہ کنشتم چہ کنم

نی در صف کافر نہ مسلماں جایم
نی لایقِ دوزخ نہ بہشتم چہ کنم

عرفی شیرازی

تا از نظر افتادہ عالم نشوی
الفت نکنی بہ خلق و ہمدم نشوی

ہر چیز کہ میشوی خریدارت ہست
زنہار دریں زمانہ آدم نشوی

شیخ عماد فقیہ کرمانی

گر خدمت ہر تنے کنی جاں باشی
در جاں باشی در خورِ جاناں باشی

مہماں سرائے تو اگر باشد مور
زاں بہ کہ تو مہمانِ سلیماں باشی

نصرت الله خان نثار

گیرم پسر اگر رستم و سام شدی / یا خسرو نیمروز یا شام شدی
نه زور بگور سیستان برده نه زر / افسوس که کیمیای او هام شدی

میر مختوم

تا ظن نبری که من بخود موجودم / یا این ره خونخوار بخود پیمودم
این بود بجود من ز بود او بود / من خود کیم و کجا بدم کی بودم

میرزا ابوسعید اعلیٰ

هر کس که خداشناس شد آزاد است / وز نیک و بد زمانه دایم شاد است
به هستی خویش دل چه بندی چو حباب / بنیاد وجودت گرهی بر باد است

کاہی کابلی

آنرا کہ ہمیشہ لطفِ حق ہمراہ است — شاہیش چو گدائیست و گدا چون شاہ است

از صورت خلق معنی حق می بیند — آرے آدم بہ صورت اللہ است

غیرت ہمدانی

اے ہمنفساں! اگر دردناکیم ہمہ — در اصل زیک گوہرِ پاکیم ہمہ

غیرت! با دلِ یک دگر چرا رنجانیم — تا چشم ہم زنیم خاکیم ہمہ

سرمد کاشی

آنکس کہ ترا تاج جہانبانی داد — مارا ہمہ اسباب پریشانی داد

پوشید لباس ہر کرا عیبے دید — بے عیباں را لباس عریانی داد

نجم الدین خوارزمی

زاں بادہ نخوردہ ام کہ ہشیار شوم — آں مست نبودہ ام کہ بیدار شوم

یک جام تجلی جمال تو بس است — تا از عدم و وجود بیزار شوم

نجم الدین خوارزمی

حاشا کہ دلم ز تو جدا خواہد شد — یا با کس دیگر آشنا خواہد شد

از مہر تو بگذرد کرا دارد دوست — وز کوئے تو بگذرد کجا خواہد شد

نظیری نیشاپوری

تو ہیچ نبدی کہ جسم و جانت دادند — بی کسب و عمل تاب و توانت دادند

از دادہ و نادادہ شکایت چہ کنی — کاں چیز کہ ہست رایگانت دادند

عجم قلی بیگ ذوالقدر

انساں کہ شریف تر ز مخلوقات است — در شان شریفش دو جہاں آیات است
در نیستی نیستیش ہستیہاست — چوں نفی شو و نفی ہمہ اثبات است

بہائی آملی

یارب! تو مرا افسردہ وصلی برساں — برہانم ازیں فرح بہ اصلی برساں
تا چند ازیں فصل مکرر دیدن — بیروں ز چہار فصل فصلی برساں

بہائی آملی

ای دل قدمی در رہ حق ننہادی — شرمت بادا کہ سخت دور افتادی
صد بار عروس توبہ را بستی عقد — نا یافتہ کام از وطلاقش دادی

هدایت طبرستانی

بحر است وجود و این تعین ماهی — ما ماهی و بحر را به ما همراهی

هرچند که ماهی شده غرق اندر بحر — از بحر چه گونه باشدش آگاهی

فکری خراسانی

بر صفحهٔ هستی چو قلم می گذریم — حرف غم خود کرده رقم می گذریم

زین بحر پر آشوب که بی پایان است — پیوسته چو موج از پی هم می گذریم

رضی نیشاپوری

در جستن راز فلک دائره وار — بسیار بگشتیم به سر چون پرکار

در کار شکست این تن چون سوزن — دردا که نیافتیم سر رشتهٔ کار

اشراق اصفہانی

چشمے دارم چو لعل شیرین ہمہ آب — بختے دارم چو چشم خسرو ہمہ خواب

جسمے دارم چو جان مجنون ہمہ درد — جانے دارم چو زلف لیلی ہمہ تاب

سلمان ساوجی

اے ابر بہار خار پروردۂ تست — اے خار درون غنچہ خو کردۂ تست

اے غنچہ عروس باغ در پردۂ تست — اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

ہمایون بادشاہ

ایزد کہ فلک بقبضۂ قدرت اوست — داد ست ترا دو چیز کان ہر دو نکوست

ہم سیرت آنکہ دوست داری کس را — ہم صورت آنکہ کس ترا دارد دوست

یوسف عادل شاه

آنکس که علم به نیک نامی افراشت ‌ ‌ ‌ در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت

نیکو نامان زندهٔ جاویدانند ‌ ‌ ‌ مرد آنکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

امامی خلخالی

با خلق خدا سخن به شیرینی کن ‌ ‌ ‌ اظهار نیاز و عجز و مسکینی کن

تا بر سر دیده جا دهندت مردم ‌ ‌ ‌ چون مردم دیده ترک خود بینی کن

زائر

ای مولوی مدرسه گفت و شنید ‌ ‌ ‌ فکر تو به مشکلات هر علم رسید

چشم تو گرفتار سپیدست و سیاه ‌ ‌ ‌ می دیدی کاش انچه می باید دید

مرزا بیدل

حیف از تو دوروزی که مقیم باغی
از بلبل غافلی حریف زاغی
صحبت اینجا موثر است آگه باش
در آب روی تری در آتش داغی

مرزا بیدل

آواز کریم را صلا می خوانند
سایل چو دمی زند دعا میخوانند
یک نغمه شوق ست چه فقر و چه غنا
کز پردهٔ هر ساز جدا می خوانند

مرزا بیدل

گر مردی ازین زطبع خود کام برآ
از پیچ و خم وسوسهٔ خام برآ
ای منکر کیفیت پرواز مگس
بی زینه تو نیز تا سر بام برآ

مرزا بیدل

گر سایہ ز شخص بازگردید چہ شد   در عکس ز جلوہ دور بالید چہ شد

حق از عدم و وجود ما مستغنی ست   خورشید اگر شعاع فہمید چہ شد

شاپور

این عمر بابر نوبہاران ماند   وین عیش بہ سیل کوہساران ماند

زنہار چنان بزی کہ بعد از مردن   انگشت گزیدنی بہ یاران ماند

شاپور

ای کہ امروز ترا فرصت کار خویش است   توشہ بردار کہ فردا سفری در پیش است

توشہ زاد بقا تا بتوانی بردار   کہ تہیدست درین رہ بسی الم پیش است

شاپور

دشنام اگر دہد خسیسے چارہ نبود بجز شنیدن

گر پاے کسے سگے گزیدہ با سگ نتواں عوض گزیدن

شاپور

خاک نشینی ست سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم

ہست چہل سال کہ می پوشمش کہنہ نشد جامۂ عریانیم

شاپور

پیمانہ چو من ومی بہ میخانہ گریست گفت از پی آں مرا کہ ایں گریہ ز چیست

امروز گل من ست پیمانۂ تو تا خاک تو فردا گل پیمانہ کیست

شاپور

گر آدمی ترا هنر بایستی   قول تو بلیغ و معتبر بایستی
جز خوردن و خواب چون نداری کاری   گوش تو ازین دراز تر بایستی

شاپور

گر ناز کند فرشته بر پاکی ما   گه دیو کند عار ز ناپاکی ما
ایمان چو سلامت بلب گور بریم   احسنت برین چستی و چالاکی ما

شاپور

یک نیمهٔ عمر در بطالت بگذشت   یک نیمه به تشویش و خجالت بگذشت
عمری که ازو دل جهانی آزرد   بنگر بچه حیلت و حوالت بگذشت

امیر خسرو

یارب چو بعقل خود بتاہم چکنم — وز گیسوئے و زلف سیاہم چکنم
گیرم بکرم گناہ من عفو کنی — زیں شرم کہ دیدہ گناہم چکنم

رشیدائی گازرونی

اے دل چو ہوائے خاک آں در داری — شرمت بادا کہ میل افسر داری
گر سر نگذاری اندریں رہ باری — از سر بگذار آنچہ در سر داری

مجد الدین محمد تاثیر النوی

خواہی کہ میانِ خلق قاضی باشی — باقی مانی گہے کہ ماضی باشی
با خلق خدا حکم چناں کن کہ اگر — ایں بر تو کسے کند تو راضی باشی

بیکسی غزنوی

ای دل تو عنان بغصه و غم ندهی — یک لحظه خوشی بمملکت جم ندهی

یارے اگرت بدست افتد تنها — خاک قدمش بهر دو عالم ندهی

مرزا حسن واهب

بی برگ طلب بجائے نرسی — تا نگذری از خودی بجائے نرسی

از کوچه‌ی همین صدای آید — تا صاحب برگی بنوائے نرسی

شیخ شاه نظیر قمشه

شد عمر و ندیدم بمیدان گردی — مردیم و در آرزوی هم ناوردی

مردان بگریبان زنان سر زده — شاید ز زنی سری برآرد مردی

شیخ شاه نظیر قمشه

اے خواجه دو گام ره نراندی ماندی — خود را برفیقان نرساندی ماندی

این راه نه راه کعبه آب و گل ست — یک گام ز کاروان چو ماندی ماندی

شیخ عبدالسلام پیامی

جمعند ز سفلگان بعالم مشتے — عاقل ننهد بحرف شان انگشتے

خالی شده دیر و حرم از مردم اهل — در آن خلیلے نه درین زردشتی

کمال

گر در پے قول و فعل سنجیده شوی — در دیده خلق مردم دیده شوی

با خلق چنان مزی که گر فعل ترا — هم باز کشند سنجیده شوی

مرزا عرب ناصح تبریزی

گاه از تقصیر بندگی می ترسم — گاه از غم سرفگندگی می ترسم

ابنائے زماں ز مرگ ترسند ہمہ — ایں طرفہ کہ من ز زندگی می ترسم

سید محمد جامہ باف

کردیم بہ بزم دیدہ چوں شمع مقام — بردیم بسر عمر در اندیشۂ خام

چوں شمع تمام گشت می میرد و ما — افسوس کہ مردیم و نگشتیم تمام

طالب آملی

از بسکہ ساختم بجہاں دگرے — در طالعم تاک آسماں دگرے

گر عمر اماں دہد چو ستاں بام — از رشتۂ آں کاہکشاں دگرے

طالب آملی

آسوده لبی که ساغر غم نکشید	خوشدل زخمی که ناز مرهم نکشید
من بلبل آن گلم که در گلشن دهر	پژمرده شد و منت شبنم نکشید

مومن یزدی

دل چیست؟ درون سینه سوز و تفی	تن چیست؟ غم و رنج و بلا را هدفی
القصه به قصد جان ما بسته صفی	مرگ از طرفی و زندگی از طرفی

مومن یزدی

با آنکه یکی گام به منزل دارم	صد تخم هوس هنوز در گل دارم
در خاک ندانم بچه سان میگنجم	با این همه آرزو که در دل دارم

نواب

گر پیر شدم جوش شبابم دادند   از خمکدهٔ حدیث آبم دادند

گر روز سیہ شد ز خرد باکی نیست   در روز سیاہ آفتابم دادند

حکیم خاقانی

بے آنکہ بہیچ عذر رای آوردم   صد رہ بتو عذر جانفزاے آوردم

گر عذر مرا نپذیری اے پسند   من بندگی خویش بجاے آوردم

شاہ طہماسپ

یک چند پئے زمرد سودہ شدیم   یکچند بہ یاقوت تر آلودہ شدیم

آلودگئے بود بہر رنگ کہ بود   شستیم بآب توبہ آسودہ شدیم

شاہ نعمت اللہ ولی

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم — جز راستی و نیک خوئی نکنیم
آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند — گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

شیخ سعدی

در خاک بیلقان برسیدم بعابدے — گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ — یا ہر چہ خواندۂ ہمہ در زیر خاک کن

شیخ سعدی

سودی نکند فراخنائے بر و دوش — گر آدمئی عقل و ہنر باید و ہوش
گاو از من و تو فراخ تر دارد چشم — پیل از من و تو بزرگ تر دارد گوش

محمد جان قدسی

در پردهٔ محتسب شراب اولی تر — پوشیدن کار ناصواب اولی تر

فعل بد خویش را نهان می دارم — با شاہد زشت انقاب اولی تر

رستم مرزا فدائی

پا آبله از کفش بہشت بہتر — گر نیست وفا ترک محبت بہتر

در مذہب من تو دید و نرخ رفتن — بسیار ز انتظار جنت بہتر

متین

گر بہر رفاہ خلق کوشی مردی — در جوش غضب اگر نخروشی مردی

مردی نبود پوشش عیبان ز جنگ — عیب دگران اگر بپوشی مردی

ظهیر فاریابی

با خار قناعت ار بسازی یکجا — در هر قدمی بروید صد گلزا

با خارکشان نشین که در یک هفته — صد برگ بباخت گل ز یک دسته جفا

نساخ

در زیر سپهر کهنه دیوار مخسپ — غافل ز فریب چرخ خونخوار مخسپ

در خواب سفر ضرر نهان می باشد — نساخ نگاهدار هشیار مخسپ

نساخ

سرما بگذشت و ما همانیم همان — گرما بگذشت و ما همانیم همان

این روز و شب و سال و مه و شام و پگاه — بر ما بگذشت و ما همانیم همان

قلندر

هیچ دانی که شیرمردی چیست　　شیر مرد زمانه دانی کیست

آنکه با دشمنان تواند ساخت　　آنکه با دوستان تواند زیست

قلندر

ای که مخمور شراب غفلت از جام هوس　　مشغول مشو بحرص چون بانگ جرس

در سرمه کشان خواب چه بیدار شوی　　مستی رود و درد سرت ماند و بس

قلندر

امروز که ذکر از رق و داب است　　الله پرست در جهان کمیاب است

تا چند چو مرد و در رق نفی　　بر زن بدل که نقد فتح الباب است

یوسف قلی بیگ انیسی نظیری

بت می شکنی که سنگ راه دین ست   می بیگفنی که آب فسق و کین ست
خود را بشکن که بت شکستن سهل ست   دنیا بفگن که می فگندن این ست

رکن صائن

فانوس خیال هر دو عالم مائیم   جوش دریا سکون شبنم مائیم
آئینۂ صورتیم بے صورت خویش   چیزیکہ ندیدنیست آں ہم مائیم

میر رفیع دستور

قومی گوید که با خدا پیوستیم   قومی گوید که از خودی بهرستیم
هر کس خبری دهد ز خود بینی خویش   اعمی عرض انیست کہ ما هم هستیم

بخشی

بخشی چنیں با زمانہ بساز — ورنہ خود افسانہ ساختن ست

عاقلانِ زمانہ می گویند — عاقلی با زمانہ ساختن ست

میرزا جلال اسیر

دادیم بیک نشہ شراب ہمہ را — یکدل کردیم شیخ و شاب ہمہ را

خواندیم زیک نقطہ کتاب ہمہ را — دادیم زیک حرف جواب ہمہ را

انسان

گہ با صنم شفیق می باید زیست — گہ تنہا بے رفیق می باید زیست

انسان این بزم جای شکر و گلہ نیست — یک چند بہر طریق می باید زیست

انسان

گر قصۂ شیخ و شاب باید گفتن گہ شکوۂ نان و آب باید گفتن

انسان تا مرگ گفتگو لابد ہست افسانہ برائے خواب باید گفتن

غالب

ہر چند زمانہ مجمع جہّال است در جہل نہ حال شاں بیک منوال است

گوداں ہمہ لیک از یکے تا دگرے فرق خر عیسیٰ و خر دجّال است

غالب

اے دوست بسوی ایں فرومایہ بیا از کوچۂ غیر راہ گرداندہ بیا

گفتی کہ مرا بخواں کہ من مرگ توام بر گفتۂ خویش باش ناخواندہ بیا

غنی

بی فهم اگر چشم بدوزد بکتاب — نتواند دید روی معنی در خواب

کی غور کند در سخن بی مغزان — غواصی بحر نیست مقدور حباب

غنی

هر کس که بخویشتن گمانی دارد — چون درنگری عیب نهانی دارد

هر سیب که در باغ جهان گردیدیم — هر میوه که دیدیم استخوانی دارد

غنی

ای در طلب کمال سرگرم شتاب — در صورت کس مبین و معنی دریاب

هرچند عقیق هست با آتش همرنگ — دارد بدهان تشنه خاصیت آب

غنی

ہر کس کہ ہنر مند زید در عالم　　دست از ہنر خویش دلش را صد غم
دیدی کہ بوقت رشتہ تابی خیاط　　می ساید دست از تاسف برہم

واقف دہلوی

ای عشق گراں قدر بیک سیر بیا　　تا چند نزاع حرم و دیر بیا
کفر و اسلام جنگ باہم دارند　　ای صلح دہ ثالث بالخیر بیا

واقف دہلوی

از اہل جہاں وضع جدائی دارم　　عشق دگر از فیض خدائی دارم
شرمندہ یک قطرہ نیم زین دریا　　مانند صدف رزق ہوائی دارم

حالی پانی پتی

سر بر مفراز و خاکپاے ہمہ باش　　دلہا مخراش و در رضای ہمہ باش

با خلق نیامیختن از خامی تست　　ترک ہمہ گیر و آشنائی ہمہ باش

درد

این گور پرستاں ہمہ باطل باشند　　از لجۂ علم سوئے ساحل باشند

خود زندہ و با مردہ نیاز آوردہ　　از زندۂ لایزال غافل باشند

درد

ہر چند کہ این جماعۂ گور پرست　　فرداست جزاے ہمہ دست بدست

این فرق نہ کم تواں تصور کردن　　ما زندہ پرستیم و شما مردہ پرست

درد

ادراک مرا دعوت بیدائی کرد　　فریاد که رسوائی شناسائی کرد

زین پیش نداشتم دماغ صحبت　　علم ست که این انجمن آرائی کرد

درد

گاهی سحر ست و گاه شام ست اینجا　　از کون و فساد انتظام ست اینجا

مانند شرر ز شور هستی غافل　　در چشم زدن کار تمام ست اینجا

درد

مطرب فانی و بزم و ساقی فانی　　با هر که شدی درد ملاقی فانی

بردار دل از کثرت بی بود جهان　　هستی بود و باقی و باقی فانی

درد

شخص انسان که شان اعظم دارد دارد بوجود آنچه هر دو عالم دارد
لیکن نتوان یافت به بحر کونین آن گوهر نایاب که آدم دارد

درد

در عجز بساز کبریائیم همه در کسوت فقر باغنائیم همه
ما درویشان لباس اکسیر ای درد خاکیم اگرچه کیمیائیم همه

درد

انسان که حباب و حباب عالیست ای درد عجب رگه فارغبالیست
در بزم خیال او که رشک خلدست چون آئینه جای هر که آید خالیست

درد

گہ در طلب کمال علم و ہنریم   گاہے ز رہ بیہودگی یا دربدریم

داریم ہجوم بر لب بحر خیال   ہستی پل بستہ ست و ما می گذریم

درد

ما بندہ آں حسن و جمالیم ہمہ   وارستہ ز ہر فکر و خیالیم ہمہ

مستقبل و ماضی علامی انند   ما درویشیم مست حالیم ہمہ

درد

آں نور کز و ارض و سما روشن شد   از حضرت انساں ہمہ جا روشن شد

پوشیدہ نماند ہیچ از جلوۂ او   چوں آئینہ تا دیدۂ ما روشن شد

درد

ای کردہ خراب فکر چون و چندت آوردہ ہوا و حرص اندر بندت
ہموارہ بہ ہمواری خود کوشش کن غیر از تو کسی نیست کہ گوید پندت

درد

گاہی سخنی از دہنش می گفتم کہ از دہن خود سخنش می گفتم
افسوس ز علم ناشناسا یک عمر او بود کہ در دہن منش می گفتم

درد

ہر چند بعلم و فضل ممتاز شوی مشکل کہ بفقر نکتہ پرداز شوی
بوئی نشنیدہ ز عرفان تا حال مدت باید کہ واقف راز شوی

درد

گر دعوی ہستی است بہتان ست این   ور شکوہ نیستی ست کفران ست این
ای حضرت انسان تحیر انجام   خود را نشناختی چہ عرفان ست این

درد

ہر دل کہ چو گل شگفت آخر پژمرد   طبعی کہ چو شعلہ گرم گردید فسرد
اینجا ہر کس بطرز خاص ای درد   پیدا شد و شاد گشت غم خورد و بمرد

درد

کردیم تماشا چو جہان من و ما   گشتیم دریں بادیہ مانند صبا
بر ہر کہ نہاد دل بعرفان گوشے   پُر بود چو نقارہ ز شور دعوی

درد

این اہل زمانه دردناکم کردند   بی هیچ عبث عبث ہلاکم کردند

از چار طرف غبار دلہا چندان   برخاست که زنده زیر خاکم کردند

درد

در دل باید همیشه داری اخلاص   پیوسته میان سینه کاری اخلاص

از شرک و نفاق سخت پرهیز نما   مخلص نشوی تا که نیاری اخلاص

درد

گردی شب و روز کامرانی بالفرض   دیدی همه عیش این جهانی بالفرض

مرگ و پیری دو چار گردد آخر   صد سال اگر زنده بمانی بالفرض

درد

انسان آگاه تا بعرفاں نبود   از تعلقۂ لسانی انساں نبود
ہرچند برائے خود زبانے دارد   ای درد دلی شمع زبان دان نبود

درد

دوں ہمت اگر بال و پرے پیدا کرد   چوں مور برائے خود پری پیدا کرد
کی مرتبۂ سفلہ فزاید اسباب   عیسی نشود ہر کہ خرے پیدا کرد

درد

شہ نیست کسے کہ تخت عاجے دارد   تا آنکہ نہ شاہانہ مزاجے دارد
یعنے کہ خروس پیش ارباب شعور   سلطاں نشود اگرچہ تاجے دارد

درد

گر حشمت و دولت ست و ہم ہست و ہوس   در فضل و ہنر شعبدہ باشد و بس

اے درد اگر ہمت عالی داری   آں باید شد کہ آں نمیگردد کس

درد

گر خلق ہمہ از شور و شر و غوغا باش   تو از ہمہ کس یکطرف و تنہا باش

بر صورت بے معنے عالم مگرو   بر معنے بی صورت حق شیدا باش

درد

ایں تیرہ دلاں کہ تیر بارند چو میغ   در جور و ستم نمی نمایند دریغ

بر اہل گداز دست ظالم نرسد   سیماب نگشت کشتہ از خنجر و تیغ

درد

آنکس کہ خمیر کرد آب و گلِ من آراستہ در صدق و صفا منزلِ من
در خدمتِ خویش اعتقادست مرا از من پوشیدہ نیست رازِ دلِ من

درد

ای با ہمہ آشنا و بیگانۂ من داری خبرے از دلِ دیوانۂ من
گفتی تو افسانہ ات مرا خواب آمد در خواب شنیدہ باشی افسانۂ من

درد

ای درد کجا ساقی و صہبا و سبو در گوش صدائے قلقل مینا کو
چوں شیشہ ساختند این ہمنفساں ریزند بجائے آب خاکے بہ گلو

درد

از فکرِ معاش گہ پریشاں شدۂ   گاہے زغمِ معاد حیراں شدۂ
ایں ہر دو باختیارِ تو نیست ولے   مشکل ہمہ اینست کہ انساں شدۂ

درد

پیغامِ کرم بہ تند خویاں نبری   وز صلح سخن بجنگ جویاں نبری
اظہارِ صفا بغیرِ جنساں بیجاست   آئینہ بہ پیشِ زشت رویاں نبری

درد

ہر دم روم از خویش و ندانم راہی   کوہے ستم سبک نہ وزن کاہے
عمرم ہمہ در سیر گذشت ولیکن   چوں سایہ بپائے خود نرفتم گاہے

درد

در میکدہ از بسکہ فراغ ست بسی — آزاد شود ہر کہ نشیند نفسی

ای درد نہ بست ہیچ کس دست ترا — زنجیر بپائے خم نکرد ست کسی

بو علی سینا

کفرے چو منی گزاف و آسان نبود — محکم تر از ایمان من ایمان نبود

در دہر چو من یکے و آں ہم کافر — پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

علمِ جہلِ خودشناسی

بابا افضل کوہی

در جستن جامِ جم زکوتہ نظری   ہر لحظہ گمانے نہ بہ تحقیق بری
رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرۂ خاک   جامیست جہان نمائے چون بنگری

بابا افضل کوہی

تا چند روی از پے تقلید و قیاس   بگذر ز چہار عنصر و از پنج حواس
گر معرفت خدائے خود می طلبی   در خود نگر و خدائے خود را بشناس

بابا افضل کوہی

گفتم ہمہ ملکِ حسن سرمایۂ تست　　خورشیدِ فلک چو ذرّہ در سایۂ تست
گفتا غلطی ز ما نتواں یافت　　از ما تو ہر آنچہ دیدۂ مایۂ تست

بابا افضل کوہی

دنیا مطلب تا ہمہ دینت باشد　　دنیا طلبی نہ آں نہ اینت باشد
بر روی زمین زیر زمین وارسری　　تا زیر زمین روی زمینت باشد

بابا افضل کوہی

در ملکِ خدا تصرف آغاز مکن　　چشم سر خود بعیب کس باز مکن
سر دل ہر بندہ خدا می داند　　در خود نگر و فضولی آغاز مکن

مولانا جلال الدین رومی

یک لحظه اگر نفس تو محکوم شود — علم همه انبیات معلوم شود

آن صورت غیبی که جهان طالب اوست — در آئینهٔ فہم تو مفہوم شود

نصیرالدین طوسی

آن قوم که راه بین فتادند شدند — کس را به یقین خبر ندادند و شدند

آن عقده که هیچکس ندانست کشاد — هر یک بندے بر آن نهادند و شدند

ابو سعید مہنہ

گر چہرہ ندارم از مسلمانی رنگ — بر من دارد شرف سگ اہل فرنگ

آن روسیاہم کہ باشد از بودن من — دوزخ را ننگ اہل دوزخ را ننگ

ابوسعید مهنه

گر فضل کنی ندارم از عالم باک　　ور عدل کنی شوم بیکباره هلاک

روزی صد بار گویم ای صانع پاک　　مشتے خاکم چہ آید از مشتے خاک

عطار

مائیم بعقل ناصواب افتاده　　دل از شر و شور در شراب افتاده

آزاده ز نام و ننگ سر بنهاده　　در کنج خرابات خراب افتاده

ابن یمین

بگفتار اگر دُر فشاند کسے　　خموشی بسیار ازین خوشتر است

خردمند خامش بود چون صدف　　اگرچه درونش پر از گوهر است

علی حزین

ای مطرب عاشقان نوای تو کجاست ای ساقی جان آب بقای تو کجاست

گیریم دل ما از نظرت افتادست گیرائی مژگان رسائی تو کجاست

علی حزین

هر چند که حسن و عشق مستور ایست آیات نیاز و ناز مشهور ایست

هر شیشه که داغ نیست خشت لحد است زان لب که ننالید لب گور ایست

علی حزین

از رهگذر دوست صبائی نرسید چشم بوصال خاکپائے نرسید

دردا که ز درد ما کسی آگاه نشد فریاد که فریاد بجائے نرسید

علی حزیں

حسنش بمن از حجاب بیروں آمد عریاں آتش ز آب بیروں آمد
آمد سحری بر سر بالینم و گفت برخیز کہ آفتاب بیروں آمد

علی حزیں

دنیا طلبی بہ دنیا ارزد مفتون تمنا بہ تمنا ارزد
در عالم ایجاد ندیدیم حزیں چیزیکہ بدل بستگی ما ارزد

سحابی استرآبادی

با کس نہ سوال و نہ جوابت باید با مردم چشم خود خطابت باید
چشمے داری و عالمے جلوہ گر است دیگر چہ معلم چہ کتابت باید

سحابی استرآبادی

گر جرعہ ز جام معرفت نوش شود — دیں کشمکش ہوا فراموشش شود

قلب عارف زیر فلک کے گنجد — کے دریا را حباب سرپوشش شود

سحابی استرآبادی

دل مسکن عشق ہست نہ ماوائے عقول — چوں خانہ عقل ساختی گشت ملول

تحقیق بداں کہ زود ویراں گردد — ہر خانہ کہ غیر صاحبش کرد نزول

سحابی استرآبادی

در دیدۂ معرفت اگر کوری نیست — بر وجہ خدا حجاب مستوری نیست

دوری تو از مطالب مختلف است — مطلوب اگر خدا بود دوری نیست

سحابی استرآبادی

عارف سخن ار چه مختصر سازکند   چشمت بنیاے عالمِ راز کند
هش دار که هرچند که خرد است کلید   هر خانهٔ بس بزرگ در باز کند

سحابی استرآبادی

من ربطِ کتابِ عقل یک بیختہ ام   اوراقِ فسانہ راز ہم ریختہ ام
ہرچند کہ وصفِ خود کنم می شاید   من میدانم کہ با کہ آمیختہ ام

سحابی استرآبادی

آدم چو برادبہر جانِ پاکش   برداشت بصد جہد ز خاک افلاکش
بیچارہ دمی کہ زد از کار افتاد   در بر نگرفت ہیچ کس جز خاکش

سحابی استرآبادی

نی شاد نشین باش و نه غمناک نشین
گر تو انی ز غل و غش پاک نشین
من میدانم ترا و مقدار ترا
تو خواه بتخت و خواه برخاک نشین

سحابی استرآبادی

کامل گوید جهان تمام و اہل است
ناقص گوید که کوته است و سہل است
شطرنج جهان عرصهٔ جهان رخت بها
این بردن و باختن ز علم و جہل است

سحابی استرآبادی

موجود یگانه ایست پاک از همه رنگ
چه کفر و چه ایمان چه فخر و چه ننگ
خورشید جهان یکی و بی تغیر است
خواهی در روم بین و خواهی در زنگ

جامی

دوش آئینهٔ خویش صیقلی دادم ‏ ‏ روشن کردم پیش خود بنهادم

در آئینه عیب خویش چندان دیدم ‏ ‏ کز عیب کسان هیچ نیاید یادم

جامی

عمرے بہوس باد ہوا پیمودم ‏ ‏ در ہر کارے خون جگر پالودم

در ہر چہ زدم دست ز غم فرسودم ‏ ‏ دست از ہمہ باز داشتم آسودم

عماد کرمانی

ہر دم بر دیگرے نمی باید رفت ‏ ‏ خر پیش پیام ہر دونے نمی باید رفت

چوں آب بہر زمیں نمی باید شد ‏ ‏ چوں باد بہر درے نمی باید رفت

غیاثائی حلوائی

ای یافته همچو خط وصال کاغذ — با بهره وی ز خط و خال کاغذ

از علم کتاب کس ترقی نکند — آسیب نبرد کسی ببال کاغذ

ظہیرا

از دانش مبدا و معاد اشیا — بشنو سخنی که نشنوی جز از ما

عالم ز ازل تا به ابد یک سخن است — گوینده آن خدا نیوشنده خدا

علی رضا تجلی

آنرا که منزه بود ذات و صفات — در درس کلام حکمتش نیست ثبات

در طبع بداں بہ جہل برگردد علم — در طینت ما سم شود آب حیات

میر علی جُسریاقانی

علمے کہ درو عمل نباشد عار است　　ہر سُبحہ کہ بے ذکر بود زنار است

ہر کس کہ بہ علم بے عمل می نازد　　عالم نبود اعمی مشعل دار است

بو علی سینا

دل گرچہ درین بادیہ بسیار شتافت　　یک موئے ندانست ولے موئے شگافت

اندر دل من ہزار خورشید بتافت　　و آخر بکمال ذرۂ راہ نیافت

بو علی سینا

اے کاش! بدانے کہ من کیستے　　سرگشتہ بہ عالم زپے چیستے

گر مقبل و آسودہ و خوش زیستے　　ورنہ بہ ہزار دیدہ بگریستے

کیخسرو خاں

در عشق تو هم اندوخته می باید وز غیر نظر دوخته می باید
تا دل نشود داغ نگیرد آرام این سوخته را سوخته می باید

نورالدین محمد فراری گیلانی

کو همنفسی که این قدر کار کند از من سخنی به مجلس یار کند
گر باعث آشنائی من نشود از درد دل منش خبردار کند

محمد صالح شیرازی

دریا طلب آمدم سرابم کردند تعمیر طلب شدم خرابم کردند
گفتم بنمایند بمن خصم مرا هم صحبت آئینه و آبم کردند

ذکی شیرازی

در عالمِ بے وفا ندیدیم بسے — بیچارہ تر از خویش ندیدیم کسے
تا زانۂ روزگار خوردیم بدہر — از دستِ دلِ خویش از دستِ خسے

ابوالفتح مرزا جاہی

گیرم کہ فلک ہمدم و ہمساز آید — ایامِ نشاط و طرب و ناز آید
یارانِ موافق از کجا جمع شوند — ویں عمرِ گذشتہ از کجا باز آید

بیخبر

سودا زدۂ حبِ وطن میگردی — گہ مومن و گاہ برہمن میگردی
ای بر تو ہزار بار باشم قرباں — تو خود چہ کسی کہ ہمچو من میگردی

بیاض

صبح ست جهان شگفته از باد شمال   آفاق ز فیض سحری مالا مال

زاں پیش کہ دست خود بمالی ہمہ زر   برخیز ز خواب و دیدۂ خوش را بمال

فانی

دادی دادم تو عشوه و من تو دل   هستی هستم تو شاد و من خوار و خجل

بردی بردم تو دل ز من من ز تو غم   کردی کردم تو جور و من جمله بحل

شیخ روزبهان صوفی رح

ای تازه جوان بشنو از ین پیر کهن   یک نکته که هست مایهٔ مغز سخن

یارے کہ درو معرفتے نیست مگیر   کارے کہ درو منفعتے نیست مکن

میر معصوم کاشی

ایخواجه که از عقل به مجنون نرسی	نمرود اگر شوی بگردون نرسی

زنهار فرو مرو به دنیا که اگر	صد سال فرو روی بقارون نرسی

مظفر حسین کاشی

ای دل که به آزادی خود دربندی	غافل که اسیر خود بصد پیوندی

چون مرغ قفس که با قفس گردانند	عالم گشتی و همچنان دربندی

مرزا بیدل

بر زور منازی که زبون سازندت	گردن نفرازی که بیندازندت

ای قلب بلای امتحان در پیش است	بگداز از آن پیش که بگدازندت

صدرالدین نیشاپوری

گر دہدت روزگار دست و زبان بہا — دست درازی مجوی چیرہ زبانی مکن

با ہمہ عالم بلاف با ہمہ کس از گزاف — ہر چہ ندانی مگوی ہر چہ توانی مکن

غنی کشمیری

بے بصیرت اگر چشم بدوزد بہ کتاب — نتواند دید روئے معنی در خواب

کے غوطہ کنند در سخن بے مغزاں — غواصی بحر نیست مقدور حباب

غنی کشمیری

ہوش است کہ سرمایۂ صد دردِ سر است — فارغ بال آنکہ از جہاں بے خبر است

در بیضہ نمی کنند مرغاں فریاد — ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تر است

حکیم میرزا محمد

عارف سخن از سر نہان نتواند   واہل صفت وصل بیان نتواند

چون قطرۂ پیوستہ بدریا گم شد   گم گشتہ زگم کردہ نشان نتواند

فیضی ہندوستانی

چندانکہ بہ حکمت گردی ورتری   تا می شمری نجوم بے نور تری

آن کور کہ تو راہ از و می پرسی   او میداند کہ تو از و کور تری

فیضی ہندوستانی

عاشق کہ غم از جان خراشش نرود   تا جان نرود از تن تب تابش نرود

خاصیت سیماب بود عاشق را   تا کشتہ نگردد اضطرابش نرود

قادری ہندوستانی

عارف دل و جانِ تو معین سازد   خارے کہ کند بجاش گلشن سازد

کامل ہمہ را ز نقص بیرون آرد   یک شمع ہزار شمع روشن سازد

آزاد بلگرامی

شپرہ با حضرت خورشید گفت   چشم مرا کور چرا می کنی

گفت ترا طاقت دیدار نیست   کور خودی شکوہ ز ما می کنی

درد

مہمانی ہیچ دلی باید کرد   دل را آباد از غمے باید کرد

فرصت مفت است ای ہستی غافل   شادی گر نیست ماتمی باید کرد

درد

موجود چو در عالم اظہار شدیم — آگہ ز ہمہ نہفتہ اسرار شدیم

اے درد ز بیرنگی خود فہمیدیم — وقتی کہ بصد رنگ نمودار شدیم

شیخ نظام الدین احمد بلگرامی

تا چند پے خیال بیہودہ شوم — وز دست ہوای حرص فرسودہ شوم

از زندگیٔ چنین ظلوم بسیار — کو مرگ کہ تا بحشر آسودہ شوم

رضی آرتیمانی

صد شکر کہ نیستم من از بے خبران — گہ مست مئے وصلم و گہ از ہجران

دانشمندان تمام گریاں بمن — خنداں من دیوانہ بہ دانشمنداں

ڈاکٹر سر محمد اقبال

جہان مشتِ گل و دل حاصلِ اوست   ہمیں یک قطرۂ خوں مشکل اوست
نگاہِ ما دو بیں افتاد ورنہ   جہانِ ہر کسے اندر دلِ اوست

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سحر می گفت بلبل باغباں را   دریں گل جز نہالِ غم نہ گیرد
بہ پیری می رسد خارِ بیاباں   ولے چوں گل جواں گردد بمیرد

بابا افضل کوہی

مردان رہیت کہ سرِ معنی دانند   از دیدۂ کوتہ نظراں پنہانند
ایں طرفہ تراست ہر کہ حق را بشناخت   مومن شد و خلق کافرش میخوانند

کبر و پستی و ریا و سالوس

باعث ہمدانی

زاہد نفسی بہ دوست ہمدم نشدی در خلوت وصل یار محرم نشدی
ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی ایں جملہ شدی ہنوز آدم نشدی

خواجہ علی نعیم

گیرم کہ ہزار مصحف از بر داری آنرا چہ کنی کہ نفس کافر داری
سررا بزمیں چہ می نہی بہر نماز آنرا بزمیں بنہ کہ در سر داری

خواجه علی نعیم

چندانکه باهل کبر مشهور شوی	از رحمت کردگار خود دور شوی

گر باده خوری و بعد ازان توبه کنی	بهتر که کنی نماز و مغرور شوی

خواجه علی نعیم

این پیش نمازیم نه از روی ریاست	حق میداند که از ریا مستغناست

اینک نه خوشم افتاد که هنگام نماز	پشتم بخلایق است و رویم بخداست

فیضی تربتی

زاهد تو ز مستی منگر پستی ما	صرف ره نیستی شده هستی ما

ما مست تجلیم و تو مست غرور	فرق است ز مستی تو با مستی ما

حکیم سنائی

اے گل بانہ بسیم اگر بسجانت نخرند چوں بر تو شبے گذشت نامت نبرند

گہ نیز عزیز و گاہ خوارت شمرند بر سر ریزند و زیر پایت سپرند

آقا حسین خوانساری

مسواک چہ سود زاہد پاک دہاں صد ریشہ فرو بردہ طمع در دل و جاں

از ذکر ریائے تو ہر دم تسبیح دنداں ز غصہ میزند بر دنداں

رفیع واعظ

ایں مدعیاں کہ راہ نشناختہ اند بر دعوے فقر گردن افراختہ اند

در برہنہ مرقع است ایں طائفہ را بر دعوے خویش محضرے ساختہ اند

قدسی

خواری شرف مردم دانا باشد   عزت مطلب فروتنی تا باشد

با صدرنشینان نشین کز میزان   هر سر که سبک تر است بالا باشد

ابوسعید مهنه

در دل همه شرک روی بر خاک چه سود   با نفس پلید جامۂ پاک چه سود

زہر است گناہ توبہ تریاک وے است   چون زہر بجان رسید تریاک چه سود

خلیفہ سلطان

بگذر ز ریا کہ طور ایمان نبود   تخم عمل آں بہ کہ نمایان نبود

دانی کہ ز دیدہ رونہ بخشد ثمرے   تا دانہ بزیر خاک پنہان نبود

رفیقائی یزدی

این قوم که در پناهِ ریشش آمده اند گرگ اند که در لباسِ میشش آمده اند
برگشته ز اسلام به خویشش آمده اند پس رفته و در گمان که پیش آمده اند

عمر خیام

شیخے به زنے فاحشه گفتا مستی هر لحظه به دام دگرے پابستی
گفتا شیخا! هر انچه گوئی هستم اما تو چنانکه می نمائی هستی

عمر خیام

آں قوم که سجاده پرستند خرند زیرا که بزیر بار سالوس درند
وین از همه طرفه تر که در دیدهٔ ما اسلام فروشند و ز کافر بتر اند

عمر خیام

پندی دهمت اگر بمن داری گوش　　از بهر خدا جامهٔ تزویر مپوش

عقبیٰ همه وقتست و دنیا یکدم　　از بهر دمی ملک ابد را مفروش

عمر خیام

برگیر ز خود حساب اگر با خبری　　کاول تو چه آوری و آخر چه بری

گوئی نخورم باده که می باید مرد　　می باید مرد گر خوری ورنه خوری

عمر خیام

با من تو هر آنچه گوئی از کین گوئی　　پیوسته مرا ملحد و بیدین گوئی

من خود مقرم هر آنچه هستم لیکن　　انصاف بده ترا رسد کین گوئی

رافعی نیشاپوری

در جامهٔ صوف بسته زنار چه سود — در صومعه رفته دل به بازار چه سود

ز آزار کسان راحت خود می طلبی — یک راحت و صد هزار آزار چه سود

شیخ سعدی

ای طبل بلند بانگ در باطن هیچ — بی توشه چه تدبیر کنی وقت بسیچ

روی طمع از خلق بپیچ ار مردی — تسبیح هزار دانه بر دست مپیچ

مومن یزدی

مومن به بدی نیست کسی مانندت — وین طرفه که خلق نیک میخوانندت

عمری بودی چنانکه خود میدانی — یک چند چنان باش که میدانندت

مومن یزدی

از کینه دمی بسوی ایمان نشدی
وز کردهٔ خویشتن پشیمان نشدی

از طعنهٔ مردمان شدی سوی حرم
حاجی گشتی ولے مسلمان نشدی

مرزا مقیم ہمت

آں قطرہ کہ از موج سبک تر گردید
بر اوج شد و فتاد و گوہر گردید

شد از سبکی بلند و از افتادن
گوہر گردید و زیب افسر گردید

بہائی آملی

گفتیم مگر کہ اولیائیم نہ ایم
یا صوفی صفّہ صفائیم نہ ایم

آراستہ ظاہریم و باطن نہ چنا
القصہ چناں کہ می نمائیم نہ ایم

بہائی آملی

اے زاہدِ خام از خدا دوری تو | ما با تو چہ گوئیم کہ معذوری تو
تو طاعتِ حق کنی بامیدِ بہشت | رو رو تو نہ عاشقی کہ مزدوری تو

میرزا شریف تجرید

اے زاہدِ خود پرست احوالت چیست | حاصل ز خداوندی اشالت چیست
من در طلب رضائے یک کس مردم | اے بندۂ صد ہزار کس حالت چیست

غزالی مشہدی

در کعبہ اگر دل سوئے غیر است ترا | طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر است ترا
گر دل بخدا و ساکنِ بتکدہ | خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

بابا افضل کاشی

بگذر ز ولایتی که آن زان تو نیست　　زان دلستان ده که درجان تو نیست

از بے خردی بود که با جوہریاں　　لاف از گہرے زنی که در کان تو نیست

بابا افضل کاشی

گر مست نۂ مست نمائی میکن　　ور دزد نۂ نہاں ربائی میکن

تا خلق ز اسرار تو واقف نشوند　　رندی بنمائے و پارسائی میکن

شرف یزدی

درچشمہ شرع کجروم چون خرچنگ　　دربیشہ دیں چو روبہ پر نیرنگ

بر منبر علم ہمچو در کوہ پلنگ　　در دلق کبود ہمچو در نیل نہنگ

نجم الدین خوارزمی

گر طاعتِ خود نقش کنم بر نانے — وآن نان بنہم پیش سگی بر خوانے

وان سگ سالے گرسنہ در زندانے — از ننگ بران نان ننہد دندانے

شاہ سنجان خافی

در راہ چنان رو کہ سلامت نکنند — با خلق چنان زی کہ قیامت نکنند

در مسجد اگر روی چنان رو کہ ترا — در پیش نخوانند و امامت نکنند

سحابی استرآبادی

ہر کس کہ نہ ترک اعتبار خود کرد — او کار خدا نہ کرد کار خود کرد

زاری و نیاز و عجز میخواہد عشق — کس را نتوان بہ زور یار خود کرد

سحابی استرآبادی

دانی چه بود سوئے خداوند شدن — بیرون ز جهان دون و پیوند شدن

از کعبہ روی چہ بود سود ز خواجہ — مشتاق زن و خانہ و فرزند شدن

سحابی استرآبادی

ای دل بخیال ہرزہ تازی تا کے — رو نہ بہ حقیقتے مجازی تا کے

زیر فلک اختراں شمردن تا چند — چوں طفل بمہد مہرہ بازی تا کے

شیخ عطار

تا بتوانی خستہ مگرداں کس را — بر آتش خشم خویش منشاں کس را

گر راحت جاوداں طمع میداری — می رنج ہمیشہ و مرنجاں کس را

سرمد

گر مستقیم کار بیارست مرا — با سبحہ و زنار چہ کارست مرا
این خرقۂ پشمینہ کہ صد فتنہ درو بست — بارش نہ کنم بدوش عارست مرا

سرمد

آن کیست کہ او زہد و ریا نشناسد — در مکر و دغا خدا چو ما نشناسد
گفتی کہ مخور بادہ چو من زاہد شو — این را بہ کسے گو کہ ترا نشناسد

سرمد

شد حشر کنون صور و سرافیل کجاست — طوق ادب از بہر عزازیل کجاست
از بہر خراب کردن بیت اللہ — شد فیل نمودار ابابیل کجاست

حکیم قاآنی

گاہے ہوسِ بادۂ رنگین دارم گاہ آرزوی وصلِ نگارین دارم

گہ سبحہ بدست و گاہ زنار بدوش یارب چہ کسم کیم چہ آئین دارم

سلمان ساوجی

از بسکہ شکست و باز بستم توبہ فریاد ہمی کند ز دستم توبہ

دیروز بہ توبہ شکستم ساغر و امروز بہ ساغرے شکستم توبہ

سیف الدین باخرزی

کردم بطواف خانۂ یار آہنگ سنگے دیدم نہادہ انجا بر سنگ

چوں بود تہی زیار ناکردہ درنگ واگردیدم سنگ نہادن بر دل سنگ

شفیق بلخی

صوفی که بخرقه دوزیش بازار است گر بخیه به فقر خود می زند خوش کار است

در خواهش طمع دست او جنباند هر بخیه و رشته اش بت و زنار است

شحنه مازندرانی

شیخی که شکست او زخامی خم من زو عیش و نشاط باده خواران شد طی

گر بهر خدا شکست ای وای بمن ور بهر ریا شکست پس وای بوی

القاص مرزا صفوی

چون شیر درنده در شکاریم همه دایم بهوای نفس یاریم همه

گر پرده ز روی کارها بردارند معلوم شود که در چه کاریم همه

سلطان قاجار

قومے کہ بزعم مردمان متقیند   من ہیچ نگویمت تقی یا نقیند

چون یک بیک بفیصل جملہ اندر نگریم   دزد و دغلند ملحدند و شقیند

الفت کردستانی

باز آکہ زعشق سرفرازی بکنیم   با گردش چرخ سفلہ بازی بکنیم

سازیم زمانہ بکام دل خویش   یکچند بیا زمانہ سازی بکنیم

مرزا ابوالقاسم شیرازی

با فلان گفتم اے پسر پدرت   تجربہ ہا کی ارچہ ناں نخورد

گفت ترسید از روشنی کہ مباد   سایہ اش دست سوی کاسہ برد

تاراج اصفهانی

در صومعه شیخ قصهٔ تازه کند — در دیر کشیش ذکر آوازه کند

آسوده کسیکه بر حدیث هر دو — یک گوش چو دریچه چو دروازه کند

هادی ابرقوهی

دنیاداران صلای احسان ندهند — جز حالت تپان بفقیران ندهند

این طائفهٔ سوختنی همچو تنور — تا گرم نگردند بکس نان ندهند

منصور امغانی

در بستر آرزو غنودن تا کی — تا کی مرهون نفس بودن تا کی

یکباره بهوس سری بالا کن — بر درگه خلق جبهه سودن تا کی

جامی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند　　افسون گری و فسانه سازی تا چند
اظهار حقایق به سخن هست محال　　ای ساده دل این خیال بازی تا چند

جامی

آلوده دلی که از هوس پاک نشد　　آسوده نشد سری که بیباک نشد
جز آب علف نکرد ضایع صد حیف　　کان تخم بحلقهٔ فتراک نشد

جامی

از شرب مدام و لاف مشرب توبه　　وز عشق بتان سیم غبغب توبه
در دل هوس گناه و بر لب توبه　　زین توبهٔ نادرست یارب توبه

خسرو

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی   چون غم رسدت خدای را یاد کنی

دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک   گنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی

رکن صاین

با دعوی زہد فعل عصیان تا چند   با معنی کفر لاف ایمان تا چند

برخیز کہ دلق زرق را پارہ کنم   این زہد عیان و فسق پنہان تا چند

رکن صاین

مومن گشتیم کفر پنہان باقیست   جنگ آن شوخ ناپشیمان باقیست

مردیم و نمرد نفس کافر چہ علاج   آدم گردید خاک و شیطان باقیست

عاقل

مطلب ردای فقر اگر ابرامست — پس منعم ساده از چه رو بدنامست
از خلوت زاهد ریائی پرهیز — اینجاست که در گرد رمیدن دامست

رودکی سمرقندی

روی بمحراب نهادن چه سود — دل به بخارا و بتان طراز
ایزد ما وسوسهٔ عاشقی — از تو پذیرد نپذیرد نماز

ابوزراعه جرجانی

هر آنکسیکه نباشد ز اختر اقبال — بود همه هنر او بخلق نامقبول
شجاعتش همه دیوانگی فصاحت حشو — سخا گزاف و کرم فساد و فضل فضول

شاپور

آثار صفا ز اہل تزویر مخواہ ۔ بوی عنبر ز طینت سیر مخواہ
از زاہد خشک رمز عرفاں مطلب ۔ بینای از آئینۂ تصویر مخواہ

شاپور

آں فرقہ کہ خویش را ولی میدانند ۔ بیچارہ عوام را بجو می خوانند
اللہ و رسول بر زباں می رانند ۔ چوں در نگرے خلیفۂ شیطانند

طالب آملی

مہلت اگر تو بشکستم من مست ۔ کز رنج خمار رفتہ بودم از دست
دل بد بکنم کہ تو بہ ہم ساغر نیست ۔ کز جادۂ گر بشکندش نتواں بست

طالب آملی

در کفر تو ننگم از مسلمان آید رشکم بر کیش بت پرستان آید

سجاده نه از زهد بر آتش ننهم می ترسم ازان که بوی ایمان آید

طالب آملی

آنم که بکام خواهش خویشتنم گه سجده بر کنشت و گه بت شکنم

تا هستم و در صومعه زنار دهم تسبیحم و در سلسله برهمنم

طالب آملی

زاهد که بساط انجمن را شکند ور توبه دل توبه شکن را شکند

آن مایه غرورست که گر از خاکش سازی خم باده خویشتن را شکند

طالب آملی

آن باده که دوش محتسب پیر آورد   خوردیم و بداد روح را نشه ورد
آلودهٔ توبه شد لب مشرب ازو   گوئی بنجم سرکهٔ زاهد پرورد

ملا محمد سعید اشرف

گر سفلهٔ دون ز اہل تمکین گردد   در حال ز راه و رسم پیشین گردد
از دولت عارضی کند خود را گم   مانند پیاده که فرزین گردد

سید شرف الدین اشرفی سمرقندی

دل کیست یکی جای نشست غم تست   جان کیست یکی هوا پرست غم تست
وین عمر بجمله که مست غم تست   روزی چندست و آن بدست غم تست

نقی مکره

جز یادِ حق ار حاصلت از زندگی ست ــــ شرمندگی حاصل این بندگی ست

ذکرت ہمہ فکر گاو خر وقت نماز ــــ نہ بندگی ست اینکہ خربندگی ست

شاہ ولایت اللہ

درویش شدن بہ چشم پوشی نبود ــــ عارف بودن بہرزہ جوشی نبود

کافی ست اشارہ از مقام تحقیق ــــ در حضرت او بادہ فروشے نبود

آقا عبدالباقی ندوی

یا عاشق حق گذاری باید بود ــــ یا فاسق ہرزہ کاری باید بود

نی عاشق و نی فاسق و پیں دنیا ــــ از بہر چہ کارے باید بود

امیر خسرو

تا کی بزبان طاعت و اندر دل جام — بگرفته قلم زین گنه تقوی نام

دردی بمن آور چو مئی نیست بجام — میخوارهٔ پخته بهتر از صوفی خام

شیخ نجم الدین کبری

قلاش و سیه گلیم و عاشق بودن — میخوارهٔ و بت پرست و فاسق بودن

در کنج خرابات موافق بودن — به زانکه بخرقه در منافق بودن

علی حزین

پرسید ز یار خود یکی از یاران — کای یار بگو چگونه گفت ایجان

فرسوده شد از خوردن نعمت دندان — لیک از گله کردن نیاسود لبان

سلطان حسین مرزا

در عشق بتان بی سر و سامان بودن — همدم همه دم با غم ایشان بودن
رفتن بکلیسا و بستن زنار — به زانکه بتقلید مسلمان بودن

عهدی ساوجی

برهم زده گرگ گله را چوپان کو — این پست و بلند دهر را سوهان کو
کافر شده ابنای زمان نوح کجاست — فاسد شده اجزای زمین طوفان کو

سهیلی استرآبادی

خوش آنکه بوصل خویش واصل شده است — بیرون از قید سهل و مشکل شده است
فخر از عزت مدار و ننگ از خواری — کاین خاک بسی گل شد و گل شده است

مولانا جلال الدین رومی

بدمکنی و نیک طمع می داری — هم بد باشد سزای بدکرداری

با آنکه خداوند کریم ست و رحیم — گندم ندهد بار چو جو می کاری

امیر مغیث محوی

زانها که بخویشتن فزودی چه شدی — بنمای بگو که در چه سودی چه شدی

تاکی گوئی که یک دو روزی مهلت — عمری محوی که زنده بودی چه شدی

خواجه حسین مروی

ای کافر بعهد مسلمان نشدی — شرمنده و منفعل ز عصیان نشدی

عمر تو تمام در ضلالت بگذشت — افسوس که از کرده پشیمان نشدی

محمد افضل سرخوش

گشتیم بہر کوچہ و بازار بسی   در دہر نیافتیم یک ہمنفسی

سرخوش چو کتاب ہر کرامی بینم   گویا از خویش و نشنود حرف کسی

نواب

یکچند بہ بزم نقد کاران رفتیم   چندی بدر خرد گزاران رفتیم

دیدیم ہمہ اندیشۂ دنیا سازیست   نواب بکوی دین شعاران رفتیم

درد

ای درد گہی بآبیاری وضو   دل سوی شگفتگی نمی آرد رو

اکنون بدر میکدہ باید رفتن   کاین عقدہ کشاید مگر از دست سبو

درد

ای شیخ بہ خلق از کرامات مگو   اخبار پریشاں بمباہات مگو
منظور اگر بیہدہ گوی باشد   دیگر چہ کم ست این خرافات مگو

درد

یک عمر قدم براہ افسانہ زدیم   یک چند در کعبہ و بتخانہ زدیم
الْمِنّةُ لِلّٰہ کہ آخر ای درد   در میکدہ آمدیم و پیمانہ زدیم

درد

برہم چوں گل ز دست اوراق خودیم   آتش زدۂ شرار چقماق خودیم
از ماست ہر آنچہ درد بر ماست ہمہ   ای وای کہ با این ہمہ مشتاق خودیم

درد

شستیم و خیالِ خام پیدا کردیم آزاد شدیم و دام پیدا کردیم
یعنی ای درد همچو عنقا از خلق گم گردیدیم و نام پیدا کردیم

درد

در ملتِ عشق خوب و زشت دگر است هم کعبه دگر و کنشت دگر است
زاهد تو و گلچینی گلزار بهشت خندیدن یار ما بهشت دگر است

درد

اسرار صفا به پیش هر نا گفتن بیجاست چو گوهر بخایین سفتن
آیینه نرود کدورت از طبع دنی از روی زمین غبار نتوان رفتن

غالب دہلوی

فرصت اگرت دست دہد مغتنم انگار ساقی و مغنی و شرابی و سرودے

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند حق را بسجودے و نبی را بدرودے

غالب دہلوی

شرطست کہ روی دل خراشم ہمہ عمر خونابہ برخ ز دیدہ پاشم ہمہ عمر

کافر باشم اگر بمرگ شہ مومن چوں کعبہ سیہ پوش نباشم ہمہ عمر

غالب دہلوی

ہر کس ز حقیقت خبرے داشتہ است بر خاک رہ عجز سرے داشتہ است

زاہد ز خدا ارم بدعوی طلبد شداد ہمانا پسرے داشتہ است

غنی

مستان همه خفته اند در سایهٔ تاک   از گرمی خورشید قیامت بیباک

دنیا گویند مزرعهٔ آخرت ست   ای شیخ بریز دانهٔ سبحه بخاک

واقف دہلوی

مستوجب طعنه و ماتم مائیم   شایان ملامت دو عالم مائیم

سوزیم چراغ کعبه در بتخانه   بدنام کن دودهٔ آدم مائیم

آزاد بلگرامی

فسق ست وفا و کار بیهودهٔ ما   پرشد ز حرام کاسهٔ دو کش ما

می خندد روزگار و می گرید عمر   بر طاعت در نماز بیهودهٔ ما

آزاد بلگرامی

این قوم که تقوائے ریائی وارند — دانی ز چه اسباب ورع جمع آرند

مسواک که دندان طمع تیز کنند — تسبیح که عیب مردماں بشمارند

گرامی پنجابی

شیخیم بمقصد سیم غازی مائیم — از راه نشینان حجازی مائیم

بے پرده به کعبه سجده گردان توئیم — در پرده امام مهره بازی مائیم

ڈاکٹر سر محمد اقبال

رمیدی از خداوندان افرنگ — ولے بر گور و گنبد سجده پاشی

بلالائی چناں عادت گرفتی — ز سنگ راه مولائے تراشی

ڈاکٹر سر محمد اقبال

ہزاراں سال با فطرت نشستم — باو پیوستم و از خود گسستم

ولیکن سرگذشتم این دو حرف است — تراشیدم - پرستیدم شکستم

بابا افضل کہی

آں کس کہ درون سینہ را دل پنداشت — گامے دو نرفتہ جملہ حاصل پنداشت

تسبیح و سجادہ توبہ زہد و ورع — این جملہ رہست خواجہ منزل پنداشت

سحابی استرآبادی

گر راز نہان حق تعالیٰ بینید — کے سود و زیان خویشتن را بینید

خلقے بگمان اہل یقین اند ہمہ — کوران خود را بخواب بینا بینید

بے ثباتی دنیا و عزلت

ابوسعید مہنہ

روزے زپئے گلاب می گردیدم — پژمردہ عذار گل در آتش دیدم
گفتم کہ چہ کردہ کہ می سوزندت — گفتا کہ دریں باغ دمے خندیدم

ابوسعید مہنہ

گر دشمن مرداں ہمگی حرق شود — ہم برق صفت بخویشتن برق شود
گر سنگ بشکل مردمان دریا برود — دریا نشود ولیک سنگ غرق شود

بابا افضل کوہی

گیرم که سلیمان نبی را بپری   بر باد نشسته و جهان می سپری
گیرم که بکام تست گیتی شب و روز   بنگر پدرت چه برد تا تو چه بری

بابا افضل کوہی

گر بر فلکی بخاک باز آرندت   ور بر سر نازی به نیاز آرندت
فی الجمله حدیث مطلق از من بشنو   آزار مکن تا که نیازارندت

بابا افضل کوہی

گیرم که همه ملک تو چین خواهد بود   آفاق ترا زیر نگین خواهد بود
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو   ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود

بابا فضل کوہی

رفتم بہ سر گور بعبرت بینی دیدم ہمہ زار لعبتان چینی
گفتم کہ چہ حال است شما را اینجا گفتند چہ گوئیم چو آئے بینی

بابا فضل کوہی

گر یار بکام خویش ہمدم یابی از عمر مراد خویش آندم یابی
زنہار غنیمت شمر آں یکدم را شاید کہ دمے دگر چناں کم یابی

بابا فضل کوہی

گر حاکم صد شہر و ولایت باشی ور در ہنر و فضل بغایت باشی
گر فاسق مطلقے و گر زاہد پاک روزی دو سہ گرد حکایت باشی

مومن یزدی

زهر است حضور خلق اگر یک نفس است　　تریاک بود تلخی اگر یک عدس است

محتاج به آشنائی خلق نه ایم　　ما را الم نفس بد خویش بس است

مومن یزدی

داریم نسبی به شاه تیغ الم　　نگذاشت که بادی برایم بهم

از اسپ فرود آیم شب تاب　　کین اسپ و داسپه میرود سوی عدم

قدسی

بر فرق هما تبسم دارد　　اندیشه درین نکته هر الم دارد

در سایهٔ مرغی چه گریزی قدسی　　کو چشم به استخوان مردم دارد

قدسی

هر کارکہ در جہاں میسر گردد هر گاہ بہ پایاں رسد ابتر گردد
نیکو نبود ہیچ مرادے بہ کمال چوں صفحہ تمام شد ورق برگردد

حکیم خاقانی

دانی ز جہاں چہ طرف بربستم ہیچ وز حاصل ایام چہ در دستم ہیچ
شمع طربم ولے چو بنشستم ہیچ آں جام جمم ولے چو بشکستم ہیچ

شہید بلخی

دوشم گذر افتاد بہ ویرانۂ طوس دیدم جغدے نشستہ جاے طاؤس
گفتم چہ خبر داری ازیں ویرانہ گفتا خبر ایں است کہ افسوس افسوس

شهید بلخی

اگر غم را چو آتش دود بودی جهان تاریک بودی جاودانه
درین گیتی سراسر گر بگردی خردمندی نیابی شادمانه

سحابی استرآبادی

دنیا بگذار و بگذر از شور و شرش آلوده مشو چو مردم بی‌بصرش
کشتی چو شکست خواجه را در دریا مشکی پر باد به که انبان زرش

سحابی استرآبادی

از خلق جهان آنکه خبردارتر است مفلس‌تر و خامش‌تر و بیکارتر است
در باغ به سرو باغبانی میگفت خوش میوه‌ترین درخت کم‌بارتر است

سحابی استرآبادی

مادام که دست کس به بهبودی هست — کم راه برو که غیر او بودی هست
بر وفق مراد تو ازان نیست فلک — تا دریابی غیر تو وجودی هست

سحابی استرآبادی

هر چند زمانه شور و شر انگیزد — بشکیب گر نه زان بتر انگیزد
نتوان بر موج بحر دست رد زد — کان دست زدن موج دگر انگیزد

سحابی استرآبادی

ای شیخ ز دوزخ و دین نه داد تو خوش — یک ساکن نیست در غم آباد تو خوش
بگرفت دلم ز غربت آباد وجود — ای مسکن مألوف عدم یاد تو خوش

سحابی استرآبادی

تا چند اسیر چرخ سرکش بودن   بے حاصل و ناخوش و مشوش بودن
جز مردن نیست غایت سیر جهان   نتوان بامید مردنی خوش بودن

خفی خوانساری

در دهر باهل درد آنکس فرد است   کز خلق مجرد و ز علایق فرد است
خورشید که هست عالم آرا مطلق   روشن دل از آن است که تنها گرد است

مسعود سعد سلمان

نه هست مرا به شادی دسترسی   نه گفت توانم غم خود را به کسی
صد غم دارم نهفته در هر نفسی   در من نگرید و شکر گویید بسی

مسعود سعد سلمان

نه روز مرا هیزم و نه شب روغن   زین هر دو برآسود مرا دیده و تن

در حبس شدم به مهر و مه قانع من   کاین روزم گرم دارد و آن شب روشن

بایزید بسطامی

کو سوخته‌ای که سازمش همدم خویش   یا دل شده‌ای که یابمش محرم خویش

پس هر دو به کنج خلوتی بنشینیم   من ماتم خویش دارم او ماتم خویش

عمر خیام

دوشینه پی گلاب میگردیدم در طرف چمن   پژمرده گلے میان گلها دیدم پژمرده چو من

گفتم که چه کرده‌ای چنین سوزی ای عاشق را   گفتا که بسی میان چمن خندیدم این است سزا

عمر خیام

آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو — بر درگہ او شہاں نہادندے رو

دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ — بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو کوکو

عمر خیام

آمد سحری ندا ز میخانۂ ما — کای رند خراباتی دیوانۂ ما

برخیز کہ پر کنیم پیمانہ ز مے — زاں پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما

عمر خیام

برخیز و بیا بتا ز بہر دل ما — حل کن بجمال خویشتن مشکل ما

یک کوزۂ می بیار تا نوش کنم — زاں پیش کہ کوزہ ہا کنند از گل ما

عمر خیام

ای دل ز زمانه رسم احسان مطلب
وز گردش دوران سر و سامان مطلب
درمان طلبی درد تو افزون گردد
با درد بساز و هیچ درمان مطلب

عمر خیام

ای چرخ فلک خرابی از کینهٔ تست
بیدادگری عادت دیرینهٔ تست
ای خاک اگر سینهٔ تو بشکافند
بس گوهر قیمتی که در سینهٔ تست

عمر خیام

ساقی چو زمانه در شکست من و تست
دنیا نه سراچهٔ نشست من و تست
گر زانکه بدست من و تو جام می است
میدان بیقین [illegible]

عمر خیام

گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست   ور شر بود نیز بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی   چوں نیک بد جہاں بہ تدبیر تو نیست

عمر خیام

ای دل چو نصیب تو ہمہ خوں شدنست   احوال تو ہر لحظہ دگرگوں شدنست
ای جاں تو دریں تنم چہ کار آمدہ   چوں عاقبت کار تو بیروں شدنست

عمر خیام

در ہر دشتی کہ لالہ زاری بودست   آں لالہ ز خوں شہریاری بودست
ہر برگ بنفشہ کز زمیں می روید   خالیست کہ بر رخ نگاری بودست

عمر خیام

پیش از من و تو لیل و نهاری بودست — گردنده فلک برای کاری بودست

زنهار قدم بخاک آهسته نهی — کان مردمک چشم نگاری بودست

عمر خیام

ای دل چو زمانه می کند غمناکت — ناگه برود ز تن روان پاکت

بر سبزه نشین و خوش بزی روزی چند — زان پیش که سبزه بر دمد از خاکت

عمر خیام

بس خون کسان که چرخ بیباک بریخت — بس گل که بر آمد از گل و پاک بریخت

بر حسن و جوانی اے پسر غره مشو — بس غنچه ناشگفته بر خاک بریخت

عمر خیام

طوریست که صد هزار موسی دیدست — دیریست که صد هزار عیسی دیدست
قصریست که صد هزار قیصر بگذشت — طاقیست که صد هزار کسری دیدست

عمر خیام

دنیا دیدی و هرچه دیدی هیچست — وان نیز که گفتی و شنیدی هیچست
سرتاسر آفاق دویدی هیچست — وان نیز که در خانه خزیدی هیچست

عمر خیام

شادی مطلب که حاصل عمر دمیست — هر ذره ز خاک کیقبادی و جمیست
احوال جهان و اصل این عمر که هست — خوابی و خیالی و فریبی و دمیست

عمر خیام

ایں کہنہ رباط را کہ عالم نام ست — آرام گہ ابلق صبح و شام ست

بزم ست کہ واماندۂ صد جمشید ست — قصریست کہ تکیہ گاہ صد بہرام ست

عمر خیام

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت — روبہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت

بہرام کہ گور می گرفتے دایم — امروز نگر کہ گور بہرام گرفت

عمر خیام

چوں عمر بسر رود چہ بغداد و چہ بلخ — پیمانہ چو پر شود چہ شیریں و چہ تلخ

می نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسی — از سلخ بغرہ آید از غرہ بہ سلخ

عمر خیام

آنها که کهن شدند آنها که نواند　　هر یک بمراد خویش یک یک بروند
این سفله جهان بکس نماند جاوید　　رفتند و روند و دیگر آیند و روند

عمر خیام

کم کن طمع از جهان بمیری خورسند　　وز نیک و بد زمانه بگسل پیوند
خوش باش چنانکه این دور فلک　　هم بگسلد و نماید این روزی چند

عمر خیام

این کوزه گران که دست در گل دارند　　عقل و خرد و هوش بر آن بگمارند
مشت و لگد و طپانچه تا چند زنند　　خاکی بدهان ست چه می پندارند

عمر خیام

لب بر لب کوزہ ہیچ دانی مقصود — یعنی لب من نیز چو لبہای تو بود

آخر چو وجود من نماند موجود — لبہات چنین شود بفرمان دود

عمر خیام

گویند بہشت حوض و کوثر باشد — وانجا مئی ناب و شہد و شکر باشد

پر کن قدح بادہ و بر دستم نہ — نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد

عمر خیام

افسوس کہ نامۂ جوانی طے شد — وین تازہ بہار شادمانی طے شد

وان مرغ طرب کہ نام او بود شباب — فریاد کے آمد و ندانم کے شد

عمر خیام

افسوس که سرمایه زکف بیرون شد — در دست اجل بسی جگرها خون شد

کس نامد ازان جهان که تا پرسم ازو — کاحوال مسافران عالم چون شد

عمر خیام

گویند که مرد را هنر می باید — یا نسبت عالی پدر می باید

اینها همه در زمان سابق بودند — بالفعل درین زمانه زر می باید

عمر خیام

خوش باش که عالم گذران خواهد بود — روح از پی تن نعره زنان خواهد بود

این کاسه‌ها که تو می بینی یک چند — زیر قدم کوزه گران خواهد بود

عمر خیام

من دامن زہد و توبہ طے خواہم کرد — با موی سفید قصد می خواہم کرد
پیمانۂ عمر من بہفتاد رسید — ایندم نکنم نشاط کے خواہم کرد

عمر خیام

دی کوزہ گری بدیدم اندر بازار — بر پارہ گلے لگد ہمے زد بسیار
وان گل بزبان حال با وی میگفت — من ہمچو تو بودہ ام مرا نیکو دار

عمر خیام

عمر تو چہ دو صد و چہ سی صد چہ ہزار — زین کہنہ سرا برون برندت ناچار
گر پادشہی و گر گدای بازار — این ہر دو بیک نرخ بود آخر کار

عمر خیام

لب بر لب کوزه بردم از غایت آز — تا زو طلبم واسطهٔ عمر دراز

با من بزبان حال می گفت این راز — عمری چو تو بوده ام دمی با من ساز

عمر خیام

مرغی دیدم نشسته بر بارهٔ طوس — در پیش نهاده کلهٔ کیکاوس

با کله همی گفت که افسوس افسوس — کو بانگ جرسها و کجا نالهٔ کوس

عمر خیام

در کارگه کوزه گری بودم دوش — دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش

هر یک بزبان حال با من گفتند — کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش

عمر خیام

ای چرخ ز گردش تو خرسند نیم — آزادم کن که لایق بند نیم

گر میل تو با بی‌خرد و نااهل است — من نیز چنان اهل و خردمند نیم

عمر خیام

محرم هستی که با تو گویم همدم — کز اول کار خود چه بود است آدم

محنت زده سرشته از گل غم — یک چند جهان بگردد و برداشت قدم

عمر خیام

غره چه شوی به مسکن و کاشانه — بر عمر که هست حاصلش افسانه

همخوابه باشی و تو افروزی شمع — بر رهگذر سیل چه سازی خانه

عمر خیام

در کارگه کوزه گری کردم رای | در پایهٔ چرخ دیدم استاده بپای
میکرد سبو و کوزه را دسته و سر | از کلهٔ پادشاه و از دست گدای

عمر خیام

بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی | سرمست بدم که کردم این اوباشی
با من بزبان حال می گفت سبو | من چون تو بدم تو نیز چون من باشی

عمر خیام

ای کوزه گرا بکوش گر هشیاری | تا چند کنی بر گل آدم خواری
انگشت فریدون و کف کیخسرو | بر چرخ نهاده چه می پنداری

عمر خیام

بر کوزہ گرے بزیر کردم گذری از خاک همی نمود هر دم هنرے

من دیدم اگر ندید هر بی بصری خاک پدرم بر کف هر کوزہ گرے

عمر خیام

ای چرخ چه کردہ ام ترا راست بگوئے پیوسته فگندہ مرا در تگ و پوئے

نانم ندهی تا نبری کوئے بکوئے آبم ندهی تا نبری آب ز روئے

رضی آرتیمانی

هر چند که پوشیده ترم عورترم هر چند که نزدیکترم دورترم

سبحان الله از آن جمال از حیرت هر چند که بیننده ترم کورترم

ملا محسن فیضی

اے آنکہ گمان کنی کہ داری ہمہ چیز　　اینک روی از جہان گذاری ہمہ چیز

یابی باقی اگر ز فانی گذری　　داری ہمہ چیز اگر نہ داری ہمہ چیز

شیخ سعدی

آن گل کہ ہنوز نو بدست آمدہ بود　　نشگفتہ تمام باد قہرش بربود

بیچارہ بسے امید در خاطر داشت　　امید دراز و عمر کوتاہ چہ سود

شیخ سعدی

چون حال بدم در نظر دوست نکوست　　دشمن ز جفا گو زتنم بر کن پوست

چون دشمن بے رحم فرستادہ اوست　　بد خواہم اگر نہ دارم این دشمن دوست

شیخ عراقی

ہر چند کہ دل باغم عشق آیین است — چشم است کہ آفتِ دل مسکین است

من معترفم کہ شاہد دل معنیست — اما چہ کنم کہ چشم صورت بین است

ملا محمد صادق

آنکس کہ خلا گفت محالست کجاست — تا کیسہ من بیند و گوید کہ بجاست

از کیسہ دون پرس احوال مرا — شرمندۂ این طائفہ ام تا پیداست

ملا محمد صادق

کنجے فارغ نشستن از دنیا بہ — از منصب بے بقایش استغنا بہ

دنیا زنِ زشت و طالبانش گویند — شوے زن زشت رو تنہا بہ

اشرفی سمرقندی

دل بستهٔ روزگار پر زرق شدن — یا شیفتهٔ بقای چون برق شدن
چون مردم اندک آشنا در گرداب — دستی زدن است و عاقبت غرق شدن

اشرفی سمرقندی

آنم که همه حریر پوشیدستم — تا سوز خائیدن شکر دهم
امروز بدلق و لقمهٔ محتاجم — ای گردش روزگار کوری که منم

سرمد

سرمد تو ز هیچ خلق یاری مطلب — از شاخ برهنه سایه داری مطلب
عزت ز قناعت است و خواری ز طمع — با عزت خویش باش و یاری مطلب

سرمد

هر کس بجهان از پئے نان دوست بود یک دوست ندیدیم زجان دوست بود
چوں سگ ز پئے لقمہ بہر در بدوند این ست نشان کہ نام شان دوست بود

سرمد

از اشک جگر تمام دریا شدہ ام آشفتہ و دیوانہ صحرا شدہ ام
از صحبت ہمدمان بحدت قسم ست تنہا شدہ ام رفیق عنقا شدہ ام

سرمد

در دہر اگر ہمسر افلاک شوی پستی بگزیں کہ عاقبت خاک شوی
آسودگے جہان نیر زد بہ جوی دامن افشان ز حرص تا پاک شوی

سرمد

افسوس که غافل تو زهستی هستی   پیوسته ز صهبا رعونت مستی
هرچند شوی بلند چون شعلهٔ خس   از شامت سرکشی در آخر پستی

سرمد

افسوس ز سر تا بقدم بوالهوسی   اندیشه بکن ببین چه چیزی چه کسی
آزاد بشو ز دام غفلت گفتم   تا در هوسی - اسیر اندر قفسی

سرمد

افسوس که از کردهٔ خود بیباکی   در دست هوس جیب و گریبان چاکی
این یک دو نفس هستی خود هست شما   پندار که بر خاک نه در خاکی

ملا رشدی رستم داری

ہست ایں کرۂ گل اثر مقبرۂ گردوں لحدے برزبر مقبرۂ

گیتی لحدے و ماہمہ مردہ دراو خورشید چراغے بہ سر مقبرۂ

ابن یمین

ز روزگار حوادث امید امن ملار کہ در تموز ندارد دلیل برف ہوا

جہاں صحیفۂ سربستہ باند از تقدیر بروں برنگ منقش دروں زہر بلا

ابن یمین

ہر کرا مال ہست خوردن نیست آوازاں مال بہرہ کے دارد

یا بہ تاراج حادثات رود یا بمیراث خواہ بگزارد

ابن یمین

تعجب است مرا از طریق اهل خرد ‏ ‏ که خویش را ملک الملک اعتبار کند

بمنفعت که ندارند خلق آزارند ‏ ‏ چو منصبی که نیابند افتخار کند

ابن یمین

اقبال را بقا نبود دل بر آن منه ‏ ‏ عمرے که در غرور گذاری هبا بود

ور نیست باورت ز من اکنون تو خود ببین ‏ ‏ اقبال را چو قلب کنی لابقا بود

ابن یمین

ستمگرا فلکا کج مدارا جفاکارا ‏ ‏ نگویمت که مرا تاج و تخت شاهی ده

نوی و کهنه رباطی و یک دو سرگردان ‏ ‏ ز هر که خواه ستان و بهر که خواهی ده

ابن یمین

منگر که دل ابن یمین پرخون شد — بنگر که ازین سرای فانی چون شد

مصحف بکف و چشم بره روی بدوست — با پیک اجل خنده زنان بیرون شد

حافظ شیرازی

گل گفت اگر دستگهی داشتمی — بر تختی اگر دسترسی داشتمی

با تنگی مرا چنین می سوزند — ای وای اگر گنجی داشتمی

حافظ شیرازی

گل را دیدم نشسته بر تخت شهی — گفتا بشنو راستی از مرد رهی

من طفلم و تنگدستم ازان آزرده — ای شیشه تو که پیری و در گیتی

حافظ شیرازی

گویند کہ فردوس برین خواہد بود — فردا مے ناب و حور عین خواہد بود

گر ما مے و معشوق گزیدیم چہ باک — چون عاقبت کار چنین خواہد بود

حافظ شیرازی

از یار وفا کہ دید تا من بینم — راحت ز جفا کہ دید تا من بینم

تو عمر منی و بیوفائی چہ کنم — از عمر وفا کہ دید تا من بینم

شاہ سبحان خافی

خواہی کہ ترا رتبہ ابرار رسد — مپسند کہ بر کس ز تو آزار رسد

از مرگ میندیش و غم رزق مخور — کان ہر دو بوقت خویش ناچار رسد

تمکین شیروانی

تمکین وبدی که جمله دیدی و گزشت رفتی و رساندی و رسیدی و گزشت
غمگین نشوی که واعظت کافر خواند فرداست که این نیز شنیدی و گزشت

عاشق اصفهانی

ای ساقی گل چهرهٔ زیبائی همه ای سرو سهی قامت رعنائی همه
پر کن قدحے که زود خواهی دیدن خالی بکنار این چمن جای همه

منصف قاجار

خواهی که غم زمانه پستت نکند خیل الم آهنگ شکستت نکند
در گردش چشم دلبران دیده ببند هشدار که یک پیاله مستت نکند

نصیرالدین اصفهانی

آمد سپه بهار و شد لشکر دی ... بر شاخ شجر شگوفه چون افسر کی

زان پیش که خیل دی رسد باز ز پی ... در پای گل از دست منه ساغر می

هدایت طبرستانی

این درد چه درد است که درمانش نیست ... این کار چه کار است که سامانش نیست

بسیار بجستیم و نشد راه تمام ... این راه چه راه است که پایانش نیست

امیر ابوالحسن

افسوس که مرغ عمر را دانه نماند ... امید به هیچ خویش و بیگانه نماند

دردا و دریغا که درین مدت عمر ... از هر چه بگفتیم جز افسانه نماند

امیر ابو اسحٰق

با چرخ ستیزه کار مستیز و برو
با گردش دہر در میامیز و برو

یک کاسہ زہر است کہ مرگش خوانند
خوش درکش و جرعہ بر جہاں ریز و برو

جامیؔ

گیرم کہ ز علم واضع زیج منم
فرماں دہ روزگار پر پیچ منم

از دیدہ اعتبار چوں در نگرم
دنیا ہیچ است و ہیچ در ہیچ منم

جامیؔ

آنرا کہ شراب ناب بیہوشش کرد
از موی سفید پنبہ در گوشش کرد

ایام شباب یک یک آید یادش
چوں خواب خوشی کہ کس فراموشش کرد

ارشد سمرقندی

کسے کز و ہنر و عیب باز خواہی جست　　بہانہ ساز و بگفتارش اندر آر نخست

سفال را از طپانچہ زدن ببانگ آرد　　ببانگ گردد پیدا شکستگی ز درست

اوحد الدین کرمانی

اوحد در دل میزنی آخر دل کو　　عمریست کہ راہ میری منزل کو

تا کے گوئی ز خلوت و خلوتیاں　　پنجاہ و دو چلہ داشتی حاصل کو

اوحد الدین کرمانی

ای صبح چو مہر زیر میغت بردہ　　گیتی بہ ستم اجل بہ تیغت بردہ

پروردہ بصد ناز جہانت اول　　و آخر ز جہاں بصد دریغت بردہ

بدیعی سیستانی

تا کے باشی برائے نانے بامید — ہر جای وہر دری چو قرص خورشید
بازادۂ خاطر و نم دین بساز — کایں آب وان نیست وان نان سفید

بندار رازی

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست — روزیکه قضا باشد و روزیکه قضا نیست
روزیکه قضا باشد کوشش ندہد سود — روزیکه قضا نیست درو مرگ روا نیست

بندار رازی

با بط میگفت ماہیے در تب و تاب — غم نیست بجوی رفته باز آید آب
بط گفت چو من قدید گشتم تو کباب — دنیا پس مرگ ما چه دریا چه سراب

بہاء الدین بغدادی

اے طالب دنیا تو یکے مزدوری   وے طالب خلد از حقیقت دوری

اے شاد بہر دو عالم از بیخبری   شادیکہ غمش ندیدہ معذوری

کمال الدین اصفہانی

چو عادت است کہ ابنا وقت در ہر عہد   کرم بلاف ز عہد گذشتہ واگویند

بر آں گروہ بباید گریست کز پس ما   حکایت کرم از روزگار ما گویند

نصیر الدین طوسی

گر زانکہ بر استخواں نماند رگ و پے   از خانہ تسلیم منہ بیروں پے

گردن منہ ار خصم بود رستم زال   منت مکش ار دوست شود حاتم طے

نصیر الدین طوسی

اے بیخبراں شکل موہم ہیچ است — ویں دائرہ و سطح مجسم ہیچ است

خوش باش کہ در نشیمن کون و فسا — وابستۂ یکدمی و آنہم ہیچ است

مجیر بیلقانی

گل صبحدم از باد برآشفت و بریخت — در حالت خود حکایتی گفت و بریخت

بدعہدی عمر بیں کہ خونیں دل این — سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت

مراد قزوینی

ای مولوی از کبر و باغت گندہ — ہر کہ کند بر تو سلام ایں بندہ

چنداں حرکت بکن کہ اندر دیبا — معلوم شود کہ مردہ یا زندہ

مقیمی

افسوس که گلرخان کفن پوش شدند   وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنان که بصد زبان سخن می گفتند   آیا چه شنیدند که خاموش شدند

مقیمی

دنیا خوابی ست کش عدم تعبیرست   صید اجل ست گر جوان و پیرست
هم روی زمین پرست و هم زیر زمین   این صفحهٔ خاک هر دو رو تصویرست

یحیی کاشی

یحیی بجهان نمیتوان خندان شد   حیف از عمری که صرف زندان شد
دل زنده کسی بود که چون شمع مزار   پیش از مردن مقیم گورستان شد

یعقوب ترکمان

دنیا که دران ثبات کم می بینیم — در هر فرحش هزار غم می بینیم

چون کهنه رباطی ست که از هر طرفش — راهی به بیابان عدم می بینیم

احمد ملاطی

ایام شباب رفت و خیل حشمش — تلخ ست می پیری و من می چشمش

خم گشته قدم ز پیری و من ز عصا — زه کرده ام این کمان و خوش می کشمش

حاجی

در خوابگه جهان من شیدائی — چشمی که بگشودم از پئے بینائی

دیدم که درو نبود بیدار کسے — من نیز بخواب رفتم از تنهائی

حاجی

تا در نگری نه سرو ماندست و نه بید — نی خارستان غم نه گلزار امید

دهقان فلک خرمن عمر ما را — می پیماید بکیل ماه و خورشید

لطفی تبریزی

یکچند پی گردش افلاک شدیم — یکچند پی دانش و ادراک شدیم

از آمد و رفت خویش می‌پیچیدیم — کز خاک بر آمدیم و در خاک شدیم

مظفر کرمانی

افسوس که همدمان مونس رفتند — یاران موافق و هم‌نفس رفتند

آنها که بهم نشسته بودیم همه — هر یک به بهانه ز مجلس رفتند

معین شیرازی

ایام بقا چو باد نوروز گذشت — روز و شب با محنت و سوز گذشت

تا چشم نهادیم بهم صبح دمید — تا چشم گشادیم ز هم روز گذشت

مهدی کوکب

چون حاصل عمر تو فریبی و دمی ست — بیدار کن گرت بهر دم ستمی ست

مغرور مشو بخود که اصل من و تو — گردی و شراری و نسیمی و دمی ست

میر ترقی

دائم بگناه نفس راغب بوده — قالب عاصی و روح تائب بوده

مو گشت سفید و رو سیه هم نمود — این پیری من صباح کاذب بوده

نجم الدین رازی

ہر سبزہ کہ بر کنار جوی رُستہ ست گوی زخط فرشتہ خوی رستہ ست
تا بر سرِ لالہ پا بخواری نہ نہی کان لالہ زخاکِ ماہروی رستہ ست

ہلالی

تا کی دلت از چرخ حزیں خواہد بود با محنت و درد ہمنشیں خواہد بود
خوش باش کہ روزگار پیش از من و تو تا بود چنیں بود و چنیں خواہد بود

عاقل

یک شیشہ ندیدم کہ تو اش سنگ نہ یک گل نشکستم کہ تو اش رنگ نہ
ای بادہ دادایں چہ بیدادگری ست صلحی نشنیدم کہ تو اش جنگ نہ

شمس الدوله محمد بلخی

هر لاله که چشم کوهسارے بود ست　　صد قطره ز خون تاجدارے بود ست

مسپر بقدم سبزهٔ بستان گستاخ　　کان وسمهٔ ابروی نگاری بود ست

بیدل

گیرم که سریت ز بلور و شیشه ست　　سنگش داند هر آنکه او را چشم ست

این مسند قاقم و سمور و سنجاب　　در دیدهٔ بوریانشینان پشم ست

مشتاق

گل روی بتی عشوه فروشی بود ست　　نرگس چشم پیاله نوشی بود ست

خاکی که درین چمن بر وی گذریم　　پای و سری و چشم و گوشی بود ست

ملایک قمی

با بط می گفت ماہیے در تب و تاب می گشت چو در آتش سوزندہ کباب

دردا و دریغا کہ درین دیر خراب گہ بر سر آتشیم و گہ بر سر آب

علی حزین

خورشید علم بکوہساران زد و رفت دلدار در امیدواران زد و رفت

بلبل بستان نوبہاران زد و رفت گل خندہ بوضع روزگاران زد و رفت

علی حزین

چون چرخ فلک در اضطرابیم ہمہ در محنت و غم بہ پیچ و تابیم ہمہ

از بہر دو روزہ عمرے یار عزیز بنگر کہ چگونہ در عذابیم ہمہ

امیر کیکاوس بن قابوس

گر مرگ برآورد ز بدخواه تو دود   از مردن او شاد چرا گشتی زود

چون مرگ مرا نیز نخواهد فرسود   از مرگ کسے شاد چرا باید بود

فصاحت خان رازی

راحت ز ازل نیست بعالم موجود   زین مهلکه هر کس که برون رفت آسود

عمریست بزندان وجودم راضی   در قید حیات تا کے خواهد بود

عرفی شیرازی

رفتم بجنازهٔ یکے تن که فسرد   صد سال ز باغ عیش گل چید و بمرد

گفتم که برون بری ازین باغ و بہا   گفتا دل پرخون که توهم خواهی برد

میرزا فصیحی هروی

دوران فلک و روشنان میگذرد — بس دور گذشت همچنان میگذرد

از بهر دو روزه عمر دلتنگ مباش — ای غنچه شگفته شو جهان میگذرد

میرزا جلال الدین ابوالخیر عاشق

نه سایهٔ بیدولی سخن خواهد ماند — نه حسن بتان سیم تن خواهد ماند

این عالم بیوفا کہ من می بینم — نی ناز تو نے نیاز من خواهد ماند

ملا محمد صوفی

ای شاه نه تخت و نه نگیں می ماند — آخر تو یک و دگر زمیں می ماند

صندوق خود و کاسهٔ درویشان را — خالی کن و پر کن کہ ہمیں می ماند

کمال الدین اسمٰعیل

ایوان سر بر فلک افراشته گیر
وین زیر زمین بگنج انباشته گیر

وین سیم که جو جو بهمش می آری
خرمن خرمن بجا بگذاشته گیر

کمال الدین اسمٰعیل

ای دل ز رو سیم را بیندیش و بخور
آن و زر و سیم را غمی از پیش بخور

اندر غم این و آن بسر بردی عمر
خوردی غم هر چیز و غم خویش بخور

مولانا حسین مؤیدی

زین توده خاک چون مسیحا بگذر
از خواب و خور و سبزه و صحرا بگذر

خر نیستی از آب و علف دست بدار
سگ نیستی از جیفه دنیا بگذر

خان اعظم موسوم بمیرزا کوکا

ای دل چو بود عاریت عمر عزیز　　زنهار که صرفش مکن الا بدو چیز
یا بهر نگاری که پسندیده بود　　یا صحبت یاری که بود اهل تمیز

شیخ عطار

دی بر سر خاک دوستی با دل ریش　　میباریدم خون جگر بر رخ خویش
آواز آمد که چند گریی بر ما　　بر خود بگری که کار داری در پیش

حاجی محمد خان قدسی مشهدی

زد قافله سالار پی کوچ دهل　　تو گرم بخوردن می و چیدن گل
برخیز ز آب بگذران بارت را　　زان پیش که آب بگذرد از سر پل

شیخ احمد غزالی

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم آسوده درآمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز خاک تیره در آتش و آب دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

ملا شرف الدین علی یزدی

گر جام طرب بسندیم زده ایم جز باد بدست نیست تا دم زده ایم
پیدا شده عالمے و پنهاں گشته تا چشم کشاده ایم و برہم زده ایم

سلطان سنجر سلجوقی

ما جان بجهاندار سپردیم و شدیم زحمت ز میان خلق بردیم و شدیم
روزی دو سه گر بما سپرد ند جهاں ما نیز بدیگراں سپردیم و شدیم

میر باقر داماد اشراق

اشراق دل از غم بتان شاد مکن   بت خانه ز سنگ کعبه آباد مکن
این پُر فارا سر آبادی نیست   رو در رہِ سیل خانہ بنیاد مکن

جہانگیر بادشاہ

ای آنکه غم زمانه پاکت خوردی   اندوه دلِ وسوسه ناکت خورده
مانندهٔ قطرهای شبنم زمین   جا گرم نکرده که خاکت خورده

حکیم رکنائی مسیح

ای خواجه که رخ چو بدر آراسته   تا دلبری چو ماهِ نو کاسته
امروز بکش باده که فردا چون گرد   از دامنِ روزگار برخاسته

فضلی جیلانی

فضلی چه بکار خویش حیران شدهٔ
فرداست که چون گل از گلستان شدهٔ

مانند مزار بیکسان بر سر راه
تا درنگری بخاک یکسان شدهٔ

شیخ رباعی مشهدی

هنگام سپیده دم خروس سحری
دانی که چرا همی کند نوحه گری

یعنی که نمودند در آئینۂ صبح
کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

طالب آملی

این دهر که حاصلش نیرزد بجوی
نه موسم کشت ست درو نه درو

از کهنه و نو نصیب احباب درد
در دیدهٔ من همت و بیش فرزانه نو

مرزا حنیف امین

تا کے طلبِ روزی هر روزه کنی — اسبابِ طرب ز لعل و فیروزه کنی

در چشمهٔ حیوان اگر آید اجلت — مهلت ندهد که آب در کوزه کنی

عنایت تبریزی

تا چند دلا بفکر دنیا باشی — در فکر زیان و سود و سودا باشی

امروز بخور که روزے فردایت — فردا باشد اگر تو فردا باشی

غیوری کابلی

دیریست دلا جهان پرستی چه شدی — بس طرف بمال و جاه بستی چه شدی

از صحبتِ خلق رو به تنهائی کن — عمری بجهانیان نشستی چه شدی

درد

هر چند همه آب و رنگ آمده ایم　　از شیشهٔ دل بزیر سنگ آمده ایم
تا کی بگرفتگی خاطر سازیم　　چون غنچه ز وضع خویش تنگ آمده ایم

درد

ای درد ازین بزم اگر باخبری　　بیهوده چرا بهر طرف می‌نگری
بر خویش چو شمع چشم بگشا کاینجا　　هر چند ستادهٔ ولی می گذری

درد

کو رمز حقیقتی که هستیش نگفت　　کو گوهر معنی که ایجاد نسفت
گلزار جهان طرفه سرای کهن است　　ای درد کدام گل که اینجا نشگفت

درد

تمیز کہ غیر نقش تشویش نہ بست | ہر لحظہ بہ بیرنگئ رنگی پیوست
گفتم وحدت چساں بکثرت گنجد | دل آمد و پیش رویم آئینہ شکست

درد

ہر چند کہ ما سفلیم لیک اعلائیم | سنگیم ولے کعبۂ ہر سینائیم
جز نام دگر ز ما نباید طلبید | مانند نگیں جلوہ گہ اسمائیم

درد

باعث شدہ بر عروج ما پستی ما | ہشیاری ما فزودہ از مستی ما
آگاہ ز آگاہی خود ساختہ است | عارض شدہ غفلتی کہ بر ہستی ما

درد

چون دود نه پیچد از چه سودا بدماغ　　کردہ ست جگر غم احبا همه داغ

رفتند بخواب اهل بزم و مارا　　بازست هنوز چشم مانند چراغ

درد

ای آنکه دوا هیچ ندارد اثری　　موقوف نه زندگی بهر برگ و بری

مشروط به شرط این و آن نیست که هست　　نبض مرض و شفا بدست دگری

درد

تا کی مغرور بادشاهی بودن　　هنگامه گر جهان بیاری بودن

امروز به هر چه می توانی می ناز　　فردا تو بیاد کس نخواهی بودن

درد

شاہا چو گدا با دل غمناک نشیں   بیباک چنیں نہ زیر افلاک نشیں
زاں پیش کہ با خاک برابر گردی   از تخت فرود آ و بر خاک نشیں

درد

ای بیخود غفلت بچہ فرزانہ شوی   چشم پر آب ہمچو پیمانہ شوی
امروز ز افسانہ ترا خواب آمد   فرداست کہ بیخوابی و افسانہ شوی

درد

خلقی در جستجوی مال و جاہ ہے   جمعی بتلاش دلبر دلخواہ ہے
ہر کس بخیال آرزوے دارد   ما ئیم و تمناے دل آگاہ ہے

درد

تا پرده کشای عالم کیف و کمیم — پیدا کن جلوهٔ حدوث قدیمیم

از هستی با فنا پذیر و صورت — مانند سراب نقشبند عدمیم

درد

یک عمر گدائی از گردون کردیم — در کوری دل نظر بهر دون کردیم

اکنون که نموده ایم چشمی پیدا — مانند حباب کاسه واژون کردیم

درد

سلطان که بر اسباب هوس می نازد — بر بال و پر خود چو مگس می نازد

درویش که بی نوای بی پرواست — بر خاطر بی نیاز بس می نازد

درد

ای حاصل تو زندگانی مردن　　تا چند پی حیات فانی مردن
ای غرّه وهم خود پرستی مردی　　پیش از مردن اگر توانی مردن

درد

خون جگرت هنوز خوردن باقیست　　یعنی نفسی چند شمردن باقیست
از کشمکش هستی آفت بنیاد　　معلوم نجات تا که مردن باقیست

درد

صد حیف که جمله دوستداران رفتند　　زین دشت تمام شهسواران رفتند
اکنون من و امانده چه سازم چه کنم　　ای درد کجا این همه یاران رفتند

درد

صد حیف ز چشم گلستانی رفته ست	در خاک ز حسن کاردانی رفته ست
در دیدهٔ خلد نگاه مانندِ غبار	از پیش نظر بسکه جهانی رفته ست

درد

ساز سفری اکابر آراسته اند	تا هم برکاب گرچنین خواسته اند
ای درد تو هم برای تعظیم اکنون	برخیز که اهل بزم برخاسته اند

درد

گر خاطر تو شاد و گر غمگین ست	اندیشه مکن که حال عالم این ست
احوال جهانیان بیکصورت نیست	یعنی که جهان عبارت از تلوین ست

درد

خلقی بتلاش اینکه میباید خورد جمعی ساعی که توشهٔ باید برد

ای درد من مرده دل ناکاره میمیرم ازین فکر که میباید مرد

درد

یکچند اگر خلق دگر خواند چه شد نام تو پس از تو بر زبان ماند چه شد

بیش از افسانه نیست هستی تو درد افسانهٔ گر نماند ور ماند چه شد

درد

شاهان که براوج خیمه آراسته اند مانند فلک شوکت از آن خواسته اند

شام و سحری چند درین گردش دل چون مهر نشسته اند و برخاسته اند

درد

گر جان علم از ناله برافراشت چه شد	در چشم ز اشک خرمن انباشت چه شد
بر دل نگهی میکنم و حیرانم	کاین آئینه صورتی بجز داشت چه شد

درد

آنکس که لباس عشق برخویش گزید	جز گریه ز خویش و خنده از یار ندید
دیدیم به باغ از سر ناز و نیاز	بلبل نالید و گل بحالش خندید

درد

ای درد جوانی از کنار تو رمید	پیری به سرت سفیدی آورد پدید
تا چند کنی زبان درازی چون شمع	خاموشی به که صبح نزدیک رسید

درد

مرتے باشی و پاس مروت نبود   بر نالۂ درد و آہ مروت نبود
افسوس برین حالت بیدردی تو   صد حیف دلے داری و درد نبود

درد

بعد از من و تو زمانہ خواہد ماند   روز و شب کارخانہ خواہد ماند
بالفعل ہر آنچہ نقد حال من و تست   بہر دگران فسانہ خواہد ماند

درد

دہلی کہ خراب کردہ اکنون ہر سو   جاری شدہ اشکہا بجای نہرش
بودست این شہر مثل رؤی خوبان   چون خط بتان بود سواد شہرش

درد

ای درد توی چراغ کاشانۂ دل — روشن بود از چشم تو پیمانۂ دل
تو خاک نشین و گوشہ گیری جاپت — یا گوشۂ خاطرست یا خانۂ دل

درد

پر مضطربم طرفہ بیانے دارم — گہ می طپم و گاہ فغانے دارم
در مسلخ دہر ہمچو بسمل اے درد — آرام کجاست تا کہ جانی دارم

درد

ای درد چو شمشیر اجل کردہ دیم — دیگر ز جہانیاں چہ امید و چہ بیم
مارا چہ خبر چو زین گلستاں رفتیم — در باغ سموم مے وزد یا کہ نسیم

درد

افسوس کہ شد صحبت احباب تباہ ۔ ماییم و غم جوانے و نالہ و آہ
پیری برہم نمود بزم عشرت ۔ ای شمع سحر دمید روی تو سیاہ

درد

ہر چند کہ پردہا دریدند ہمہ ۔ روئے بے پردگی ندیدند ہمہ
افسانۂ او کہ گوشہا پر کردہ ۔ در قصۂ ما و من شنیدند ہمہ

آزاد بلگرامی

با ہر کہ دوستی خود اظہار میکنم ۔ خوابیدہ دشمنیست کہ بیدار می کنم
از بسکہ در زمانہ یکے اہل درد نیست ۔ اظہار درد خویش بہ دیوار می کنم

آزاد بلگرامی

ای خواجه مکن تا بتوانی طلبِ علم　　کاندر طلبِ ورزی هر روزه بمانی

رو مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز　　تا دادِ خود از کهتر و مهتر بستانی

آزاد بلگرامی

کس را خبری نیست چه آید فردا　　نیرنگیِ قدرت چه نماید فردا

نومید مشو ز مژدهٔ عالمِ غیب　　شب حامله است تا چه زاید فردا

غالب دهلوی

ای آنکه ترا سعی بدرمانِ منست　　منعم مکن از باده که نقصانِ منست

حیفست که بعدِ من بمیراث رود　　این یک دو سه خُم که در شبستانِ منست

غالب دهلوی

در بزم نشاط خستگان را چه نشاط — از عربده پای بستگان را چه نشاط

گر ابر شراب ناب بارد غالب — ما جام و سبو شکستگان را چه نشاط

غالب دهلوی

در باغ مراد ما ز بیداد تگرگ — نی نخل بجای ماند نی شاخ نه برگ

چون خانه خراب است چه نالیم ز سیل — چون زیست وبال است چه ترسیم ز مرگ

غالب دهلوی

هر چند توان بی سر و سامان بودن — بازیچهٔ خوی زشت نتوان بودن

بالله که ز دشنه بر جگر سخت‌تر است — از کردهٔ خویشتن پشیمان بودن

غالب دہلوی

بازی خور روزگار بودم ہمہ عمر — از بخت امیدوار بودم ہمہ عمر
ہمسایہ بفکر سود ماندم ہمہ جا — بے وعدہ در انتظار بودم ہمہ عمر

غالب دہلوی

باید کہ دلت زغصہ درہم نشود — از رفتن زر دستخوش غم نشود
این سیم و زر ست خواجہ این سیم و زر ست — غم نیست کہ ہر چند خوری کم نشود

غالب دہلوی

تا چند بہ ہنگامہ سلامت باشی — تا چند کشمکش اقامت باشی
گفتی کہ نباشد شب بیم را سحری — حیف ست کہ منکر قیامت باشی

غالب دہلوی

ای تیره زمین که بودهٔ بستر من　　هر خاک که با تست همه بر سر من
زر بهر کسان و بهر من دانه و دام　　ای مادر دیگران و مادندر من

غنی

هوش است که سرمایهٔ صد درد سر است　　فارغ بال آنکه از جهان بیخبر است
در بیضه نمی‌کنند مرغان فریاد　　هر چند که بیضه از قفس تنگ تر است

غنی

تا چرخ فلک چو آسیا هست بگرد　　چون صبح نداریم غذا جز دم سرد
ما کاسه نداریم که دریوزه کنیم　　دریوزه برای کاسه می باید کرد

ذرّہ اکبر آبادی

گرما بگذشت و این دلِ زار ہماں   سرما بگذشت و این دلِ زار ہماں
القصہ ہزار گرم و سردِ عالم   برما بگذشت و این دلِ زار ہماں

ابن یمین

سیہ بادروی سپہر کبود   کہ با کینہ جفت ست و با مہر طاق
بہ عیسیٰ مریم خرے میدہد   بکودن ہمی میدہد صد براق

آزاد بلگرامی

گریاں کہ نالہ می کند وقت گری   دانی غرضش چیست ازین نوحہ گری
یعنے کہ گری گری شود عمرِ تو کم   پیمانۂ عمر پر شود تا نگری

رضی ارتیمانی

اے دل شادی بہ سوز ماتم آنیست — بیگانۂ عالم غمی، غم این است

دوزخ بہ مکافاتِ تو در ماندہ و تو — جنت طلبی چرا؟ جہنم این است

سحابی استرآبادی

با گردش چرخ دو دو رہی می باشد — بس روز بد و حال بتری باشد

ہوائے صفائی بکدورت دریا — روشنگر را دست سیہ می باشد

سحابی استرآبادی

صاحب نظرِ عشق کہ عالی گہر است — آرا گہش ز ہر دو عالم بدر است

مجنون نیاز اہل دنیاست ہمہ — قدر کہ و جو ز کثرت گاو خر است

سحابی استرآبادی

هرکس با شدروی به هرجا دارد   او صورت حال خود تمنا دارد
بے مغزاں راسوی خودمی خواند   کوس شاہی کایں ہمہ غوغا دارد

سید احمد حسین امجد حیدرآبادی

سر رشتۂ ننگ و نام در کف دارند   ایں مقتدیان امام در کف دارند
منکر بہ لباس دلق پوشاں کالیشاں   از دانۂ سبحہ دام در کف دارند

سید احمد حسین امجد حیدرآبادی

دنیا ست ہمہ سراب آثار غلط   ایں نقش و نگار ہست صد بار غلط
مطلب مطلب ز کارگاہ عالم   کایں نسخہ خوش خط است بسیار غلط

سید احمد حسین امجد حیدرآبادی

از دہر اگر دست نہد چشم بہ بند
تا چشمت اجل بند کند چشم بہ بند
گر سفلہ رسد بجاہ، بگریز ازو
چون گرد بر آسمان رود چشم بہ بند

ڈاکٹر سر محمد اقبال

بگوشم آمد از خاکِ مزارے
کہ در زیرِ زمیں ہم می تواں زیست
نفس دارد ولیکن جاں ندارد
کسے کو بر مرادِ دیگراں زیست

ڈاکٹر سر محمد اقبال

میانِ لالہ و گل آشیاں گیر
ز مرغِ نغمہ خوانِ من فغاں گیر
اگر از ناتوانی گشتہ ئی پیر
نصیبے از شبابِ ایں جہاں گیر

ڈاکٹر سر محمد اقبال

قبائے زندگانی چاک تاکے
چو موراں آشیاں در خاک تاکے

بہ پرواز آ و شاہینی بیاموز
تلاشِ دانہ در خاشاک تاکے

ڈاکٹر سر محمد اقبال

زمین خاکِ درِ میخانۂ ما
فلک یک گردشِ پیمانۂ ما

حدیثِ سوز و سازِ ما دراز است
جہاں دیباچۂ افسانۂ ما

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سکندر رفت و شمشیر و علم رفت
خراج شہر و گنج کان و یم رفت

امم را از شہاں پایندہ تر دان
نمی بینی کہ ایراں ماند و جم رفت

عشق حقیقی

مولانا جلال الدین رومی

این مستی من ز بادۂ حمرا نیست — این بادہ بجز در قدح سودا نیست

تو آمدہ کہ بادۂ من ریزی — من آن مستم کہ بادہ‌ام پیدا نیست

مولانا جلال الدین رومی

در مذہب عاشقان قراری دگر است — وین بادۂ ناب را خماری دگر است

ہر علم کہ در مدرسہ حاصل گردد — کاری دگر است و عشق کاری دگر است

مولانا جلال الدین رومی

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست   تا کرد مرا خالی و پر کرد ز دوست

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت   نامیست ز من بر من و باقی ہمہ اوست

مولانا جلال الدین رومی

انصاف بدہ کہ عشق نیکو کاریست   زانست خلل کہ طبع بدکرداریست

تو شہوت خویش را لقب عشق نہی   از شہوت تا عشق رہ بسیاریست

مولانا جلال الدین رومی

دستت دو و پایت دو و چشمت دو رواست   اما دل و معشوق دوتائیش خطاست

معشوقہ بہانہ است و معشوق خداست   آنکس کہ دوپنداشت جہود و ترساست

مولانا جلال الدین رومی

آں یار کشید باز دستم امروز — از دست شدم وست گسستم امروز
یک مست نیم ہزار مستم امروز — دیوانہ و دیوانہ پرستم امروز

مولانا جلال الدین رومی

من دوش بخواب دیدہ بودم قمری — زہرہ صفتے عجائبے سیمبرے
امروز بگرد ہر درے می گردم — کز یار یک دوشینہ کہ دارد خبرے

خواجہ عبداللہ انصاری

مست توام از جرعہ و جام آزادم — مرغ توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بت خانہ توئی — ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

خواجه عبدالله انصاری

یارب! از تو آں من گدا میخواہم افزوں ز ہزار پادشا میخواہم
ہر کس ز در تو حاجتی میخواہد من آمدہ ام از تو ترا میخواہم

ابوسعید مہنہ

ای روی تو مہر عالم آرای ہمہ وصل تو شب و روز تمنای ہمہ
گر با دگراں بہ ز منی وای بمن ور با ہمہ کس ہمچو منی وای ہمہ

ابوسعید مہنہ

از باد صبا دلم چو بوی تو گرفت بگذاشت مرا و جستجوی تو گرفت
اکنوں ز منش ہیچ نمی آید یاد بوی تو گرفتہ بود خوی تو گرفت

ابوسعید مہنہ

شب خیز کہ عاشقاں بشب راز کنند   گرد در و بام دوست پرواز کنند

ہر جا کہ درے بود بہ شب بر بندند   اِلّا درِ دوست را کہ شب باز کنند

ابوسعید مہنہ

اے عشق بہ دردِ تو سرے می باید   صید تو ز من قوی ترے می باید

من مرغ بیک شعلہ کبابم بگداز   کایں آتش را سمندرے می باید

ابوسعید مہنہ

زاں پیش کہ طاقِ چرخ اعلیٰ زدہ اند   ویں بارگہ سپہر مینا زدہ اند

ما در عدم آبادِ ازل خوش خفتہ   بے ما رقم عشق تو بر ما زدہ اند

ابوسعید مہنہ

جسمم همه اشک گشت و چشمم بگریست — در عشقِ تو بے جسم همی باید زیست
از من اثرے نمانده این عشق از چیست — چوں من همه معشوق شدم عاشق کیست

ابوسعید مہنہ

راهِ تو بهر قدم که پویند خوش است — وصلِ تو بهر سبب که جویند خوش ست
روی تو بهر دیده که بینند نکوست — نامِ تو بهر زباں که گویند خوش ست

ابوسعید مہنہ

غازی بره شهادت اندر تگ و پوست — غافل که شهیدِ عشق فاضل تر از وست
در روزِ قیامت این بداں کے ماند — کایں کشته دشمن است و آں کشته دوست

ابو سعید مہنہ

مردان رہش میل بہ ہستی نکنند   خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
انجا کہ مجردان حق می نوشند   خم خانہ تہی کنند و مستی نکنند

ابو سعید مہنہ

ای آنکہ دوای دردمندان دانی   درمان و علاج مستمندان دانی
احوال دل خویش چہ گویم با تو   ناگفتہ تو خود ہزار چندان دانی

ابو سعید مہنہ

در حضرت ما دوستی یکدلہ کن   ہر چیز کہ غیر ماست آنرا یلہ کن
یک صبح باخلاص بیا بر در من   گر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن

ابو سعید مہنہ

ای در دلِ من اصل تمنا ہمہ تو　　وی در سرِ من مایۂ سودا ہمہ تو
ہر چند بہ روزگار در می نگرم　　امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو

ابو سعید مہنہ

عودم چو نبود چوب بید آوردم　　روی سیہ و موی سفید آوردم
خود فرمودۂ آنکہ نا امیدی کفرست　　فرمان تو بردم و امید آوردم

ابو سعید مہنہ

من کیستم آتش بدل افروختۂ　　در خرمن عشق دانہ اندوختۂ
در راہ وفا چو سنگ آتش زدہ ام　　شاید کہ رسم بہ صحبت سوختۂ

ابوسعید مہنہ

دیریست کہ تیر فقر را آماجم　　بر طارم افلاک فلاکت تاجم
یک شمہ ز مفلسیٔ خود بر گویم　　چندانکہ خدا غنی ست من محتاجم

ابوسعید مہنہ

ساقی اگرم می ندہی می میرم　　در ساغر من ز کف نہی می میرم
پیمانۂ ہر کہ پر شود می میرد　　پیمانۂ من چو پر نہی می میرم

ابوسعید مہنہ

در دیر شدم ما حضری آوردند　　یعنی ز شراب ساغری آوردند
کیفیت او مرا ز خود بیخود کرد　　بردند مرا و دیگری آوردند

ابوسعید مہنہ

دل جز رہِ عشق تو نپوید ہرگز
جز محنت و درد تو نجوید ہرگز

صحرای دلم عشق تو شورستان کرد
تا مہر کسے درا و نروید ہرگز

ابوسعید مہنہ

پرسید یکی منزل آن مہر گسل
گفتم کہ دلست او را منزل

گفتا کہ دلت کجاست گفتم بر او
پرسید کہ او کجاست گفتم در دل

ابوسعید مہنہ

دردی داریم و سینۂ بریانی
عشقے داریم و دیدۂ گریانی

عشقی و چہ عشق عشقِ عالم سوزی
دردی و چہ درد دردِ بیدرمانی

سحابی استرآبادی

اے در دلِ ہر ذرہ از مہر تو شور　　چشم خرد از تابِ جمالت شدہ کور
عشقت ز ازل تا بہ ابد ہمرہِ جاں　　باقی ہمہ آشنا و لے تا لبِ گور

سحابی استرآبادی

آنرا کہ ز ہر دو کون استغنا نیست　　در بارگہ عشق مقدس جا نیست
ہر جا کہ کسے پیچ پچہ بالا و پچ پست　　جز شیفتہ دربودہ حلوا نیست

سحابی استرآبادی

در یاری نیست ہر گز م کام و طرب　　جز پاس دلِ یار کہ این است ادب
در عشق دوئی راہ ندارد یعنی　　یا خاطرِ خویش یا دلِ دوست طلب

سحابی استرآبادی

بگرفتہ ز بس عشق سراپائے مرا — نگذاشتہ در خاطرِ من جائے مرا

امروز چناں پُر است از ادایں دلِ تنگ — کانجا نبود درہ غمِ فردائے مرا

سحابی استرآبادی

ہر یارا اگرچہ یار دیگر دارد — یارا زلی اعتبار دیگر دارد

پر بر تن مرغ نیست بیکار یکے — اما پر و بال کار دیگر دارد

سحابی استرآبادی

عاشق کہ نہ خانہ نہ دکانی دارد — از عالم لامکاں نشانی دارد

از تن بدر دلے کہ او زندہ ست — در گور نخسپد آنکہ جانے دارد

سحابی استرآبادی

گر مرکبِ عشقِ نیکوان خواهی تاخت   با سوختگی چو شمع میباید ساخت

دانی ز چه شد شاهِ هر بزمی شمع   کآسایشِ جمع جست و خود را بگداخت

سحابی استرآبادی

عشق آمد و ساخت چاک چست مرا   وز عالم جسم و جان برون جست مرا

از چشمهٔ دیده آبِ حقیقت جوشید   وز گرد مجاز خوش فرو شست مرا

سحابی استرآبادی

از فرق سرم تا بقدم دیده شود   روزی که جمالِ تو مرا دیده شود

ور من نگری همه تنم جان گردد   ور تو نگرم همه دلم دیده شود

سحابی استرآبادی

دوشینه ز سوز گریه در تاب شدم   چندانکه ز پای تا بسر آب شدم

دل از ستم تو سرگذشتی سر کرد   آسوده چنان شدم که در خواب شدم

سحابی استرآبادی

ای عاشق و زاهد از تو با ناله و آه   نزدیک تو و دور ترا حال تباه

کس نیست که از تو جان تواند برد   این را به تغافل کشته آن را بنگاه

سحابی استرآبادی

عاشق نشوی و ترک جان اندیشی   دزدی کنی و ز پاسبان اندیشی

دعوی محبت کنی اے دانشمند   وانگه ز زیان این و آن اندیشی

سحابی استرآبادی

هر چند که از عشق بروں نیست کسے — راه وصلش نیافت هر بوالهوسے

خورشید بهر طرف کشد دامن سیر — اما نرسد بدامنش دست کسے

جامی

یا در دبسیار چوں دولے تو منم — در کس منگر که آشنائے تو منم

گر بر سر کوی عشق ما کشته شوی — شکرانه بده که خونبهائے تو منم

جامی

از رنج کسی بگنج وصلت نرسید — ویں طرفه که بی رنج کس آں گنج بدید

هر کس که ودید گور نگرفت بدش — لیکن نگرفت گور جز آں که ودید

جامی

این عشقِ دو روزه را دلا باز گذار کز عشقِ دو روزه بر نمی آید کار

زان سان عشقی گزین که در روز شمار با آن گیری قرار در دارِ قرار

جامی

غره مشو که مرکبِ مردان مرد را در سنگلاخ بادیه پیها بریده اند

نومید هم مباش که رندان جرعه نوش ناگه بیک ترانه بمنزل رسیده اند

جامی

تا یکسر موی از تو هستی باقیست آئین دکانِ خود پرستی باقیست

گفتی بت پندار شکستم رستم آن بت که ز پندار برستی باقیست

جامی

در صورت آب و گل عیان غیر تو کیست　　در خلوت جان و دل نهان غیر تو کیست
گفتی که ز غیر من بپرداز دلت　　ای جان جهان در دو جهان غیر تو کیست

جامی

دوشم سوی خویش خواند و منت نگذاشت　　در چشم ترم نگاه حسرت نگذاشت
گفتم که مگر درد دلی عرض کنم　　خلوت بمیان آمد و فرصت نگذاشت

جامی

مجنون بزبان حال ایام در دشت　　لیلی گویان چون گرد بادی میگشت
میگشت همیشه بر زبانش لیلی　　لیلی میگفت تا زبانش می گشت

جامی

آنرا که نه عاشق ست از یار چه حظ — وانرا که نه مشتاق ز دیدار چه حظ

نابینا را چو چشم عالم بین نیست — زالوان چه تمتع و از انوار چه حظ

جامی

چشمم که سرشک لاله گون آورده — بر هر مژه قطرهائے خوں آورده

فی فی به نظاره اش دل خون شده ام — از روزن دیده سر برون آورده

مومن یزدی

دل تخم هوای خلد و رضوان میکشت — عشق آمد و جای آرزو هیچ نه هشت

مستغرق عشق آرزو سوز شدم — دوزخ باشد کنون تمنای بهشت

مومن یزدی

ای عشق چه دلها که پریشاں کردی ... سیلے که هزار خانه ویراں کردی

ای شاه گذاشتے مسلم نه گدا ... پستی و بلندی همه یکساں کردی

حکیم قاآنی

دوشینه فتادم بر هش مست و خراب ... از نشاء عشق او نه از بادهٔ ناب

دانست که عاشقم شدے می پرسید ... این کیست کجا ئیست چرا خورده شراب

حکیم قاآنی

آراسته جنتے که این روی من است ... افروخته دوزخی که این خوی من است

شمشیر جہاں سوز بهادر شهرا ... دزدیده که این کمان ابروی من است

حکیم قاآنی

تا قبلهٔ ابروی تو ای یار کج ست محراب دل و قبلهٔ احرار کج است
ما جانب قبلهٔ دگر رو نه کنیم او قبلهٔ ماست گرچه بسیار کج است

حکیم قاآنی

در میکده مست از مئے نابم کردند سرمست ز جرعهٔ شرابم کردند
اے دوست به چشمهای مست تو قسم جامے دو سه دادند و خرابم کردند

حکیم قاآنی

گر چرخ جفا کرد چه می باید کرد ور ترک وفا کرد چه می باید کرد
میخواست دلم که بر نشان آید تیر چوں تیر خطا کرد چه می باید کرد

حکیم قاآنی

بگذار که تا می خورم و مست شوم　　چون مست شوم به عشق پابست شوم

پابست شوم بکلّی از دست شوم　　از دست شوم نیست شوم هست شوم

سرمد

باز آ باز آ ز فکر باطل باز آ　　از وهم و خیال خام اے دل باز آ

خوش شو و مشو ز فکر دنیا سرگرم　　نے وصل نماید و نه واصل باز آ

سرمد

سرمد غم عشق بوالہوس را ندهند　　سوز دل پروانه مگس را ندهند

عمرے باید که یار آید به کنار　　این دولت سرمد همه کس را ندهند

سرمد

سرمد اگرش وفاست خود می آید ورآمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پے او می گردی بنشیں اگر او خداست خود می آید

سرمد

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز مردار بود ہر آنکه او را نکشند

سرمد

سرمد گله اختصار می باید کرد یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن به رضای دوست می باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

سرمد

درکوی مغاں موسم گل منزل کن — خود را بدر جنون بزن غافل کن

این خرقهٔ پشمینه که بارست و وبال — از دوش بنه۔ فراغتی حاصل کن

سرمد

سرمد در دین عجب شکستی کردی — ایماں بفدای چشم مستی کردی

با عجز و نیاز جمله نقد خود را — رفتی و فدای بت پرستی کردی

سرمد

سرمد گله او نشد نکو شد که نه شد — لب بیهده گو نشد نکو شد که نشد

منت کش هر هی شدی آخرکار — کاریکه نکو نشد نکو شد که نشد

عرفی شیرازی

اے مرگ مرا از یار شرمندہ مکن   نومیدم ازاں گوہر ارزندہ مکن

یار آید و جاں رود خدایا نفسے   مہلت دہ و در قیامتم زندہ بکن

عرفی شیرازی

عرفی دم نزع ست و ہماں مستی تو   آخر بچہ پایہ بار بربستی تو

فرداست کہ دوست نقد فردوس بکف   جویای قناعت و تہیدستی تو

عرفی شیرازی

تا کے گوئی کہ گوی اقبال کہ برد   تا کے گوئی کہ ساغر عیش کہ خورد

اینہا چہ فسانہ است می باید رفت   اینہا چہ بہانہ است می باید مرد

نعمت اللہ کرمانی

آب است کہ در شیشہ شرابش خوانند　　با گل چو قرین شود گلابش دانند
وز قید گل و مل چو مجرد گردد　　اہل بصر بصیرت آبش دانند

نعمت اللہ کرمانی

رند آں باشد کہ میل ہستی نکند　　وز خویش گزشتہ خود پرستی نکند
در کوی خرابات مغاں رندانہ　　مے نوش کند مدام و مستی نکند

نعمت اللہ کرمانی

ہر بادہ کہ از ساغر اللہ دہند　　بے منت ساقی بسحرگاہ دہند
خواہی کہ کمال معرفت دریابی　　از خود بگذر تا بخودت راہ دہند

نعمت اللہ کرمانی

بلبل سخن از زبانِ گل میگوید   مست است وحدیثِ جام ومُل میگوید

دریاب رموزِ نعمت اللہ کہ او   جزو است ولے سخن زکُل میگوید

نعمت اللہ کرمانی

تا داروی دردم سببِ درمان شد   پستیم بلندی شد وکفر ایمان شد

جان ودل وتن ہر سہ حجابِ رہ بود   تن دل شد ودل جان شد وجان جاناں شد

نعمت اللہ کرمانی

دانستن علم دیں شریعت باشد   چوں در عمل آوری طریقت باشد

گر علم وعمل جمع کنی با اخلاص   از بہر رضای حق حقیقت باشد

نعمت اللہ کرمانی

ما عاشق و رندیم ز طامات مپرس — از ما بجز اسرار خرابات مپرس
از زاہد ہشیار کرامات طلب — مستیم ز ما کشف و کرامات مپرس

نعمت اللہ کرمانی

ما سوختہ ایم و بار ہا سوختہ ایم — ویں خرقۂ پارہ پارہ را سوختہ ایم
ہر شعلہ کز آتش ز دلِ عشق جہد — در ما گیرد از آنکہ ما سوختہ ایم

نعمت اللہ کرمانی

باللہ بخدا اگر ما خدا میدانیم — اسرار گدا و پادشا میدانیم
سرپوش فگندہ ایم بر روی طبق — سریست دریں طبق کہ ما میدانیم

نعمت اللہ کرمانی

در ذات ہمہ جلالِ او می بینم — در حسن ہمہ جمالِ او می بینم
بینم ہمہ کائنات در حد کمال — این نیز ہم از کمال او می بینم

سلطان قاچار

در محضر دوست بینوائی خوشتر — در خدمت بادشہ گدائی خوشتر
چون کار نہ بر وفقِ رضای من و توست — تسلیم بہ قسمتِ خدائی خوشتر

سلطان قاچار

بے وصل تو مرگ از حیاتم خوشتر — در ہجر تو حنظل از نباتم خوشتر
زہرے کہ تو بخشی از حلاوتہا بہ — قیدے کہ تو خواہی از نجاتم خوشتر

سلطان قاجار

چندے ز گناہ روسیہ بودم و شوم   یک چند مرا زہد و ورع گشت رسوم

تردید و تلوّن ز دورنگی ست ملا   یا زنگی زنگ باش یا رومی روم

محمد غزالی رحمہ اللہ

گفتم ولا تو چندین بر خویشتن چہ پیچی   با یک طبیب محرم این از درمیان نہ

گفتا کہ ہم طبیبے فرمودہ است با ما   گر مہر یار داری صد مہر بر زبان نہ

مجد الدین بغدادی

فردا کہ شود مدت عالم کم و کاست   سرہا ہمہ از خاک برآید چپ و راست

بیچارہ تن شہید من غرقہ بخون   از خاک سر کوی تو برخواہد خاست

مجد الدین بغدادی

از شبنم عشق خاکِ آدم گِل شد　　صد فتنه و شور در جہاں حاصل شد

صد نشترِ عشق بر رگِ روح زوند　　یک قطرہ فرو چکید و نامش دل شد

خواجہ معین الدین چشتی

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند　　معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند

ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا　　ہر کس چیزیکہ لائقِ اوست کند

سلطان ولد

گر یک ورق از کتابِ ما برخوانی　　حیرانِ ابد شوی زہے حیرانی

در مکتبی بدرسِ دل بنشینی　　استاد آنرا بدرس خود بنشانی

ابوالحسن بیگانه

دیوانگی از صبر و قرار اولی تر　　بیگانگی از یار و دیار اولی تر

اسباب دو کون عرضه کردم بر دل　　گفتا ای بی درد ادبار اولی تر

وقوعی سمنانی

معشوق وصال جاودانت ندهد　　ره جانب خویش رایگانت ندهد

بگذر ز حدیث وصل کاین عربده کیش　　تا جان ندهی ز خود نشانت ندهد

قاسم الانوار تبریزی

هر چند ترا از اهل ایمان دارم　　در معنی این مسئله برهان دارم

گر عشق خدا نباشدت در دل و جان　　من کافرم ار ترا مسلمان دارم

اہلی شیرازی

تا در تنِ ما خون بود اندر رگ و پوست — از دوست نخواہیم مرادے بجز دوست

بستن بہ متاعِ این جہان دل نہ نکوست — کاینہا ہمہ فانی اند و باقی ہمہ اوست

حقی خوانساری

دامانِ وصالِ دوست در چنگم بین — یکرو شدہ و یکدل و یکرنگم بین

در ہر دو جہان نگنجد و در دلِ من — گنجیدہ فراخئ دلِ تنگم بین

محمد سعید حکیم تنہا

تا دل بہ رموزِ عشق محرم نشود — یک ذرہ بہ غیر حاجت کم نشود

یک جو بہ خدا محبتے پیدا کن — تا میل بہ گندمت چو آدم نشود

محمد قاسم مشہدی

عشق است یکی نقطہ و عالم پرکار — ہر دائرہ را بود بریں نقطہ مدار

در دائرہ مرکز محیط است یکی — باشد ز محیط رہ بہ مرکز بسیار

سعدالدین حموی

دل وقت سماع رہ بدیدار برد — جاں رہ بہ سراپردۂ اسرار برد

ایں نغمہ چو مرکبیست وروح ترا — بردارد و خوش بہ عالم یار برد

سعدالدین حموی

گر دانم عشق ساز گار آید دل — بر مرکب آرزو سوار آید دل

گر دل نبود کجا وطن سازد عشق — در عشق نباشد بچہ کار آید دل

شریف جرجانی

اے حسن اثر ابہر مقامے نامے
وے از تو بہر دل شدہ پیغامے

کس نیست کہ نیست بہرہ ور از تو ولیک
اندر خور خود بہ جرعۂ یا جامے

عجم قلی بیگ ذو القدر

در مذہب عشق شاہ و درویش یکیست
شیرینی نوش و تلخی نیش یکیست

در کفۂ میزان خرد بیش و کم است
آنجا کہ بود عشق کم و بیش یکیست

نقی کمرہ

در وادی عشق جملہ نازاست و نیاز
طے میشود اینجا ہمہ او ضاع مجاز

ہر سوئے در آں کوی تو آن سجدہ
در کعبہ زہر جہت تواں کرد نماز

شاہ بدخشانی

در مدرسه آنچه صحبت یاران است — در صومعه آنچه بر گرفتاران است

زانگاه که مهر تو گزیدم دیدم — کاین جمله کارهای بیکاران است

نشاط اصفهانی

فارغ ز غم سود و زیانم کردی — آسوده ز محنت جهانم کردی

اے عشق ترا چه شکر گویم که چنانک — میخواستم آخر آنچنانم کردی

فیضی دکنی

بر تن منگر که نفس سرکش گردد — بر عقل متن که طبع ناخوش گردد

در آتش عشق سوز تا نار شوی — پروانہ غذای روح آتش گردد

ابوالوفا خوارزمی

من از تو جدا نبوده ام تا بودم
این ہست دلیلِ طالع مسعودم

در ذاتِ تو ناپدیدار معدومم
در نور تو ظاہرم اگر موجودم

اخگر کرمانی

مردان سوی عالم حقیقت راندند
نامرداں در بہانہ جوی ماندند

یک نکتہ بگویمت گر از من شنوی
آں برد بہ دوست کہ او را خواندند

عنایت اللہ خاں آشنا

کم ظرف ز عشق خرمن ہستی سوخت
پر حوصلہ نور زندگانی اندوخت

کاہید خرد ز عشق و افزود جنوں
از باد چراغ مرد و آتش افروخت

غزالی مشهدی

سلطان گوید کہ نقد گنجینۂ من — صوفی گوید کہ دلق پشمینۂ من
عاشق گوید کہ داغ دیرینۂ من — من دانم و من کہ چیست در سینۂ من

سایر اردوبادی

کس در رہ عشق محرم راز نگشت — سائر چو تو ہیچکس بیہودہ این دشت
عاقل بکنار آب تا پل می جست — دیوانۂ پا برہنہ از آب گذشت

بہائی عاملی

تا از رہ و رسم عقل بیرون نشوی — یک ذرہ ازانچہ ہستی افزون نشوی
یک سلعہ زروی لیلیت بنمایم — عاقل باشیم اگر تو مجنون نشوی

ابن یمین

ہیچ دانی کہ در شکستنِ چوب از وجودش چرا طراق آمد
نزد اہلِ خرد ستون بود کیں طراق از غمِ فراق آمد

حافظ شیرازی

من بندۂ آں کسم کہ شوقے دارد برگردنِ خود زعشق طوقے دارد
تو لذتِ عشق و عاشقی کے دانی ایں بادہ کسے خورد کہ ذوقے دارد

حافظ شیرازی

عمری ز پئے وصالِ خوبانِ جہاں گردیدم و ایں تجربہ کردم آساں
یک راحت و صد ہزار محنت وصلت یک محنت و صد ہزار راحت ہجراں

شاہ سنجان خافی

جمعے بتشکیک و قومے بیقیں یک قوم دگر فتادہ اندر پئے دیں

ناگاہ منادئے برآید زکمیں کاے بے خبراں راہ نہ آنست نہ ایں

فیض کاشانی

در پس پردۂ اسرار بسر می بردیم خفتہ بودیم وزہیہای تو بیدار شدیم

شربت لعل لبت بود شفای دل ما بعبث از پئے نسخۂ عطار شدیم

فیض کاشانی

با من بودی منت نمیدانستم یا من بودی منت نمیدانستم

چوں من شدم از میان ترا دانستم تا من بودی منت نمیدانستم

فیاض لاهجانی

وقت است که ترک پیر و استاد دهیم — آموخته ها را همه از یاد دهیم

با جامِ مے دو ساله در میکده ها — ناموسِ هزار ساله بر باد دهیم

فدائی لاهجی

از دار بقا فتاده در دار عذاب — آدم ز پئے گندم و من بهر شراب

مرغانِ بهشتیم عجب نیست اگر — او از پئے دانه رفت و من از پئے آب

میر مخدوم نشاپوری

در دائرهٔ وجود موجود یکیست — از کعبه و از کنشت مقصود یکیست

بر صفحهٔ کائنات خطے ست مبین — کاے سالک و عابد و معبود یکیست

ولی دشت بیاضی

وصل تو بکام غیر دیدن مشکل — وز دیدن تو طمع بریدن مشکل

گفتی که بمیر تا بوصلم برسی — مردن آسان ولی رسیدن مشکل

واله لکزی داغستانی

من زنده بدوستم نمیرم هرگز — مغز بی پوستم نمیرم هرگز

هر کس که نه او است مرده اش دان از اصل — من خود همه او ستم نمیرم هرگز

هدایت طبرستانی

ما را ز جهان جمله لقای تو خوش است — هم لطف تو هم جور و جفای تو خوش است

ناخوش نبود از تو بجز هجرت هیچ — وان هم چو دران رضای تو خوش است

هدایت طبرستانی

گه چرخ به بند و در و گه بگشاید   گه دهر بکاهد ز ره و گه بفزاید

این آمدن و شدن نه در دست کسی ست   باشد چه رود رود چه آید آید

ملک شمس الدین کرت

با دشمن من دوست چو بسیار نشست   با دوست نشاید دگر بار نشست

پرهیز از آن عسل که با زهر آمیخت   بگریز از آن مگس که بر مار نشست

ابوسعید بزغش شیرازی

ای دوست ز جمله نیک و بد بگذشتم   کافر بودم کنون مسلمان گشتم

هر چیز که آن خلاف رای تو بود   گر خود همه دین است از آن بگذشتم

ابوالحسن خرقانی

آن دوست که دیدنش بیاراید چشم — بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم
ما را ز برای دیدنش باید چشم — گر دوست نہ بیند بچکار آید چشم

ابوالفرج رونی

وز عشق تو هر شغل که دیدم خوار است — رو شاد نشین که بر مرادت کار است
ترکیب من از غم تو بی دین ها است — من دل توی جویم و این شوار است

اوحدالدین کرمانی

چشمی دارم همه پر از صورت دوست — این دیده مرا خوش است چون دوست دراو
از دیده و دوست فرق کردن نه نکوست — یا اوست درون دیده یا دیده خود او

اوحدالدین کرمانی

ای زندگی من و توانم همه تو — جانی و دلی ای دل و جانم همه تو

تو هستی من شدی ازانی همه من — من نیست شدم در تو ازانم همه تو

انوری ابیوردی

تا کی ز غم تو رخ بخون شوید دل — آزار و جفای تو بجان جوید دل

بخشای که از آسمان نمی بارد جان — رحم آر که از زمین نمی روید دل

جمال‌الدین اصفهانی

در راه دلم ز عشق تو صد دامست — امید من سوخته دل این خامست

آنرا که توئی یار چه بی یارکس است — وانرا که توئی دوست چه غم ز دشمن است

حمیدی بلخی

گر پست شود آنکه بلندش تو کنی — شادان بود آن دل که نژندش تو کنی

گردون سرافراشته صد بوسه دهد — هر روز بدان پای که بندش تو کنی

هاتف اصفهانی

هاتف تو که جسم ناتوانی داری — چون شمع بلب رسیده جانی داری

از داغ غمم یار چه آمد بسرت — تقریر بکن تو هم زبانی داری

طالعی

زاهد بصلاح و زهد خود می نازد — عاشق بر دوست نقد جان می بازد

دارند امید نظر این هر دو ز دوست — تا دوست بسوی که نظر اندازد

فوقی یزدی

تا نیست نگردی رہ ہستت ندہند — وین مرتبہ با ہمت پستت ندہند

چوں شمع قرار سوختن تا ندہی — سر رشتۂ روشنی بدستت ندہند

منہی زواری

برخیز کہ ساقی و شرابست آمد — واندر شب تیرہ آفتابست آمد

تو کرم شب افروز طلب می کردی — خورشید بجانۂ خرابست آمد

زائر

از یار بہر طرف بہارے داریم — ما ہیچ نبودہ ایم و یارے داریم

پندار تو ما ہم دوئی کرد خراب — لیکے ما ئیم و کار و بارے داریم

صائب

صفای روی ترا از نقاب می بینم — به ماه می نگرم آفتاب می بینم

نژاد گوهر من از محیط یکسان ست — بیک نظر همه را چون حباب می بینم

میرزا جلال امیر

ای دل در ننگ عشقبازی تا کے — ای خو نشده لاف نونیازی تا کے

بودن هدف تیر ملامت تا چند — بیچاره بجنون خویش بازی تا کے

میرزا جلال امیر

میگریم و دیده غافل ست از رازم — می نالم و ناله نشنود آوازم

دیریست که زندانی دشت سفرم — عمریست که صید قفس پروازم

قاسم

هر چند که در ملک خدا مستانیم | تا ملک جهان را بجوی نستانیم
مرکب بسر کوی یقین می رانیم | اسرار ازل تا به ابد می دانیم

قاسم

سودای تو اندر دل دیوانهٔ ماست | هر جا که حدیث تست افسانهٔ ماست
بیگانه که از تو گفت آن خویش منست | خویشی که نه از تو گفت بیگانهٔ ماست

قاسم

دوشینه شبم دل حزینم بگرفت | اندیشهٔ یار نازنینم بگرفت
گفتم به سر و دیده او هم بدو داد | اشکم بدو دیده آمد و آستینم بگرفت

قاسم

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم
خاکی شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ ز کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

قاسم

ما ظل مغانہ دوش بیباک زدیم
عالی علمش بر سر افلاک زدیم
از بہر یکے مغبچہ می خوار
صد بار کلاہِ توبہ بر خاک زدیم

بخشی

بخشی از فراغ بیرون ست
غم دل جز چراغِ دل نبود
دل فارغ نشانِ بیکاری ست
عاشقاں را فراغ دل نبود

نخشبی

گر از خودیِ خویش برون آئی تو　　در پردهٔ توحید درون آئی تو
ور از روشِ چون و چرا برگذری　　از خود شده بی چرا و چون آئی تو

عمر خیام

خواهی ز فراق در فغان دار مرا　　خواهی ز وصال شادمان دار مرا
من با تو نگویم که چسان دار مرا　　ز انسان که دلِ تست چنان دار مرا

عمر خیام

این لعلِ گرانِ تو ز کانے دگرست　　وان دُرِّ یگانه را نشانی دگرست
اندیشهٔ این و آن خیالِ من و تست　　افسانهٔ عشق را زبانی دگرست

عمر خیام

با هر بد و نیک راز نتوان گفتن — دایم سخنی دراز نتوان گفتن

حالی دارم که شرح نتوانم داد — رازی دارم که باز نتوان گفتن

عمر خیام

ای وای بران دل که درو سوزی نیست — سودازدهٔ مهر دل افروزی نیست

روزیکه تو بی باده بسر خواهی برد — ضایع تر ازان روز ترا روزی نیست

عمر خیام

گویند بهشت حور عین خواهد بود — وانجا می ناب وانگبین خواهد بود

گر ما می و معشوق پرستیم رواست — چون عاقبت کار چنین خواهد بود

عمر خیام

گویند بحشر گفتگو خواہد بود   واں یار عزیز تند خو خواہد بود

از خیر محض جز نکوئی ناید   خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود

عمر خیام

اسرار ازل بادہ پرستاں دانند   قدرِ مے و جام تنگدستاں دانند

گر چشم تو حال من بداند چہ عجب   شک نیست کہ حالِ مستاں دانند

عمر خیام

خشت سر خم ز مملکت جم بہتر   بوی قدح از غذای مریم بہتر

آہِ سحرے ز سینۂ خماری   از نالۂ بوسعید و ادہم بہتر

عمر خیام

با یار چو آرمیده باشی همه عمر — خوابی باشد که دیده باشی همه عمر

هم آخر عمر رحلتت باید کرد — لذات جهان چشیده باشی همه عمر

عمر خیام

ای بر همه سروران عالم فیروز — دانی که چه وقت می بود روح افروز

یکشنبه و دوشنبه و سه‌شنبه و چهار — پنجشنبه و آدینه و شنبه شب و روز

عمر خیام

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم — وین یک دم نقد را غنیمت شمریم

بی بخشش نیست هر گناهی که مراست — پس ما غم آینده بهر چه بخوریم

عمر خیام

ہاں تا بخرابات خروشے نزنیم — برمیکدہ بگذریم و نوشے نزنیم
دستار و کتاب را فروشیم ہمے — بر مدرسہ بگذریم و جوشے نزنیم

عمر خیام

آں بہ کہ ز جام و بادہ دل شاد کنیم — وز آمدہ و گذشتہ کم یاد کنیم
ایں عاریتے روانِ زندانی را — یک لحظہ ز بندِ عقل آزاد کنیم

عمر خیام

مسکیں دلِ دردمند دیوانۂ من — ہشیار نشد ز عشق جانانۂ من
روزیکہ شرابِ عاشقی می دادند — در خونِ جگر زدند پیمانۂ من

عمر خیام

ای دیده بیا لقائے منظور ببین   آن جبهه و آن جمال و آن نور ببین
در وادی ایمن محبت بگذر   هم موسیٰ و هم درخت و هم طور ببین

عمر خیام

ای آنکه توئی حیات جان جانم   در وصف تو گرچه عاجز و حیرانم
بینائی چشم من توئی می بینم   دانائی عقل من توئی می دانم

محمود

گر عشق نبودے و غم عشق نبودی   چندین سخن خوب که گفتی که شنودی
در باد نبودی سر زلف که ربودی   رخسارۂ معشوق بعاشق که نمودی

ہلالی

ہر گہ کہ مئی عشق بجامش کردند   از دُردئی درد تلخکامش کردند

گویا ہمہ غمہائے جہاں در یکجا   جمع آمدہ بود عشق نامش کردند

راہب

راہب بمن آں ستیزہ خو یار نشد   وز نالۂ من دلش خبردار نشد

آمد بسر رحم پس از مردن من   تا دیدہ سخفت بخت بیدار نشد

ابو سلیک گرگانی

خون خود را گر بریزی بر زمیں   بہ کہ آب روی ریزی در کنار

بت پرستیدن بہ از مردم پرست   پند گیر و کار بند و گوش دار

فرخی

تا در طلب دوست همی بشتابم — عمرم بکران رسید و من در خوابم

گیرم که وصال دوست در خواهم یافت — این عمر گذشته را کجا دریابم

فرخی

هر کس که رخ تو دید حیران ماند — وز لعل لب تو لب بدندان ماند

آن کس که سر زلف پریشان تو دید — کافر باشم اگر مسلمان ماند

علاء الدین وجندی

ای آنکه بزلف شام و از رخ سحری — مانند سحر کنی مرا پرده دری

تو طعنه زنی به مفلسیها مرا — ما مفلس از آنیم که تو سیمبری

نساخ

ای نور مجسم چو رخت پر نورست — از جلوهٔ نور تو جهان معمورست
شد گرد رهت سرمهٔ چشم خورشید — هر سنگ رهت غیرت کوه طورست

نساخ

سودائی آن چشم سیه کیست که نیست — آشفتهٔ مژگان و نگه کیست که نیست
نساخ بزیر چرخ مانند کمان — دل چاک از ان ابروی چو مه کیست که نیست

نساخ

این قصهٔ درد و غم نمی باید گفت — این حالت پر الم نمی باید گفت
با غیر چه حاجت ست گفتن ز فراق — نساخ بیار هم نمی باید گفت

ناسخ

در سینہ من کینہ ندیدست کسے　　آئینہ نما سینہ ندیدست کسے

جز پرتو حسنش کہ بدل می بینم　　خورشید در آئینہ ندیدست کسے

اسکندر

ای دل ز شراب وصل بیہوش مشو　　وز بادۂ قرب مست و مدہوش مشو

ہر چند ز دوست بیشتر بینی ناز　　در عرض نیاز کوش و خاموش مشو

صدر

آں نیست رہ وصل کہ انگاشتہ ایم　　واں نیست جہان جاں کہ پنداشتہ ایم

آں چشمہ کہ خورد خضر ازو آب بقا　　در خانۂ ماست لیکن انباشتہ ایم

قاضی عبداللہ

در مملکتِ وجود فرمان از تست　　درمانِ دلِ بی سر و سامان از تست

ما را بدوائی دردِ دل کاری نیست　　دل از تو و درد از تو و درمان از تست

عزیز کاشی

ای دوست میانِ ما جدائی تا کی　　چون من توام این منی و مائی تا کی

با غیرتِ تو مجال غیرِ تو نماند　　پس در نظر این غیر نمائی تا کی

فائض

فائض سخنِ راست ز ما باور کن　　مژگان بندامت گناهی تر کن

پروانه شبی بخواب ما آمده گفت　　شب با فتیله مرده چراغی بر کن

متین اصفہانی

بگذار طلب بہ تخت شاہی بنشیں　　در سایۂ رحمتِ الٰہی بنشیں
خلوت بنود گوشہ نشینی تنہا　　بیخود شو و ہر کجا کہ خواہی بنشیں

نامی

در مذہب با لجملہ یکساں می باش　　در دائرۂ کفر با یماں می باش
این ست طریق عشق جانانۂ ما　　زنار بگردن و مسلماں می باش

شیخ نظام الدین گنجوی

گہ دیدہ بہ دیدنِ جمال تو خوش ست　　گاہی دل مسکین بخیالِ تو خوش ست
ہیچ از تو بجز فراقِ تو ناخوش نیست　　آں نیز بامیدِ وصالِ تو خوش ست

ملا حیاتی گیلانی

با آه خوشم که آشنای دلِ ماست | با ناله که آنهم ازبرای دل ماست
با گفت و شنید درد و غم نیز خوشم | کان کہنہ حدیث ماجرای دل ماست

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی

چوں یوسف باغ در چمن می آید | بوی ز زلیخا سوے من می آید
یعقوب دلم نعرہ زناں می گوید | فریاد کہ بوی پیرہن می آید

ابوالفوارس شاہ شجاع مظفری

جاں در طلب وصل تو شیدائی شد | دل در خم گیسوی تو سودائی شد
اندر طلب وصال تو گرد جہاں | بیچارہ دلم بگشت و ہرجائی شد

سلطان بایزید

از واقعهٔ ترا خبر خواهم کرد — وان را بدو حرف مختصر خواهم کرد

با عشق تو در خاک فرو خواهم شد — با شوق تو سر ز خاک بر خواهم کرد

عبدالرحیم خانخانان

دل چیست که در سر وفایت نشود — جان کیست که کشتهٔ جفایت نشود

بیگانه هم آن کس که بشارت ببرد — بیزارم از آن جان که فدایت نشود

عبدالرحیم خانخانان

میرفت و ز دیده اشکباران میکرد — گریان گریان وداع یاران میکرد

آنجا ز وصال مرده را جان میداد — اینجا ز فراق زنده بیجان میکرد

علی قلی خان واله

چشمان تو ترک می پرستی نکنند — اندیشه ز خون ریزی و مستی نکنند
کوتاه ہے زلف از خدا خواستہ — تا اہل ہوس دراز دستی نکنند

علی قلی خان واله

چشمت بفسون شکارها خواهد کرد — بسمل بیکی ہزارها خواهد کرد
ابروی تو خون عالمی خواهد ریخت — این تیغ برہنہ کارها خواهد کرد

بیرم خان خانخاناں

تاکی صنما یار تو اغیار شود — دربند جدائی چو من زار شود
ہرکس کہ مرا از تو جدا می خواہد — یارب بہ بلائی بد گرفتار شود

قزلباش خاں مرحوم

در محفل ناز یار ها منتظر اند   در باغ گل و هزار ها منتظر اند

ای در دیدار دست از پای امید   در کوچهٔ یار خار ها منتظر اند

فریدالدین احوال سفرائی

دل را به کرشمهٔ چشم او بنده کند   جان را لب او عاشق یک خنده کند

این طرفه که هر کرا کشد از غمزه   بازش بیکی بوسه ز لب زنده کند

ملا حسین نوی

در صفحهٔ دهر آیت عشق نماند   در هیچ زبان شکایت عشق نماند

تا گرم کند فسرده را بدمے   یک سوخته در ولایت عشق نماند

ملا حسین یزدی

آنرا بکمال سرفرازی دادند　　وین بوالهوسان را بازی دادند
مارا که بدریوزهٔ دیدار شدیم　　عاشق کردند و بے نیازی دادند

محمد قلی سلیم

صبح ست و نوای بلبلے می آید　　زان طرهٔ نسیم سنبلے می آید
همچو مژه در دیدهٔ ما جا دارد　　خاری که ازو بوی گلی می آید

مولانا ناتوانی

زاهد ز غم زمانه محزون و فگار　　ما از غم یار این چنین زار و نزار
شک نیست که هر دو را کشد آخر کار　　او را غم روزگار و ما را غم یار

ملا ملک قمی

مائیم و دلی و سوز آں مایۂ ناز — چشمی گریاں و شعلۂ آہ و نیاز

یک قطرۂ خون و اینہمہ درد و — مشتے خاشاک و ایں ہمہ سوز و گداز

کمال الدین اسمعیل

گر جاں خواہد ز من ہمہ جاں و تنش — ور عمر گرامی طلبد آں و منش

چیزیکہ جہاں ز من نخواہد ستدن — آں بہ کہ بدست خوبان دہمش

مجذوب

روزیکہ رسد پرسش ایں دل ریش — جانی کہ تو دادہ کنم تحفۂ خویش

شاہے کہ بکلبۂ گدائے گذرد — از مال خودش ما حضر آرند بپیش

عطار

گر قلب نبرد بایدت اینک دل — در عاشق فرد بایدت اینک دل
گر کعبهٔ شوق بایدت اینک جان — در قبلهٔ درد بایدت اینک دل

عطار

جانان نظری بر دل درویشم کن — یا چارهٔ جان چارهٔ اندیشم کن
این میدانم که خاک می باید شد — گر خاک کنی خاکِ رهِ خویشم کن

شیخ مغربی

ای مهر رخ تو مهر گنجینهٔ دل — گنجی ست نهان عشق تو در سینهٔ دل
جز عشق تو نیست یار دیرینهٔ جان — جز درد تو نیست یار دیرینهٔ دل

حکیم سنائی

دل سوخته جمال او می بینم — جان شیفته وصال او می بینم

چندان که درین اره بر می گردم — نقصان خود و کمال او می بینم

شیخ سعدی شیرازی

آن دوست که دیدنش بیارآید چشم — بے دیدنش از گریه نیاساید چشم

مارا ز برائے دیدنش باید چشم — ور دوست نه بینیم بچه کار آید چشم

شیخ سعدی شیرازی

کردیم لبے جام لبالب خالی — تا بو که نهیم لب بر آن لب خالی

ترسیده از آنیم که ناگاه ز جان — بی وصل لبت کنیم قالب خالی

جمال الدین عبد الرزاق

بی دیدن دوست دیدگان را چه کنم — چون نیست امید وصل جان را چه کنم

جانم ز برای وصل او می بایست — بی جانِ جهان جانِ جهان را چه کنم

لطف علی بیگ سامی چرکس

گه بیخود و گه خراب گه مست دلم — گه بیهده گرد و گاه پابست دلم

آن روز که هر کس ز کسی داد زند — فریاد زنم که داد از دست دلم

عین القضاة همدانی

از دامن دوست دست کوتاه مکن — در تیر زند بر جگرت آه مکن

یک لحظه ز یاد دوست غافل منشین — او خواه ز تو یاد کند خواه مکن

امیر خسرو دہلوی

از عشق کہ کرد اے دل ابلہ توبہ ۔ تا من کنم از جمال آں مہ توبہ
شب تیرہ دمی روشن و مخلص حاصل ۔ او حاضر و من عاشق و آنگہ توبہ

شیخ عماد الدین فضل اللہ

در حضرت دوست تحفۂ جاں نبری ۔ در دست چو دہند نام درماں نبری
بیداد زدرد دوست نالاں گشتی ۔ خاموش کہ عرض دردمنداں نبری

میر شوقی یزدی

شوقی غم عشق دلستانی دارے ۔ گر پیر شدی غم جوانی داری
شمشیر کشیدہ قصد جانہا دارد ۔ خود را برساں تو نیز جانی داری

حاجی محمد جان قدسی

خوشنود بمژدهٔ وصالم کردی   ناآمده مشتاق جمالم کردی
وصلِ چو توی مرا نیاید باور   دیوانهٔ سودای خیالم کردی

مولانا ایزدی یزدی

ای ساقی بادهٔ محبت جامے   وی قاصد غمزهٔ نهان پیغامے
تا کی هدف تیر تغافل باشم   قهری لطفی تبسمی دشنامے

طالب آملی

برق نفسم خرمن افلاک بسوخت   اشکم دامان لاله در خاک بسوخت
هر ذره دلم آه که گر می آن   کیفیت باده در رگ تاک بسوخت

طالب آملی

در سینه نفس یوسف زندان غمست | در دیده نگاه پیر کنعان غمست

اینک چو لاله در بیابان الم | هر پارهٔ دل بر سر پیکان غمست

طالب آملی

شبها که به بزم دوست پیمانه کشم | در روزن سینه آه مستانه کشم

تا شمع زنش بخیزد از سینه بهم | خاکستر دل بچشم پروانه کشم

طالب آملی

در وادی عشق مست و مجنون بشر | هر گام بصد دجله و جیحون میرو

این بادیه را نشان پائے بود | منزل منزل بر اثر خون میرو

طالب آملی

عاشق لب دل بعیش خندان نکند　سوز دو ز ملال و یاد نسیان نکند
صد گلشن اگر بہ تحفہ آرند برش　غیر از گل اشک خود بداماں نکند

طالب آملی

آنم کہ زیاں گر طلبم سود شود　بر شعلہ اگر روئے نہم دود شود
گر مرہم داغ خود بہ دریا فگنم　ماہے بتہ آب نمک سود شود

طالب آملی

در گریہ نمک سود کنم پارۂ دل　الماس برون و ہم ز فوارۂ دل
زاں گونہ سیہ دلم کہ گر کار افتد　در دیدہ کشم سرمۂ نظارۂ دل

گرامی پنجابی

ما زمرغ مست صفیر گلشن لاہوتیم
افتادہ بدام فتنۂ ناسوتیم

نے عقل نہ عشق نے تصرف نہ اثر
پیچیدہ بجوئیش مردہ در تابوتیم

آزاد بلگرامی

اے گل ہر چند خالی از رنگ نۂ
آخر تو ہماں غنچۂ دلتنگ نۂ

اے شیشہ مزن لاف نزاکت امروز
انصاف کن آخر تو ہماں سنگ نۂ

آزاد بلگرامی

عشق است کہ ہموارہ نمایاں ماند
با وصف ہزار جامہ عریاں ماند

پوشیدن عشق نیست در دل ممکن
بر تخت جلوس شاہ پنہاں ماند

درد

هر چند نشد دل ز حقیقت آگاه پای طلبش هست همان بر سر راه
یارب تو ز خود نشان دهی یا ندهی مائیم و همین نام تو الله الله

درد

کیفیت چشم تو بخاطر جا کرد مستغنیم از کشمکش صهبا کرد
بر دل چو نظر فتاد از خود رفتم این شیشه مگر نشاء پیدا کرد

درد

ای درد چگویم ار چه گویم با تو خود بیخبرم خبر چگویم با تو
او باطن محض گشته از فرط حضور ظاهر تر ازین دگر چگویم با تو

درد

آن جلوه که از طاق شعورم افگند　　بر خرمن هوش برق طورم افگند

تا پردهٔ راز اقربیت نه درد　　نزدیک شد آنقدر که دورم افگند

درد

درد آنکه از گرمی صد محفل بود　　روزی دو سه زین پیش درین منزل بود

رو بر سر تربتش بجانِ آگاه　　کین مشت غبار در زمانی دل بود

درد

آن جلوه بدیده یار خواهد گردید　　رازش همه آشکار خواهد گردید

ما آئینه‌ایم و خودپرست نگاه　　ناچار بما دوچار خواهد گردید

درد

جاہل طبیعیم گرچہ باعرفانیم طفلیم ہنوز گو مطوّل خوانیم
حرفی از ما دگر نباید پرسید ما میدانیم انچہ ما می دانیم

درد

امروز کہ واکرد زرخ یار نقاب در پردهٔ بے پردگی آمد بحجاب
از ہجر و وصال او چگویم کہ مرا دریا دشت و دشت خالی چو حباب

درد

گرم سفرم ز منزلی می گویم افسانهٔ شوق مجملی می گویم
این قافلہ مستِ می بیدی من بانگ جرسم درد دلی می گویم

درد

فریاد کہ حسن بی حجاب او را
در پردہ نہفت پردۂ کوری ما

صد جلوہ نمود یار و ما بیخبران
افسوس نداشتیم چشم بینا

درد

ای آنکہ ہمیشہ در خیال اوئی
یا طالب دولت وصال اوئی

از خود طلب آن ہمہ کمال او را
چون آئینہ مظہر جمال اوئی

درد

ہر چند کہ صافیم کدورت اثریم
محویم ولی ہمان پریشان نظریم

یعنی کہ بغفلت کدۂ خلق امی درد
چون آئینہ چشم از و با خبریم

درد

گہ رنگ طرب بخاطر آمیختہ ست　　گہ گرد ملال سر بسر بیختہ ست

حیرت زدۂ طلسم ہستی شدہ ایم　　کایں بحر چہ موجہا برانگیختہ ست

درد

در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی　　آئین رضا و صبر برہم نہ زنی

روشن ز تو بزم بندگی چون شمع است　　ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی

درد

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن　　دکان ہوس ز خجل بر خود چیدن

تا چشم کشادہ است چون آئینہ ات　　در پیش آید ہر آنچہ باید دیدن

درد

آن دم که گشاید در بخشش غفار — آید همه اسرار نهان در اظهار

از راه معیتی که دارد با ما — ما راز جمال اوست چشم دیدار

درد

شو عاشق و در خود طلبی پیدا کن — یعنی پی وصلش سببی پیدا کن

خورشید ندارد ز کسی جلوه دریغ — ای ذره برو تاب و تبی پیدا کن

درد

در عشق نه مرد خود پرستی باید — وارسته ز خویش دل بدستی باید

ای آنکه بری ز باده دعوی چو حباب — البته ترا بخود شکستی باید

درد

اکنون من و این گوشهٔ زندان جنون　　آباد کنم خانهٔ ویران جنون

سودای کسی نبود زین پیش مرا　　شد زلف توام سلسله جنبان جنون

درد

گر داعیهٔ محیط دارد سیلت　　خار و خس این دشت نگیرد ذیلت

چون قبله‌نما اگرچه گردانندت　　باید که بسوی یار باشد میلت

درد

ای درد اگر ز اهل فرصت خبرست　　دریاب که تفصیل باجمال درست

در آدم بود نهان باشش پیدا　　در تخم چنانکه برگ و بر مضمرست

درد

از شغل بمیدان جنون باید تاخت — وز عرصهٔ وهم خود برون باید تاخت
عمریست که از خویش جدا میتازم — هر چند ندانم اینکه چون باید تاخت

درد

ای درد دنیائی تو صبوری از وی — بعد است بقرب هم ضروری از وی
دنیا چه عقبی چه وصل و هجران است — انجا هم اگر توئی تو دوری از وی

درد

از بس ز جدائی کسان سوخته‌ام — خون خوردن ز حسرتها اندوخته‌ام
یاد ایام فرصت نظرست — چون سوزن چشم بر قفا دوخته‌ام

درد

اسرار نہاں کہ در بیاں می آرم   شمعی ست کہ در بزم جہاں می آرم

ای درد چو شعلہ جملہ نوری باشد   من سوز دلے کہ بر زباں می آرم

درد

عشق ست کہ دارد ہمہ جا دست رسی   گر دست گذر با آسماں نیز بسے

ایں شکل ہلال نیست پیدا بر چرخ   ناخن بدل سپہر زد حسن کسے

مومن دہلوی

عشقی خواہم کہ جاودانی باشد   یاسے خواہم کہ کامرانی باشد

عمری خواہم کہ بدتر از مرگ بود   مرگی خواہم کہ زندگانی باشد

مومن دهلوی

یا رب نظری بچشم خونبارم کن — رحمی بدل سوخته زارم کن

گر در خور آتشم بدوزخ مسپار — یک شعله ز برق طور در کارم کن

مومن دهلوی

امروز که از خاک سری برزده‌ام — لرزان لرزان قدم بمحشر زده‌ام

بر سر زده‌ام ز دو افلاک پای — دستی که بدامان پیمبر زده‌ام

مولوی ابو یوسف علی

دادیم سری بتیغ عشقت سپرده دل — ما شاکر شد و سعادت از خوش حاصل

اظهار بود قائل و اشتغال ملک — گردیم شکل و گره کرده‌ایم مشکل

کوکب کشمیری

ما را نبود دلی که کار آید ازو　　جز ناله که در دمی هزار آید ازو

چندان گریم که کوچه ها گل گردد　　نی ردید و نالها که زار آید ازو

نامی بھکری

در عشق خدا مشق جنون باید کرد　　جان را بطریق رہنمون باید کرد

چون شیشه تمام پر ز خون باید شد　　وانگه ز ره دیده برون باید کرد

باقر لکھنوی

بیماریم آه بی شفا افتاده است　　درد من بین نارسے دوا افتاده است

بگذشته ز من مرا گذارید ببین　　کاین خسته با خدا افتاده است

ثاقب کاکوروی

من در طلبش بہر دری پیوستم
از دست کسی نداد مطلب دستم
یک جذبہ ز دوست کار من کرد تمام
المنة للہ کہ ز منت رستم

ثنائی کشمیری

زان حسن بنام شور و غوغا شدنی ست
زان زلف دراز فتنہ برپا شدنی ست
از قامت او قیامتے در عالم
امروز اگر نہ گشت فردا شدنی ست

حافظ جالندھری

جانان دم نزع دیدنی ہست بیا
احوال دلم شنیدنی ہست بیا
ای دادہ رخ تو آب و رنگے گل را
رنگ رخ ما پریدنی ہست بیا

عیشی لکھنوی

عیشی شکیب این ہمہ بیتابی چیست   بگریستی آنچناں کہ دشمن بگریست

گویند کہ بعد مرگ امید وصل ست   چندے بامید مرگ ہم باید زیست

ہاشم کشمیری

مائیم کہ در شعلہ نشیمن کردیم   آتشکدہ را خیال گلشن کردیم

بردیم خیال دوست ہمراہ بخاک   شمعی بمزار خویش روشن کردیم

واقف دہلوی

تا ہست ز دل اثر تمنا ہم ہست   تا ہست نظر ذوق تماشا ہم ہست

ناصح این پند و بند سودی نکند   بگذار کہ تا سرست سودا ہم ہست

واقف دہلوی

دریاب که موسم جوانی بگذشت　　بشتاب که وقت کامرانی بگذشت

ای شوخ بیا بگذر ازیں جور و جفا　　زاں پیش که بشنوی فلانی بگذشت

ڈاکٹر سر محمد اقبال

دلا نارائی پروانه تا کے　　نگیری شیوۀ مردانه تا کے

یکے خود را بسوز خویشتن سوز　　طوافِ آتشِ بیگانه تا کے

ڈاکٹر سر محمد اقبال

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے　　تنے محکم تر از سنگیں حصارے

درونِ او دلِ درد آشنائے　　چو جوئے در کنارِ کوہسارے

ڈاکٹر سر محمد اقبال

شنیدم در عدم پروانہ می گفت — دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشاں کن سحر خاکسترم را — و لیکن سوز و ساز یک شبم بخش

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سحر در شاخسار بوستانے — چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے
بر آور ہر چہ اندر سینہ داری — سرودے، نالۂ، آہے، فغانے

ڈاکٹر سر محمد اقبال

چو ذوق نغمہ ام در جلوت آرد — قیامت انگنم در محفل خویش
چو می خواہم دمے خلوت بگیرم — جہاں را گم کنم اندر دل خویش

ڈاکٹر سر محمد اقبال

چہ می پرسی میانِ سینہ دل چیست   خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد
دل از ذوقِ تپش دل بود لیکن   چو یک دم از تپش افتاد گل شد

ڈاکٹر سر محمد اقبال

خرد گفت - او بچشم اندر نگنجد   نگاہِ شوق در امید و بیم است
نمی گردد کہن افسانۂ طور   کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

ڈاکٹر سر محمد اقبال

کنشت و مسجد و بت خانہ و دیر   جز ایں مشتِ گلے پیدا نکردی
ز حکم غیر نتواں جز بدل رست   تو اے غافل دلے پیدا نکردی

ڈاکٹر سر محمد اقبال

گدائے جلوہ رفتی بر سرِ طور — کہ جانِ تو ز خود نامحرمے ہست
قدم در جستجوئے آدمے زن — خدا ہم در تلاشِ آدمے ہست

ڈاکٹر سر محمد اقبال

ز رازی معنیٔ قرآں چہ پرسی — ضمیرِ ما بآیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد، دل بسوزد — ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیل است

ڈاکٹر سر محمد اقبال

من از بود و نبودِ خود خموشم — اگر گویم کہ ہستم خود پرستم
ولیکن ایں نوائے سادہ کیست؟ — کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

ڈاکٹر سر محمد اقبال

تو اے شیخ حرم شاید ندانی — جہان عشق را ہم محشرے ہست

گناہ و نامہ و میزان ندارد — نہ او را مسلمے نے کافرے ہست

ڈاکٹر سر محمد اقبال

کرا جوئی چرا در پیچ و تابی — کہ او پیداست تو زیر نقابی

تلاش او کنی جز خود نہ بینی — تلاش خود کنی جز او نیابی

ڈاکٹر سر محمد اقبال

چہ پرسی از کجایم چیستم من — بخود پیچیدہ ام تا زیستم من

دریں دریا چو موج بیقرارم — اگر بر خود نہ پیچم نیستم من

ڈاکٹر سر محمد اقبال

بیا اے عشق اے رمز دل ما   بیا اے کشت ما اے حاصل ما

کہن گشتند ایں خاکی نہاداں   دگر آدم بنا کن از گل ما

سخن و خاموشی

بهائی آملی

آنکس که بدم گفت بدی سیرت اوست   وانکس که مرا گفت نکو خود نیکوست

حال متکلم از کلامش پیداست   از کوزه همان برون تراود که دراوست

خواجہ عبداللہ انصاری

اندر رہ دین تصرف آغاز مکن   چشم بد خود بہ عیب کس باز مکن

سِرّ دل ہر بندہ خدا می داند   خود را تو درین میانہ انباز مکن

رضی ارتیمانی

از دوری راه تا بکے آه کنی — از رهرو رهزن طلب راه کنی

یارب چه شود که بر سر هستی خویش — یک گام نهی و قصه کوتاه کنی

شیخ سعدی

آنکس که خطای خویش بیند که رواست — تقریر مکن صواب نزدش که خطاست

آن زشت نمایدش که در طینت اوست — آئینهٔ کج جمال ننماید راست

بابا افضل کوہی

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوی — چیزی که نپرسند تو خود پیش مگوی

گوش تو دو دادند و زبان تو یکی — یعنی که دو بشنو و یکی بیش مگوی

بابا افضل کوہی

آنانکه مقیم حضرت جانان اند — یادش چو کنند بر زبان کم رانند

وانانکه مثال نای یا انبانند — دور اند از وازان به بانگش خوانند

بابا افضل کوہی

با دل گفتم که ای دل بیہودہ مجو — معروف سخن باش و سخن کمتر گوی

گفتا که ترا آب بباید در جو — با دوست نشین و نیکی دشمن گوی

عین القضاۃ ہمدانی

بیہودہ است آنچه بگفته‌ایم — افکندنی است آنچه بنوشته‌ایم

سودا بوده است آنچه بیندیشیده‌ایم — سودا که به هرزه عمر بگذاشته‌ایم

سحابی استرآبادی

آنرا که شراب معرفت نوش کنند ‌ ‌ ‌ از هرچه بجز اوست فراموش کنند
آنرا که زبان دهند دیده ندهند ‌ ‌ ‌ وانرا که دهند دیده خاموش کنند

سحابی استرآبادی

عاقل که سلامت است خوش جان و نفس ‌ ‌ ‌ از هیچ سخن رنجه شدن نیست نفش
گر دانا گفت آن سخن پندی بود ‌ ‌ ‌ ور نادان گفت خود چه باشد سخنش

سحابی استرآبادی

هزل است و فسانه ترا قدر شکن ‌ ‌ ‌ جز آنکه ضرورت است آنرا گفتن
در خلق نفاق و شین و غوغا و فتن ‌ ‌ ‌ زآنست که از اندازه برون رفت سخن

سحابی استرآبادی

یک کس که از و بوی وجود آید نیست   یک حرف که از روی شهود آید نیست

هر چند در اوضاع جهان می‌نگرم   چیزی که بآن دلم فرود آید نیست

خاکی شیرازی

چندی پی علم و مذهب و کیش شدم   یک چند دگر طالب درویش شدم

دیدم که دل است مبدء هر فیضی   بیگانه شدم و طالب دل خویش شدم

احمد هاتف اصفهانی

بس مرد که لاف میزد از مردی خویش   دیده زنی دیدم از او مردی بیش

ابنای زمانه دیدم اغلب هاتف   مردند ولی بالب با ساغر خویش

فیاضی لاہیجی

اسرار نہاں فاش نباید گفتن — جز حیرت سامع نفزاید گفتن

ہر چند کہ آئینہ جدا نیست ز عکس — لیک آئینہ را عکس نشاید گفتن

حکیم سنائی

از خلق ز راہ تیز ہوشی نرہی — وز خود ز رہ سخن فروشی نرہی

زین ہر دو بدین دو گر بکوشی برہی — از خلق و ز خود جز بخموشی نرہی

حکیم سنائی

در صورت ہر بت چرائی مدہوش — در حسرت ہر بت چرائی بخروش

این ہر دو یکی کن و بخور ہمچون نیش — پس لب بہ کلوخ مال و بنشین خاموش

میرزا مهدی عالی

شاد از سخن آدمی و غمناک شود | پیدا ز سخن جوهر ادراک شود
کافر که نمی شود بصد دریا پاک | بیحرف و سخن به یک سخن پاک شود

قتالی خوارزمی

از دفتر عشق را میخوان و مگوی | مرکب پی این طائفه میران و مگوی
خواهی که دل و دین بسلامت ببری | می بین و مکن ظاهر و میدان و مگوی

محمد صوفی

صوفی با زاهدی تنگ حوصله است | از صحبت ما دور بصد مرحله است
معنی بلند گوش او نشنیده است | با آنکه دراز گوش این قافله است

رفیع واعظ

کم گو کہ سخن بود چو دُرِّ مکنوں　　گردد ز کمی قیمت این دُر افزوں
تنگی ز دہن ازآں پسندیدہ بود　　تا حرف ازآں شمردہ آید بیروں

مومن یزدی

مومن بہ بدی نیست کسے مانندت　　ویں طرفہ کہ خلق نیک می خوانندت
یکچند چناں بدی کہ خود میدانی　　یکچند چناں باش کہ میدانندت

امیر خسرو

خواہی ز وصال شادماں دار مرا　　خواہی ز فراق درفغاں دار مرا
من ہیچ نگویم کہ چناں دار مرا　　زانساں کہ تو خواہی آنچناں دار مرا

خواجه افضل الدین محمد ترکه

سلطانی و گیر و دارِ عالم سهل است — وین گنبدِ زرنگارِ عالم سهل است

زنهار که فکرِ کارِ عالم نکنی — عالم سهل است و کارِ عالم سهل است

ظهیر فاریابی

دی شب خردم نصیحتی پنهان گفت — در گوشِ دلم گفت و دلم با جان گفت

با کس غمِ دل مگوی زیرا که نماند — یک دوست که با او غمِ دل نتوان گفت

علی حزین

در گلشنِ دهر محرمِ رازی نبود — در بزمِ زمانه نغمه پردازی نبود

تنها نتوان زمزمه پردازی کرد — بستیم زبان کسی هم آوازی نبود

مرزا جلال الدین حسین صلائی شہرستانی

ای بخت اگر مرا گل از عید دہد　　یک صبح وصال از شب امید دہد
گیرم ز رخش ذخیرۂ گرد پس مرگ　　تا حشر بخاکم ہمہ خورشید دہد

مؤتمن الدولہ اسحق خان

ای دل ہشدار تا شرابت نبرد　　ای دیدہ نگہدار کہ آبت نبرد
آن بندہ نواز وعدہ دارد امشب　　ای بخت خدا کند کہ خوابت نبرد

حکیم رکنائی کاشی مسیح

مردم کہ ز یکدگر جگر ریش تر اند　　جمعے بسر جنازۂ بیشتر اند
در غربت مرگ بیم تنہائی نیست　　یاران عزیز آن طرف بیشتر اند

حکیم رکنائی کاشی مسیح

این زمرهٔ ناخلف که از بوالبشرند — بیگانه چرا به یکدگر می نگرند

گر آدمیان تمام از یک پدرند — پس بهر چه این قدر ز خود بیخبرند

امیر محمد یوسف نثاری هراتی

ای دل حشم و حشمت سلطان گذرد — روز و شب درویش پریشان گذرد

می نوش غمین مشو که هر کار که هست — آسان گیری بخویش آسان گذرد

شیخ نظام الدین گنجوی

رفتم بسر گور شهنشاه یمن — شه دست برون کرد و بمن داد کفن

گفتا که ازین سخاوتم عیب مکن — کز دار فنا همین رسیدست بمن

حاجی محمد جان قدسی

آزردہ دلم ز صحبتِ خلق بسے　　جز تنہائی دلم ندارد ہوسے

ہمراہ نفسان یک نفسم بگذارید　　شاید کہ بکام دل برآرم نفسے

درد

گہ نالۂ دل مرا صدای چنگ ست　　گاہی دلم از نوای نی دلتنگ ست

از نغمۂ شکر و شکوہ ام نیست گریز　　تا تارِ نفس ہست ہمین آہنگ ست

درد

ربطی بتو ہر گدا و شاہے دارد　　گر حالِ خوشی و گر تباہی دارد

یعنی کہ بسانِ دانہای تسبیح　　ہر دل در خود بتو رہے دارد

درد

ای کردہ خراب عمر در چون و چرا   عارف نہ شدی اگرچہ گشتی مُلّا

از ما بجز اقبال نہ بینی گاہے   ہر چند کہ ایراد نمائی بر ما

درد

رندان ہمہ عمر مستی آمادہ کنند   تا پرورشِ خاطرِ آزادہ کنند

خالی ز خیالاتِ دو عالم باشند   پیمانۂ زندگی پُر از بادہ کنند

آزوال و ترکِ ہوس

مولانا جلال الدین رومی

یک دم غمِ جان بخور غمِ نان تا کے — در پرورشِ این تنِ نادان تا کے

اندر رہِ طبلِ شکم و نائے گلو — این رقصِ رنج بضربِ دندان تا کے

مولانا جلال الدین رومی

ما را سگِ نفس از پئے حرص و ہوس — ہر لحظہ دواند بدینا کس و کس

سگ را برسن کنند از بدنفسی — در گردن ما کردہ سگِ نفس مرس

مولانا جلال الدین رومی

غمہای زمانہ را چو پایانی نیست
احوال جہان اسر و سامانی نیست

چندین غم بیہودہ بخود در راہ مدہ
کین مایۂ عمر نیز چندانی نیست

مولانا جلال الدین رومی

خواہی کہ درین زمانہ فردی گردی
یا در رہ دین صاحب دردی گردی

این را بجز از صحبت مردان مطلب
مردی گردی چو گرد مردی گردی

فیاض لاہجی

ہر دل کہ ہوائے عالم راز کند
باید گرہ علاقہ را باز کند

دام است تعلقات دنیاوی
در دام چگونہ مرغ پرواز کند

فیاض لاهیجی

دنیا چاهیست نزد دانا بی‌ته — طول امل است ریسمان این چه
هر چند بود جامۀ عمر تو دراز — بر قامت طول امل آید کوته

نصرت

افسوس! که آنچه برده‌ام باختنیست — بشناخته‌ها تمام نشناختنیست
انداخته‌ام هر آنچه باید برداشت — برداشته‌ام هر آنچه انداختنیست

میرزا خلیل

زر دوست درین زمانۀ پرآشوب — باشند ز غم حادثه دایم منکوب
نزدیک بمرگ حرص پیران — افزون گردد چو سایۀ وقت غروب

حسن دهلوی

دایم دل خود به مصیبت شاد کنی چون غم رسدت خدای ایاد کنی
دنیا ز تو رفته و ترا دعوی ترک گنجشک پریده را چه آزاد کنی

حکیم سنائی

رو گرد سراپرده اسرار مگرد شوخی چه کنی چو نیستی مرد نبرد
رندی باید ز هر دو عالم شده فرد تا می نخورد به جای آب [illegible]

مولوی رومی

گر بسته زلف تو چو زنجیر شدم گر از مژه‌ات نشانه تیر شدم
آزادی هر دو کون می‌خواستم در بند گه قفس و هوا پیر شدم

مومن یزدی

از رہ مروی بہ جعد گیسو از زن   مار سیاہ است ہر سر مو از زن

از پہلوی مرد زن برون آوردند   یعنی کہ تہی باست پہلو از زن

مومن یزدی

با آنکہ یکے گام بہ منزل دارم   صد تخم ہوس ہنوز در گل دارم

در خاک نہ دانم کہ چساں می گنجم   با این ہمہ آرزو کہ در دل دارم

ابراہیم اردوبادی

ہر زندہ دلیکہ او ز اہل دردست   دانستہ ز اسباب تعلق فرداست

ہر پیرزنی مرگ طبیعی دارد   ہر مرد کہ باختیار میرد مردست

بابا افضل کوہی

باداده قناعت کن و باداد بزی — در بند تکلف مرو آزاد بزی

در به ز خودی نظر مکن غصه مخور — در کم ز خودی نظر کن و شاد بزی

بابا افضل کوہی

رو دیده بدوز تا دلت دیده شود — زان دیده جهانی دگرت دیده شود

گر تو ز سر پسند خود برخیزی — احوال تو سر بسر پسندیده شود

شیخ عطار

خود را چو ز خواب خود نبیداری باز — پس چه تو چه شود در پردهٔ راز

آخر ز وجود خویشتن شرمت نیست — معشوق تو بیدار و تو خوش خفته باز

شیخ عطار

نہ در رہِ اقرار قرارے داری نہ در صفِ انکار کنارے داری

می پنداری کہ کارِ تو سرسری است کوتہ نظرا دراز کارے داری

میر محمد باقر اشراق

اشراق غمیں دل از بتاں شاد مکن بت خانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن

ایں دیر فنا را سرِ آبادی نیست اندر رہِ سیل خانہ بنیاد مکن

جامی

یارب از دو کون بے نیازم گرداں وز افسرِ فقر سرفرازم گرداں

در راہِ طلب محرمِ رازم گرداں زاں رہ کہ نہ سوئے تست بازم گرداں

جامی

در راہ اگر تو خود فروشی ہیچے — در طاعت و بندگی نکوشی ہیچے
تا کبر و حسد ز سینہ بیرون نکنی — گر خرقۂ بایزید پوشی ہیچے

رفیع واعظ

اے آنکہ تمام آرزو و ہوسی — طفلی مستی مخبطی خود چہ کسی
گفتی کہ بہ پیری چو رسم توبہ کنم — ترسم کہ جوان روی بہ پیری نرسی

رفیع واعظ

با خشم و شرہ ہمال تا کی باشی — انباز سگ و شغال تا کی باشی
با نفس چو مسکینی درین تن ای جان — با خرس درین جوال تا کی باشی

ملا مظفر حسین

از حیلهٔ نفس اگر رہی استادی / ور کوه ہوای خود کنی فرہادی
آزاد نہ بہ جستن ای مرغ از دام / از دانہ اگر می گذری آزادی

خواجہ علی نعیم

در خاطر من اعجیب ہیچ جانیست / زانست کہ از ہیچ کسم پروانیست
از منت کائنات فارغ شده ام / بالاتر ازین بهشت در دنیا نیست

اوحد کرمانی

اوحد! دیدی کہ ہر چہ دیدی ہیچ است / ہر چیز کہ گفتی و شنیدی ہیچ است
سرتاسر آفاق دویدی ہیچ است / این ہم کہ بگوشہ خزیدی ہیچ است

وحشت بختیاری

بانفس جہاد کن شجاعت این است　　بر خویش امیر شو امارت این است
انگشت بہ حرفِ عیبِ مردم مگذار　　مفتاح خزاینِ سعادت این است

بہائی آملی

ہر تازہ گلے کہ زیب این گلزار است　　گر بینی گل و گر بچینی خار است
از دور نظارہ کن مرو پیش کہ شمع　　ہر چند کہ نور می نماید نار است

بہائی آملی

ای غم کہ حجاب صبر بشگافتہ　　بینائی ز دیدہ گہر تافتہ
شب تیرہ و باد و در کس مونس نیست　　ای ہجر بکش کہ نیکم یافتہ

نطقی نیشاپوری

آنہا کہ مجرد اند از دنیائے   در عالم دل کنند ملک آرائی
عریان بدنان را بہ حقارت منگر   در برہنگی ست تیغ را گیرائی

ابو سعید مہنہ

آتش بہ دو دست خویش در خرمن خویش   خود برزده ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمن من نیست منم دشمن خویش   ای وای من و دست من و دامن خویش

ابو سعید مہنہ

ما با می و مستی سر تقوی داریم   دنیا طلبیم و میل عقبی داریم
کے دنیا و دین ہر دو بہم آید راست   این است کہ ما نہ دین نہ دنیا داریم

عبداللہ انصاری

گر از پے شہوت و ہوا خواہی رفت — از من خبرت کہ بینوا خواہی رفت
بنگر چہ کسی و از کجا آمدۂ — می داں کہ چہ می کنی کجا خواہی رفت

سحابی استرآبادی

تا بندِ طلسم آسمانی و زمیں — بر گنجِ وجود کے توانی شد امیں
گفتی کہ ز ہر دو کون نومید شدم — خاموش کہ امید ہمیں است ہمیں

سحابی استرآبادی

گر مرد ضمیر و عاقبت بیں می بود — قوتِ دنیاش قوتِ دیں می بود
طفلی میکرد گریہ گاہی پے کام — بالغ شد و گفت آہ اگر ایں می بود

سحابی استرآبادی

هر چند که هست دولت از نعمت و بخت   باریست گران چو شد برون از حد سخت

بسیاری مال و جاهِ مرد آفتِ اوست   انبوهی میوه بشکند شاخ درخت

سحابی استرآبادی

در دور فلک که بُردن باختن است   هر اوج پی حضیض در تاختن است

غافل باشد که رفعتِ خود داند   برداشتنی که بهر انداختن است

سحابی استرآبادی

این فرقه که محو کردگارند همه   بر عرش بلوغ جای دارند همه

وین خلق که با هستی خود مغرورند   چون طفل بر اسپ نی سوارند همه

سحابی استرآبادی

زین مردم صد رنگ سیه پوشی به — زین خلق فرومایه فراموشی به
از صحبت ناتمام بے حاصل شان — تنہائی و گوشہ و خاموشی به

نجم الدین رازی

ای دل! تو اگر مستی و هشیاری — زاں پیش کہ بگذری جہاں بگذاری
کم خسپ بوقت صبح کاندر پیش است — خوابی کہ قیامتش بود بیداری

میرزا محمد تقی نصیری

نااہل صورت ہر آنکہ او درپیش است — از گردش چرخ بیشتر دل ریش است
ہر گندم کاو بزرگ گشته بقدر — از گردش آسیا شکستش بیش است

محمد صوفی

ابلیس گرگشته دربدی افسانهٔ بیچاره سگیست بر در جانانه

گر بیند اہل و آشنا مانع نیست مانع شود آنرا که بود بیگانه

عماد کرمانی

با دشمن و با دوست تفضیل مکن بیداد ز ہر کسی تحمل می کن

غافل منشین که عالم اسباب است اسباب نگه دار و توکل می کن

قتالی خوارزمی

یا قوت پیل مور می باید بود با ملک و دو کون عور می باید بود

این طرفه نگر که عیب ہر آدمی می باید دید و کور می باید بود

میر ابوطالب تبریزی

آنکس کہ ہمیشہ دیدۂ تر دارد　　از خرمن عمر بیشتر بر دارد
از گریۂ ایام جوانی بگذر　　بارانِ بہار فیضِ دیگر دارد

بایزید بسطامی

خواہی کہ رسی بہ کام بردار دو گام　　یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام
نیکو مثلے شنو ز پیر بسطام　　از دانہ طمع ببر کہ رستی از دام

سرمد

باید نہ کشی ز خلق منت گفتم　　گر صاحب فطرتی و ہمت گفتم
اینست خیال خام ہرگز نہ کشی　　بر پردۂ عنکبوت صورت گفتم

قتالی خوارزمی

آنم کہ دل از کون و مکان بر کندم — وز خوانِ جہاں بہ لقمہ خورسندم

کندم ز سرِ کوہِ قناعت سنگے — آوردم و بر رخنۂ آز افگندم

رضی آرتیمانی

تا گلگونِ اشک و چہرہ کاہی نشود — دل مشرقِ انوارِ الٰہی نشود

سالک نہ ز سرِ خویش کہ واقف گردد — او عارفِ اسرار کماہی نشود

شیخ سعدی

یا روی بہ کنجِ خلوت آور شب و روز — یا آتشِ عشق بر کن و خانہ بسوز

مستوری و عاشقی بہم نایدراست — گر پردہ نخواہی کہ درد دیدہ بدوز

سرمد

سلطان منم و منت سلطان نکشم   از بہر دو نان منت دونان نکشم

نفسم چو سگ است و من مثال قصاب   از بہر سگے منت سگبان نکشم

سرمد

خواہی کہ رسی بکام تلخی نچشی   آسودہ شوی باز ندامت نکشی

با صبر بساز با قناعت خو کن   از دست ہوا و ہوس در کشمکشی

حافظ شیرازی

با شاہد شوخ و شنگ و با بربط و نے   کنجے و کبابے و یکے شیشۂ مے

چوں گرم شود ز بادہ ما را رگ و پے   منت نبرم بیک جو از حاتم طے

ابن یمین

چو خاک پای لئیمان شوی ز آتش حرص   شود به باد همه آبرو و چون نشود

غلام خاطر آنم که همت عالیش   رهین منت ابنای هر دون نشود

سعید گیلانی

آنی که سریر آسمان پایه بود   بر ملک جهان عدل تو پیرایه بود

تا هست خدا تو نیز خواهی بودن   زیرا که همیشه ذات با سایه بود

سعید گیلانی

بر خود در مدح و ذم نمی باید زد   بیرون از حد قدم نمی باید زد

عالم همه آئینهٔ حسن ازلی است   می باید دید و دم نمی باید زد

مہدی اصفہانی

با حکم قضا ستیزہ نتوان کردن
با دستِ علاج نیزہ نتوان کردن
تدبیر کجا علاج تقدیر کند
آہن با موم ریزہ نتوان کردن

نساخ

در میکدۂ دہر کہ مستم ساقی
از دست قدح بگیر دستم ساقی
دی ساغر می شکست او من امروز
خم بر سر محتسب شکستم ساقی

عمر خیام

بیگانہ اگر وفا کند خویش من است
ور خویش جفا کند بد اندیش من است
گر زہر موافقت کند تریاک است
ور نوش مخالفت کند نیش من است

مرزا سعید حکیم تنها

دنیا دو سه روز اگرچه آسان از تست   مغرور مشو که تا توئی آن از تست
چون آهوی رم خورده که واپس نگرد   رویش بتو و دلش گریزان از تست

شاه ولایت الله

آخر فلک از تو انچه هستت گیرد   هشیار بزی مباد مستت گردد
هر سود و زیان نه دست خود باید خواست   بی دست تو نیست آنکه دستت گیرد

جهانگیر بادشاه

هرکس به ضمیر خود صفا خواهد داد   آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد
هر جا که شکسته بود دستش گیر   بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد

سلطان علاءالدین سلجوقی

معشوقہ زہرہ رخ ہمیداشت امید کان خوبی واین عشق بماند جاوید
از گردش چرخ وسیرِ ماہِ گردوں اُورُوی سیاہ کرد ومن مُوی سفید

قابوس دشمگیر

چوں پیر شدی کارِ جوانی نتوان کرد پیری نہ کافری نہاں نتوان کرد
در ظلمت شب ہر آنچہ کردی کردی در روشنی روز ہماں نتوان کرد

یحیٰی نیشاپوری

ظالم کہ کباب از دلِ درویش خورد چوں در نگری ز پہلوی خویش خورد
دنیا عسل است ہر کہ او بیش خورد خوں افزاید تب آورد نیش خورد

میر باقر داماد

ازخوان فلک قرص جوی بیش مخور انگشت عسل مخواہ دو صد نیش مخور
از نعمت الوان شہان دست بدار خون دل صد ہزار درویش مخور

علی حزیں

ای سوختہ جان سپند یاد تو بخیر وی دردکش نژند یاد تو بخیر
آوارہ گیتی کجائی چو نے آہ ای دل مستمند یاد تو بخیر

علی حزیں

بخرید یکی خواجہ غلامی بہوس پرسید ازاں بندۂ پاکیزہ نفس
کائی بچہ کار تا ہمانت سپرم گفتش کہ ہمیں بکار آزادی بس

ملا حسن یزدی

دارم سخنی یاد ز رفیقا نخورس　　گویم بتو گر زانکه بمن داری حس
از خلق بکج چهار کس رنجه مشو　　بیمار و غریب روزه دار و مفلس

شیخ نجم الدین کبری ؒ

دنیا طلبان ز حرص مستند همه　　موسیٰ کش و گوساله پرستند همه
هر عهد که با خدای بستند همه　　از بهر درست زر شکستند همه

عبید زاکانی

با درد سرم زین دل سوداپیشه　　کورا نبود بجز تمنا پیشه
پیرانه سرش از روی نا اهلیت　　فریاد ازین پیر کبر نا پیشه

حکیم فغفور لاہجی

نداری این جهان زدارائی به | دلق نمد از اطلس و دارائی به
آسودگی ز شغل هر دو عالم بودن | صد ره ز سکندری و دارائی به

خواجه حسین مروی

مردی ز مقدرات واهی تاکی | ذکر طرب و فکر مناهی تاکی
سودای جوانی و جوانان تاچند | با موی سفید روسیاهی تاکی

مُلّا محمد رضا نوعی جبوشانی

گه چون خم باده ام بجوش آوردی | گه چون لب توبه در خروش آوردی
ایام سلامتی به مستی دادی | هنگام ندامتم بهوش آوردی

آغا عبدالباقی نہاوندی

یارب ممنون آشنایان نکنی شرمندۂ این غلط نمایان نکنی
ہر چیز کہ میکنی بکن امر ازتست محتاج بنو کیسہ گدایان نکنی

درد

از حرص گر آتش فشاند دل ما چون شمع چہ عجب کہ حکم راند دل ما
اے درد ہزار سلطنت مفت بود جمعیت اگر بہم رساند دل ما

درد

بر دوش ہوا بستہ نفس محمل ما حیف ست کہ پیچید ہوسی در دل ما
حل ہمچو حباب گرچہ کردیم ولے جز ہیچ نداشت در گرہ مشکل ما

درد

هرچند کند زمانه کار خود را از دست مده تو اعتبار خود را
از پای فتاده چون سایه ولی بر کس نفگنده ایم بار خود را

درد

با اهل دول تندی خو پیدا کن در گلشن مسکنت نمو پیدا کن
تا کی ز هوا زنی بعزت آتش در خاک نشین و آبرو پیدا کن

درد

گر مست شبابیم خراب شیبیم در محو هنر تمام صرف عیبیم
ستار عیوب نیست جز پردۀ غیب مشتاق لقای پردۀ بی جیبیم

درد

هر چند هزار جلوه پیدا کردیم	آخر همه را بخویش اخفا کردیم
چون کاغذ آتش زده دریا پوشیده	چیز یکه بصد چشم تماشا کردیم

درد

ناچار اید رود رجهان باید زیست	هر چند که شد زیست گران باید زیست
مردن بمراد خود میسر گر نیست	چندی بمراد دیگران باید زیست

درد

مینا ست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدهٔ باز ست اینجا
این محفل درد جای بدمستی نیست	هشدار که بزم امتیاز ست اینجا

درد

ای مرد طرب باش و خوش و آسوده   رنجی مبر از فکر جهان بیهوده
چندان منما غور در افلاک و نجوم   کاین گنبد بے در ز کسی نگشوده

درد

اے درد ترا نه همنشینی باید   نے یار و ندیم نے قرینی باید
اکنون که نشسته درین کلبه ترا   چشم و دل و اشک و آستینی باید

درد

ای مرد رسیدت اگر از خلق آزار   رنجی مبر از ذلت و خواری زنهار
گر بر سر تو نهند پا مردم دهر   تو از ره انکسار سر بر پا دار

درد

تاکی بہ تلاش مال خواہی کوشید
با ہر بد و نیک و ہر خوابے جوشید

پوشیدن جامہا اگر رشتہ است
اکنوں از خویش چشم باید پوشید

درد

چوں آمدہ بعالم امکان باش
دیدی کن و بر وضع جہاں خنداں باش

اینجا ای درد خود مصلای عام است
یکچند درین خانہ تو ہم مہماں باش

درد

نی مال مرا باید و نی فوج و سپاہ
از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ

ترک اسباب بہ ز جمع اسباب
کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ

درد

در سر نه هوای مال و جاهی دارم — در دل نه غم زر و سپاهی دارم
صاحب نظری توجهی گر بکند — چون آینه چشم بنگاهی دارم

درد

گر مردم محتاج ز غم می گریند — زان بیشتر ارباب نعم می گریند
وقتست که از دست زمانه اکنون — چون بیهده اهل کرم می گریند

درد

ای همه اتفاق می باید کرد — با یکدگر اتفاق می باید کرد
از وهم خودی نفاق خیزد غافل — از خود گذر اتفاق می باید کرد

درد

هر سینہ نگشت ہیچ گہ دانۂ حرص
آباد نگردید گہی خانۂ حرص

چون ظرفِ شکستہ باز خالی گردد
ہر چند کہ پر کنند پیمانۂ حرص

بیخبر بلگرامی

نشناخت کسی بواقعی مطلق را
این سرخ و سپید و سبز و استبرق را

ہفتاد و دو فرقہ را کہ گوئی باطل
بر حق دانی اگر تو دانی حق را

غالب دہلوی

گر دیدن زاہدان بجنت گستاخ
وین دست درازی بثمر شاخ بشاخ

چون نیک نظر کنی ز روی تشبیہ
ماند بہ بہائم و علف زار فراخ

واقف دہلوی

زاہد گلگشتِ باغ می باید کرد　　کسبِ فرح از ایاغ می باید کرد
اصلاحِ مزاج از ضروریات ست　　یک تنقیۂ دماغ می باید کرد

واقف دہلوی

از اہلِ دول مدار چشمِ انعام　　جوشند اگر با تو بہ گرمے تمام
در کیسۂ شان غیرِ تہیدستی نیست　　بدنام خزانہ اند ہمچون حمّام

سید احمد حسین امجد حیدرآبادی

ممسک ہمہ خونِ دلِ صد چاک خورد　　یک لقمہ بصد نالۂ غمناک خورد
بدبخت ز کسبِ مال نفعے نبرد　　افعی بسرِ گنج ماند و خاک خورد

سید احمد حسین امجد حیدر آبادی

ممسک پئے مال چوں گدا می گردد
بر زر بہزار جاں فدا می گردد
طامع ز حصولِ مال طماع شود
چوں دانہ بیابد آسیا می گردد

سید احمد حسین امجد حیدر آبادی

از دستِ بخیل زر فتادن معلوم
از بطنِ عقیمہ طفل زادن معلوم
از دوں نشاں کامروائی مشکل
از ناخنِ پا گرہ کشادن معلوم

ڈاکٹر سر محمد اقبال

جہان مشتِ گل و دل حاصلِ او ست
ہمیں یک قطرۂ خوں مشکلِ او ست
نگاہِ ما دوبیں افتاد ورنہ
جہانِ ہر کسے اندر دلِ او ست

ڈاکٹر سر محمد اقبال

سر کیقباد۔ اکلیل جم خاک　　کلیسا و بتستان و حرم خاک
ولیکن من ندانم گوہرم چیست　　نگاہم برتر از گردوں تنم خاک

آزاد بلگرامی

اے دل تو دمے بیاد سبحاں نشدی　　وز فعل بد خویش پشیماں نشدی
واعظ شدی و شیخ شدی و قاضی　　ایں جملہ شدی ولے مسلماں نشدی

طاعت و ورع و لطف و کرم

رضی آرتیمانی

صد حیف ای دل که مرد دیدار نهٔ — واقف ز تجلیات اسرار نهٔ

قانع به همین که دو چشمت باز است — خرگوش صفت ولیک بیدار نهٔ

رفیع واعظ

آن کو بدلش بیم گنه کمیاب است — گر دعوی دل کند یقین کذاب است

اندک گنهی خراب سازد دل را — در خانهٔ آئینه نمی سیلاب است

اہلی شیرازی

گر در پئے قول و فعل سنجیده شوی — در دیدهٔ خلق مردم دیده شوی

با خلق چنان کن که گر فعل ترا — هم با تو عمل کنند سنجیده شوی

سحابی استرآبادی

نه هر که نکوست دوست میباید بود — بدرا بمغز پوست می باید بود

یعنی سهل است دوست بودن با دوست — با دشمن نیز دوست می باید بود

سحابی استرآبادی

خواهی که ترا رتبه ابرار رسد — مپسند که کس را ز تو آزار رسد

از مرگ میندیش و غم عشق مخور — کاین هر دو بوقت خویش ناچار رسد

سحابی استرآبادی

گر خلق جهان همه به طاعت خیزند صدگونه عطا کنند و خیر انگیزند
چون نیک نظر کنی نبینی جز این کاز بحر به بحر مشت آبی ریزند

سحابی استرآبادی

[illegible] کرده [illegible] جهان را معذوری اگر نجوی آزادان را
چیزی که [illegible] درویش بود لطف و کرم است و تو نداری آن را

سحابی استرآبادی

سلطانی و کبر و عجب و مستی سهل است درویشی و فقر و تنگدستی سهل است
خود را بسزا بجاے جا و بدانی ورنه دو سه روز هر چه هستی سهل است

سحابی استرآبادی

گفتم همه بیداد نمی باید کرد گفته که ز خود یاد نمی باید کرد
گفتم که چناں گوی سخن تا شنوم خندید که فریاد نمی باید کرد

سحابی استرآبادی

گم کردم اگر تو جستجویم نکنی آئینہ صفت روی بسویم نکنی
در حق خود از لطف تو گفتم بسیار یارب یارب دروغ گویم نکنی

ابوسعید مہنہ

دنیا را ہے بہشت منزلگاہے ایں ہر دو بہ نزد اہل معنی کاہے
گر عاشق صادقے زہر دو بگذر تا دوست ترا بہ خود نماید راہے

ناظر کازرونی

یکچند چو ممسکاں فشردم رہِ حلق   یکچند چو مفلساں زدم وصلہ بہ دلق

بکشود ز کارِ دل بہ اینہا گرہی   بستم کمرے تنگ پئے خدمتِ خلق

ابوسعید برغش

ای دوست از جملہ نیک و بد بگذشتم   کافر بودم کنوں مسلماں گشتم

ہر چیز کہ آں خلاف رای تو بود   گر خود ہمہ دیں است ازاں برگشتم

قتالی خوارزمی

گر بر سرِ نفس خود امیری مردی   ور بر دگرے حرف نگیری مردی

مردی نبود فتادہ را پائی زدن   گر دست فتادہ بگیری مردی

ہاتف اصفہانی

ای درحرم و دیر ز تو صد آہنگ　　بے رنگی و جلوہ میکنی رنگ بہ رنگ
خوانند ترا مومن و ترسا شب و روز　　در مسجد و مکہ و کلیسائے فرنگ

شیخ سعدی

منعم کہ بہ عیش میرود و روز و شبش　　نالیدن درویش نداند سببش
بس آب کہ میرود بہ جیحون و فرات　　در بادیہ تشنگاں بجاں در طلبش

شیخ سعدی

من بندۂ آنم کہ دلے بر باید　　یا دل بکسے دہد کہ جاں آساید
آنکس کہ نہ عاشق و نہ معشوق کسیست　　در ملک خدا اگر نباشد شاید

خسرو دہلوی

نے دل ز پئے طمع مشوش دارم ‌ ‌ نہ سینہ ز حرص زیر پر آتش دارم

نان جو و آب چاہ و کنجے خالی ‌ ‌ یارب کہ چہ زندگانی خوش دارم

ہدایت طبرستانی

آں دل کہ خدای را بود منزل کو ‌ ‌ زیں تخم صنوبری ترا حاصل کو

گویند کہ دل برائے حق شد آری ‌ ‌ دل خانۂ حق بود و لیکن دل کو

خواجہ علی نعیم

یارب بچہ تحصیل رضای تو کنم ‌ ‌ خود را بہ چہ حیلہ آشنای تو کنم

عمر ابدی بہ خضر ارزانی باد ‌ ‌ من میخواہم کہ جاں فدای تو کنم

میرزا احسن خان الفت

ناگشته دل شکسته ام خلوت دوست — با غیر نه پرداختم از صحبت دوست

او یکنفس از همچو منی غافل نیست — من بهر چه غافل شوم از خدمت دوست

جامی

خواهی که به صوفی گری از خود برهی — باید که هوا و هوس از سر بنهی

وان چیز که داری به کف از کف بنهی — صد زخم بلا خوری و از جا نجهی

جامی

ای وای بر آنکه دلستانش برود — از پیش نظر سرو روانش برود

گفتی که بر فتنم رضا ده هیهات — چون زنده رضا دهد که جانش برود

ابن یمین

خواهی که خدا کار نکو با تو کند ‌‌ ارواح و ملائک همه رو با تو کنند

با هرچه رضای او دران نیست مکن ‌‌ یا راضی شو به هرچه او با تو کند

مومن یزدی

بخشش هنر است و عیب درخواستن است ‌‌ خواهش خود را به عیب آراستن است

در داد و ستد حال مه و مهر ببین ‌‌ مهرست تمام و ماه در کاستن است

مومن یزدی

شد عمر تمام و ناتمامیم هنوز ‌‌ در دوزخ حسرتیم و خامیم هنوز

عمریست که در راه طلب گام زنیم ‌‌ وین طرفه که در نخست گامیم هنوز

مومن یزدی

ای کز پئے کسبِ علم برپا شدہ — تحصیل علوم را مہیا شدہ
از دفترِ عشق تا نخوانی ورقے — بوجہلی اگرچہ ابنِ سینا شدہ

مجذوب تبریزی

مجذوب اگر با تو کسی جنگ کند — آں کن کہ خجالتش بصد رنگ کند
بالطف بہ ناکساں بیامیز کہ آب — از نرمئ خویش رخنہ در سنگ کند

میرزا صالح الرضوی

ہرگز نشوی در آشنائی ہا سست — می باش بہ یک طریق از روزِ نخست
ہر چند کہ بشکنندت از صافی خویش — چو آئینۂ شکستہ بنما ی درست

ابوالحسن وحی

گر خاکِ درش به دیدهٔ ترسائی — در پیشِ رخش به دیدهٔ ترس آئی

گر غیرِ خیال او در آری به نظر — در دیدهٔ حق به دیدهٔ ترسائی

سرمد

از بوالہوسان کام نیابی ہرگز — زیں طائفہ آرام نیابی ہرگز

صد سال اگر جاں بکنی ہمچو نگیں — بدنام شوی۔ نام نیابی ہرگز

سرمد

چون نقشِ نگیں پئے نامی تو ہنوز — جاں می کنی و در پئے کامی تو ہنوز

از خرمنِ عمر خوشۂ تو شد گیر — ہنگام درو رسید و خامی تو ہنوز

حافظ شیرازی

با مردم نیک و بد می باید بود   در بادیہ و بود دو نمی باید بود

مفتون معاش خود نمی باید شد   مغرور بہ عقل خود نمی باید بود

راقم مشہدی

ظالم کہ کلاہ گوشہ بر می شکند   درویش و غنی بیکدگر می شکند

غافل کہ دلِ نازکِ مظلومان ست   آں شیشہ کہ کوہ را کمر می شکند

شرف یحییٰ منیری

چوں عود نبود چوبِ بید آوردم   روی سیہ و موی سفید آوردم

چوں خود گفتی کہ نا امیدی کفرست   فرماں تو بردم و امید آوردم

عمر خیام

گر گوہر طاعتت نسفتم ہرگز ورگرد گنہ ز رخ نرفتم ہرگز
نومید نیم ز بارگاہ کرمت زیرا کہ یکی را دو نہ گفتم ہرگز

نواب صدیق حسن خاں

صدیق حسن بلاست سرمستی تو خود نیست برابرست با ہستی تو
بی نقد عمل کس نفروشد جنت ہیہات ہیہات از تہیدستی تو

نواب صدیق حسن خاں

این اندو کاہ و آب و آتش ہمہ ہیچ یعنی کہ تردد و معاشت ہمہ ہیچ
در دست تو اختیار کارت چون نیست فکر و اندیشہ و تلاشت ہمہ ہیچ

مولانا جلال الدین رومی

نی با تو دمی نشستنم سامان است — نی بی تو دمی زیستنم امکان است

اندیشه درین واقعه سرگردان است — این واقعه نیست درد بی درمان است

مولانا جلال الدین رومی

ایزد کہ جہانے بکفِ قدرت اوست — دو چیز ترا داد کہ آں ہر دو نکوست

ہم سیرتِ آنکہ دوست داری کس را — ہم صورتِ آنکہ کس ترا دارد دوست

مولانا جلال الدین رومی

بسیار تراختہ رواں باید شد — وانگشت نمای ایں و آں باید شد

گر آدمیٔ بساز با آدمیاں — ور خود ملکی با آسماں باید شد

مولانا جلال الدین رومی

زنهار بگو که رهروان نیز نیند — کامل صفتانِ بی نشان نیز نیند
زین گونه که تو محرم اسرار نه‌ای — می پنداری که دیگران نیز نیند

اوحد الدین کرمانی

ای قبلهٔ هر که مقبل آمد کویت — محرابِ دلِ شکستگان ابرویت
امروز کسی کز تو بگرداند روی — فردا بکدام دیده بیند رویت

شیخ عماد الدین فضل اللہ

غم را ز من و مرا گزیر از غم نیست — یارانِ قدیم را شکست از هم نیست
غم خوی بمن کرده و من خوی بغم — همچون من و غم دو یار در عالم نیست

قاضی میرحسن

آں دل کہ تو دیدہ زغم خوں شد ورفت — وز دیدہ خوں گرفتہ بیروں شد ورفت
روزی بہوای عشق سیری می کرد — لیلی صفتی بدید و مجنوں شد ورفت

خلیل بیگ گیلانی

ایام شباب باہوس بودم جفت — نی دیدہ دیدہ بود و نی گوش شنفت
درخواب غرور صرف شد نقد حیات — بیدار کنوں شدم کہ می باید رفت

حکیم سنائی

از عہدۂ عہد گر بروں آید مرد — از ہرچہ گماں بری فزوں آید مرد
سیمرغ نہ کہ بے تو نام تو برند — طاوس نہ کہ با تو در تو نگرند

نصیر الدین طوسی

نی ہر کہ بود بعشق دیوانہ بود — نی ہر مرغی سزای این دانہ بود

صد قرن بگردد کہ نہ گردد پیدا — مردی کہ بہ نفس خویش مردانہ بود

بابا افضل کوہی

ہرچند دل خلق نگہداری بہ — کس را ز کرم ویش نیازاری بہ

چون عالم را وفا نخواہد بودن — پس تخم جفا ہرانچہ کم کاری بہ

بابا افضل کوہی

چون کیش خصومت است بی کیشی بہ — چون مال ملامت است درویشی بہ

چون بود دل از خویشتن و خویشان نیست — بی خویشی بہ ست و بی خویشی بہ

بابا افضل الدین کوہی

دررہ اگر بہ بینوائے برسی — سر بر قدمش نہ کہ بجائی برسی

بیدرداں را ازین قدح رنگی نیست — بادرد در آ تا بہ دوائی برسی

باقی نائینی

اے خواجہ اگرچہ مال دنیا طلبی — رزق تو مقدرست بیجا طلبی

ہیچ از تو خدا طاعت فردا طلبد — کامروز ازو روزی فردا طلبی

غالب

غالب بہ سخن گرچہ کسست ہمسر نیست — از نشاء ہوش ہیچ اندر سر نیست

می خواہی وصف نغز و آنگہ پیدا — ای بادہ فروش ساقی کوثر نیست

واقف دہلوی

فردا که باهل زهد جنت بخشند　　در جائزه های ونوش و نعمت بخشند
ما بے عملان نیز امیدی داریم　　شاید که مرا آیهٔ حسرت بخشند

واقف دہلوی

از سلسلهٔ بی سروپایان توایم　　از حلقهٔ بی برگ ونوایان توایم
ما را محروم برنگردان ز درت　　شیئاً للہ با گدایانِ توایم

واقف دہلوی

فارغ ز غم بوده و نابوده نشین　　ایمن زین چرخ آفت اندوده نشین
تدبیرِ تو شد بلای جانت عاقل　　خود را بخدا گذار و آسوده نشین

جوانی و پیری و حیات و ممات

سحابی استرآبادی

من باغِ جہان را قفسی دیدم و بس　　عرشش ز ہوا و ہوسی دیدم و بس

از صبح وجود تا شبانگاہ عدم　　چون چشم گشودم نفسی دیدم و بس

عمر خیام

از تن چو رود روانِ پاکِ من و تو　　خشتے دو نہند بر مغاکِ من و تو

وانگاہ برای خشتِ گورِ دگران　　در کالبدے کشند خاکِ من و تو

عمر خیام

این اہل قبور خاک گشتند و غبار — ہر ذرہ ز ہر ذرہ گرفتند کنار

آہ این چہ شرابیست کہ تا روز شمار — بیخود شدہ و بیخبر اند از ہمہ کار

عمر خیام

دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ — وین نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ

گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال — صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ

شیخ مغربی تبریزی

رفتم بہ سر تربت محمود غنی — گفتم کہ چہ بردۂ ز دنیای دنی

گفتا کہ سہ گز زمین و شش گز کرباس — تو نیز ہماں بری اگر صد چو منی

حسن دہلوی

گر نامِ تو نقشِ دفترِ افلاک است — ہم از ورقِ حیات، وزی پاک است

گر نوح ہزار سال در عالم زیست — شد چند ہزار سال کاندر خاک است

بابا افضل کوہی

بودی کہ نبود ست بجوروخوابِ نیاز — کردند نیازمندت ایں چار انباز

ہر یک بتو آنچہ داد بستاند باز — تا باز چناں شوی کہ بودی ز آغاز

بابا افضل کوہی

دل نعرہ زناں ملکِ جہاں می طلبد — پیوستہ وجودِ جاوداں می طلبد

مسکیں خبرش نیست کہ صیادِ اجل — پے در پئے او نہادہ جاں می طلبد

بابا افضل کوہی

گر حاکم صد شہر و ولایت گردی
ور در ہنر و فضل بہ غایت گردی
گر عاشق صادق و گر زاہد پاک
روزی دو سہ چون رود حکایت گردی

بابا افضل کوہی

عمر تو اگر فزون شود از پانصد
افسانہ شوی عاقبت از روی خرد
باری چو فسانہ می شوی ای بخرد
افسانۂ نیک شو نہ افسانۂ بد

غزالی مشہدی

تا کے گوئی کہ گوی اقبال کہ برد
تا کے گوئی کہ ساغر عیش خورد
اینہا چہ فسانہ است بیاید رفت
اینہا چہ حکایت است بیاید مرد

میرزا محمد حسین نوبرس

پیر لیست که برگ تن پرستی ریزد	بر منظر عیش رنگ پستی ریزد
هر دندانی که افتد از کاوش دهر	یک کنگره از حصار هستی ریزد

مومن یزدی

قد خم کند و چهره زریری پیری	برهم شکند صولت شیری پیری
گفتم که چه بدتر است پیری یا مرگ	فریاد برآورد که پیری پیری

مومن یزدی

گر صاحب بوریا و گر اورنگ است	آخر همه را سوی عدم آهنگ است
از جام اجل مست کنندش آخر	هر چند که زیر چرخ مینا رنگ است

مومن یزدی

داریم ز بی ثباتی عمر الم — نگذاشت که تا دمی بر آریم بهم

از اشهب روز و ادهم شب دریاب — کاین عمر دو اسپه میرود سوی عدم

جامی

گر ترک وجود عمر فرساینده کنی — کہ آرزوی حیات پاینده کنی

آینده عمر خواهی از رفته فزون — در رفته چه کردی که در آینده کنی

ادائی یزدی

ایام عمر چو باد نوبهاران ماند — وین عیش چو سیل کوهساران ماند

زنهار چنان بزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی به یاران ماند

ملا قاسم مشہدی

ای یافتہ تخمیر و نظام از اضداد   از چہ بکنی ز مرگ خود استبداد
این پیکر و این نفس بگویم بہ تو چیست   مشتی خاکی فتادہ اندر رہ باد

مرتضیٰ قلی خان شاملو

انساں کہ ز یک دگر جگر ریش تر اند   خلقے پس تر جماعتی پیش تر اند
در غربت مرگ بیم تنہائی نیست   یاران عزیز آں طرف بیشتر اند

سیف الدین آئینی

دردا کہ بہ عمر آنچہ بہ بود گذشت   دوری کہ مراد دلی بیاسود گذشت
ایام جوانی کہ بہاری خوش بود   چوں خندۂ برق جہد گل زود گذشت

رضای شیرازی

سلطاں بہ جہاں پردۂ سراز زور رفت ... درویش بہ ہر پشت پای زد و رفت

القصہ بہ ہر دو روز در گلشن عمر ... مرغی بہ سر شاخ نوای زد و رفت

کاوس جانی دہلی

گر بر سر راہ بر نہی پای تحت ... در ہیچو سلیماں شوی از دولت و تخت

چوں عمر تو پختہ گشت بر بندی رخت ... کاں میوہ کہ پختہ شد بریزد ز درخت

ابن یمین

منگر کہ دل ابن یمین پر خوں شد ... بنگر کہ ازیں سرای فانی چوں شد

مصحف بہ کف و چشم براہ و دل بر دوست ... با پیک اجل خندہ زناں بیروں شد

ابن یمین

از کوی حیات تا در مرگ   جز نیم نفس مسافتی نیست
وین طرفه که اندرین مسافت   گامی نه نهی که آفتی نیست

میرزا محمد تقی

این عمر عزیز نیست جز نقش بر آب   دریای غنیمت است فرصت دریاب
در بحر وجود عاقبت همچو حباب   هر یک نفست خانهٔ عمر است خراب

جمالی اردستانی

من در عجبم که هر که خواهد مردن   با خود بجز از کفن نخواهد بردن
از بهر چه آزار خود و یار کند   واماده کند آنچه نخواهد خوردن

ابوسعید مہنہ

لذاتِ جہان چشیدہ باشی ہمہ عمر — با یارِ خود آرمیدہ باشی ہمہ عمر
ہم آخرِ عمر رحلتت باید کرد — خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر

والہ یزدجردی

تا درنگری نہ سرو ماندست نہ بید — نہ خارِ ہوس نہ گلستانِ امید
دہقانِ فلک خرمنِ عمرِ ہمہ را — می پیماید بکیلِ ماہ و خورشید

شیخ عطار

دی بر سرِ خاکِ پدری با دلِ ریش — می باریدم خونِ جگر بر رخِ خویش
آواز آمد کہ چند گریی بر ما — بر خویش گری کہ کار داری در پیش

شیخ عطار

دردا که دلم به ہیچ درماں نرسید — جانم بلب آمد و بجاناں نرسید

در بیخبری عمر بپایاں آمد — و افسانۂ عشق او بپایاں نرسید

سرمد

دیدی که غم و عیش جہاں زود گزشت — چیزے که در اندیشۂ تو بود گزشت

ایں یک دو نفس که ماند سرمایۂ تو — ہشیار که نقصان نه کنی سود گزشت

سرمد

راضی دل دیوانه به تقدیر نه شد — فارغ ز خیال و فکر و تدبیر نه شد

ایام شباب رفت و باقی ہوس است — ما پیر شدیم و آرزو پیر نه شد

سرمد

این جوشِ حباب از قدیم ست قدیم — این نقشِ سراب از قدیم ست قدیم
لب تشنۂ طرحِ نو ست این کہنہ رباط — این خانہ خراب از قدیم ست قدیم

حافظ شیرازی

سیلاب گرفت گردِ ویرانۂ عمر — آغاز پرے نہاد پیمانۂ عمر
بیدار شو اے خواجہ کہ خوش خوش بکشند — حمّالِ زمانہ رخت از خانۂ عمر

حافظ شیرازی

نہ دولتِ دنیا بہ ستم می ارزد — نہ لذتِ ہستی بہ الم می ارزد
نہ ہفت ہزار سال شادیِ جہاں — با محنتِ پنج روز غم می ارزد

حافظ شیرازی

گفتم که مگر به اتفاقِ اصحاب — در موسمِ گل ترک کنم بادهٔ ناب

بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب — کای بیخبران فصلِ گل و ترکِ شراب

حافظ شیرازی

مے نوش که عمرِ جاودانی اینست — خاصیت روزگارِ فانی اینست

هنگامِ گل و لاله و یاران سرمست — خوش باش دمی که زندگانی اینست

حکیم قاآنی

از کشتِ عمل بس است یک خوشه مرا — در روی زمین بس است یک گوشه مرا

تا چند چو گاو گرد خرمن گردیم — چون مرغ بس است دانهٔ توشه مرا

علی حزیں

ساقی قدحی کہ دور گلزار گذشت　　مطرب غزلی کہ وقت گفتار گذشت

ای ہمنفس از بہر دل زار بگو　　افسانۂ آں شبے کہ با یار گذشت

علی حزیں

اوضاع زمانہ لائق دیدن نیست　　وضع خوشتر ز چشم پوشیدن نیست

دانی ز چہ پا کشیدہ ام در دامن　　دنیا تنگ ست و جا بخشیدن نیست

خلیفہ اصفہانی

افسوس کہ عمر گذشت بیہودہ تلف　　دنیا بہ لعب و دیں رفت ز دست

رنجید خدا و خلق راضی نشدہ　　ضایع کردیم پارۂ آب و علف

محمود

هر روز یکی ز ور در آید که منم	خود را بجهانیان نماید که منم
چون کار جهان بر وقرار گیرد	ناگاه اجل ز در در آید که منم

شیخ اوحدالدین کرمانی

خرم دل آنکه در غمت مرد و نگفت	اسرار تو با بزرگ و با خرد نگفت
سر در کفن وفای بپیچید و برفت	غمهای ترا بآنجهان برد و نگفت

شیخ اوحدالدین کرمانی

گفتم که مگر تخم هوس کاشتنی ست	معلوم شد که جمله بگذاشتنی ست
بگذاشتنی ست هر چه در عالم هست	الا غم دوست کان نگهداشتنی ست

حکیم سنائی

زن زن ز وفا شود نه زیور نشود   سر سر ز خرد شود نه افسر نشود

بی گوهر گوهری ز گوهر نشود   سگ اسگی از قلاده کمتر نشود

حکیم سنائی

گر آمدنم ز من بُدی نامدمی   ور نیز شدن ز من بُدی کی شدمی

زان به نبُدی که اندرین دیر خراب   نه آمدمی نه بُدمی نه شدمی

بوعلی سینا

اسرار وجود خام و آشفته بماند   وان گوهر بس شریف ناسفته بماند

هر کس ز سر قیاس حرفی گفتند   وان نکته که اصل بود ناگفته بماند

ابونصر فارابی معلم ثانی

زاں پیش کہ از جہاں فرومانی فرد　　آں کن کہ نبایدت پشیمانی خورد
امروز بکن چو می توانی کارے　　فردا چہ کنی چو ہیچ نتوانی کرد

درد

خمار خمار گر ز صہبا بشکست　　ور محتسب از غرور مینا بشکست
اینہا ہمہ بندۂ ہوای نفس اند　　من بندۂ آں کسم کہ خود را بشکست

درد

طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل　　پیری ہم می رسد نباشی غافل
ہر چند چو تار سبحہ بر جای خودی　　چوں دانہ کند قطع رہ انجا منزل

درد

عمری که شمرده ایم سال و ماهش　　مانند فلک قرار نبود گاهش

سرگرم سراغ کیست یارب دل را　　یک خلق چو سایه میرود همراهش

درد

گر درد ترا غفلت دل کرده خراب　　گه آگهیت فگنده اندر تب و تاب

ای خیره از این همه شئون تا کی　　بیدار تمام باش یا خوب بخواب

درد

از شرم ظهور خویش نایاب شدیم　　یعنی چو حباب در دمی آب شدیم

مانند شرر همین قدر فرصت بود　　یک چشم گشوده باز در خواب شدیم

درد

عالم ہمہ مست ست ز جام ہستی سرشار ز جرعۂ مدام ہستی
از پردۂ ایں ساز چناں شد معلوم کایں نغمہ تراود از مقام ہستی

درد

باید کہ ز فکر زندگانی گذری وز حرص و ہوا و کامرانی گذری
ای درد ز اندیشۂ عالم بگذر زاں پیش کہ زیں جہان فانی گذری

درد

کو عقل و کجا فہم و کرا بینش و ہوش کوراں کراں بہم نمایند خروش
چوں شمع دریں بزم عبث می سوزی ای روشنی طبع تو ہم شو خاموش

خوشنود گوپاموی مدراسی

برخیز ز خواب میرود عمر ز دست　　برگیر حساب می رود عمر ز دست

خوشنود و می به سوگواری بنشین　　با چشم پر آب می رود عمر ز دست

واقف دہلوی

پیری ست ولا چہ موقع ماومن ست　　کی این ہنگام تکلیف پیرہن ست

دامن درکش کنون ز تقطیع لباس　　کین موی سفید تار و پود کفن ست

غنی کشمیری

افسوس کہ رفت نشۂ عہد شباب　　سرخوش نشدم یک دم از بادۂ ناب

از بہر تماشای جہان ہمچو حباب　　تا واکردیم چشم رفتیم بخواب

جبر و اختیار و گناہ و توبہ

رضی آرتیمانی

ای ذرّہ سرگشتہ قرارِ تو کجاست — وی مشتِ غبار اعتبارِ تو کجاست

در آمدن و رفتن و بودن مجبور — ای عاجز مضطر اختیارِ تو کجاست

خلیل بیگ گیلانی

ایام شباب با ہوس بودم جفت — نہ دیدہ دیدہ بود و نہ گوش شنفت

در خوابِ غرور صرف شد نقدِ حیات — بیدار شدم کنون کہ بباید خفت

عمر خیام

من می خورم و ہر کہ چو من اہل بود ۔ می خوردنِ من بہ نزد او سہل بود

می خوردنِ من حق ز ازل میدانست ۔ گر من نخورم علمِ خدا جہل بود

عمر خیام

نہ لایق مسجدم نہ در خور کنشت ۔ ایزد داند گلِ مرا از چہ سرشت

چوں کافر درویشم و چوں قحبۂ زشت ۔ نہ دیں نہ دنیا و نہ امید بہشت

عمر خیام

دارم دلکی غمیں بیامرز و مپرس ۔ صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس

شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم ۔ ای اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

عمر خیام

من بندۂ عاصیم رضای تو کجاست　　تاریک دلم نور ضیای تو کجاست

مارا تو بهشت اگر بطاعت بخشی　　این بیع بود لطف و عطای تو کجاست

عمر خیام

بگشای دری که در گشاینده تویی　　بنمائے رہے کہ رہ نماینده تویی

من دست بہیچ دستگیرے ندہم　　کایشان ہمه فانی اند و پاینده تویی

عمر خیام

ناکرده گناه در جہان کیست بگو　　آنکس که گنه نکرد چون زیست بگو

من بد کنم و تو بد مکافات دہی　　پس فرق میان من و تو چیست بگو

عمر خیام

یارب بگشای بر من از رزق دری　　بی منت مخلوق رسان ماحضری
از باده چنان مست نگهدار مرا　　کز بی خبری نباشدم دردسری

ابوسعید مهنه

گر کار تو نیکوست به تدبیر تو نیست　　ور نیز بداست هم ز تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیشه کن و شاد بزی　　چون نیک و بد جهان به تقدیر تو نیست

ابوسعید مهنه

دارم ز خدا خواهش جنات نعیم　　زاهد به ثواب و من به امید عظیم
من دست تهی میروم او تحفه بدست　　تا زین دو کدام خوش کند طبع کریم

نصیرالدین طوسی

این نکته نگوید آنکه او اہل بود زیرا کہ جواب نکتہ اش سہل بود
علمِ ازلی علتِ عصیاں کردن نزدِ عقلا زغایتِ جہل بود

شیخ عطار

یک عاشق پاک و یک دلِ زندہ کجاست یک سوختہ بیفکر پراگندہ کجاست
چوں بندۂ اندیشۂ خویش اند ہمہ بر روی زمین خدای را بندہ کجاست

بابا افضل کوہی

ای لطفِ تو دستگیر ہر خود رائی وی عفو تو پردہ پوشِ ہر رسوائی
بخشای بر آں کسے کہ اندر ہمہ عمر جز درگہ تو ہیچ ندارد جائی

بینوائی بدخشانی

زاهد که درین سراچه ماوا دارد — اندیشه ز گفتگوی فردا دارد

خوشا دبری که زاهد و فاسق از او مست — هر جا آبیست رو بدریا دارد

میرزا حیدر رضوی

یارب چه کنم که ناله ام بی اثر است — هر شام چراغ طالعم تیره تر است

هر لحظه ز بس که بشکنم توبهٔ خویش — هر توبه که میکنم گناهی دگر است

ناظم هروی

ای صورت و معنی دو سواد از رقمت — یک بیت زمین و آسمان از قلمت

دیوان وجود را چه تفسیر کنم — لفظش همه مبهم است معنی رقمت

شیخ مغربی تبریزی

گر فضل کنی ندارم از عالم باک   در عدل کنی شوم به یکبار ہلاک

روزی صد بار گویم ای صانع پاک   مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک

بہائی آملی

آہنگِ حجاز می نمودم من زار   کامد سحری ز دل بگوشم این گفتار

یارب بہ چہ روی جانبِ کعبہ روی   گبری کہ کلیسیا ازو دارد عار

شیخ سعدی

فردا کہ بنامۂ سیہ درنگری   بس دست تحیر کہ بدندان ببری

بفروختۂ دین بدنیا از بیخبری   یوسف کہ بدہ درم فروشی چہ خری

سرمد

این نفس ستمگاره به بین شیطان است　　پیوسته عیان بود مگر پنهان است
ابلیس خودی چرا به ابلیس بدی　　در پیش خیالاتِ تو او حیران است

سرمد

ای یار دیرین یار غمخوار توئی　　آگاه بر احوالِ من زار توئی
دیدم همه را و آزمودم همه را　　در بیکسی ام یارِ وفادار توئی

سرمد

اے جانِ گرامی بجدا نادانی　　در خانۂ تن یک دو سه دم مہمانی
بر چرخ اگر روی و خورشید شوی　　آں چیز که در شمار نیاید آنی

سرمد

سرمد کارِ اله لطف و کرم ست — از معصیتِ سیاه کاری چه غم ست
درخشیدن برق بین و جوشِ باراں — رحمت چه فزوں غضب چه بسیار کم ست

ابن یمین

کرم را دریں دور طالب مباش — که محروم مانی ز مطلوبِ خویش
گریباں بر فتند گوئی که شد — کرم هم گرفتارِ مقلوبِ خویش

حافظ شیرازی

آں به که ز جام باده دل شاد کنیم — وز آرزوی گذشته کم یاد کنیم
وین عاریتی روانِ زندانیِ ما — یک لحظه ز بندِ عقل آزاد کنیم

حکیم قاآنی

تا کے غمِ زید و گہ غمِ عمرو خوریم   آن بہ کہ بجای غم زخم خم خوریم
خوش باش بنیش و نوش کز نخلِ حیات   فرض ست کہ گہ خار و گہے تمر خوریم

صفی رازی

چون نامۂ جرم ما بہم پیچیدند   بردند و بمیزانِ عمل سنجیدند
بیش از ہمہ کس گناہ ما بود ولی   ما را بمحبت علی بخشیدند

صفی رازی

ہر چند گنہ کنم تبہ کار و بے گناہ   نومید نیم ز بخشش حاشم واللہ
گر ہست نجاتِ عاصی از پی عدل   بخشیدہ شوم بفضل انشاء اللہ

جنتی

هر چند متاعت همه عصیان و خطاست   این جسم شکسته کشتی موج فناست

ای جنتی از کثرتِ طوفان گناه   مندیش که ناخدای این بحر خداست

جامی

ای ذره چرا ز خشم بیم است ترا   دل بیهده زین فکر دونیم است ترا

هر چند که غرقهٔ گناهی میندیش   خوش باش که کار با کریم است ترا

میرزا جلال اسیر

هر چند که سر بسر گناه آوردیم   بر سایهٔ رحمتت پناه آوردیم

در حشر با امید زلال کرمت   چون نامهٔ خود روی سیاه آوردیم

قاسم

بر نالہ و بر زاری من رحمت کن   بر مفلسی و خواری من رحمت کن
بر گریہ و بیداری من رحمت کن   بر فقر و نگونساری من رحمت کن

نساخ

یارب شدہ ام تبہ بیامرز مرا   شد روی دلم سیہ بیامرز مرا
دردا کہ بجز گنہ نکردم کاری   بخشندۂ ہر گنہ بیامرز مرا

نساخ

نساخ کجائی بدر یارب بیا   سر را چہ زنی بر در و دیوار بیا
محروم مشو ز جوشش رحمت عام   گر بیگنہی وگر گنہگار بیا

مولانا جلال الدین رومی

فردا که به محشر اندر آید زن و مرد — از بیم حساب رویها گردد زرد

من عشقِ ترا بکف نهم پیش آرم — گویم که حساب من ازین باید کرد

طالب آملی

صاحب کرما بر منِ گمراه ببخش — سهوی اگرم فتاده ناگاه ببخش

بخشنده پس از خدا چو امروز توی — در دست توام خواه بکش خواه ببخش

محتشم کاشی

ای شیخ که هست دایم از نخوتِ تو — در طعنهٔ آلایشِ من عصمت تو

گر عفوِ خدا کم بود از طاعت تو — دوزخ ز من و بهشت از حضرت تو

درد

گر کشتۂ عیشیم و گر غمزده ایم — از دولتِ او درد بایں عربده ایم

زیں پیش نداشتیم کارے با خویش — از راه نمائشش بخود آمده ایم

درد

عمریست که چوں زلف پریشانِ خودیم — چوں غنچۂ گل سر بگریبانِ خودیم

تا جلوۂ یار جلوه گر شد در ما — آئینہ صفت ہمیشہ حیرانِ خودیم

درد

از کوری دل بخود نگاہے نکنم — واں کار کہ کردنی ست گاہے نکنم

من بندۂ ناکاره و تو بخشنده — دیگر چہ کنم اگر گناہے نکنم

نواب شاہجہان بیگم

گو بہر گناہ وقف فرصت باشم — در طاعت خلق کمینہ ہمت باشم
نومید نیم کہ ناامیدی کفرست — ہر لحظہ امیدوار رحمت باشم

نواب شاہجہان بیگم

دریافت عطائے کبریائی ما را — در حضرت اوست جبہہ سائی ما را
چون عاجزی از پادشہان مقبول است — نازم کہ کشد بہ بادشائے ما را

حسرتی دہلوی

الطاف تو بر بندۂ عاصی عجب است — لطف و کرمت نیست عجب بہر سبب
تا ہست لب تجلیت در جان باد — آن دم کہ برون رود ز دنیا یارب

واقف دہلوی

اللہ کریم ست عطا می بخشد — ہم پوشد عیب و ہم خطا می بخشد

زاہد ہر چند پُر گناہیم ولے — مارا برزعم تو خدا می بخشد

غالب دہلوی

آں را کہ عطیۂ ازل در نظر ست — ہر چند بلا بیش طرب بیشتر ست

فرقست میانِ من و صنعان در کفر — بخشش دگر و مزدِ عبادت دگر ست

غالب دہلوی

اوراق زمانہ در نوشتیم و گذشت — در فنِ سخن یگانہ گشتیم و گذشت

می بود دوای ما بہ پیری غالب — زاں نیز بہ ناکام گذشتیم و گذشت

غالب دہلوی

عمریست کہ در خم خمارم ساقی	تاب تف تشنگی نیارم ساقی
بکشا سر مشک و در گلویم سر دہ	سائل بکفم قدح ندارم ساقی

آزاد بلگرامی

در حشر کہ با این رخ چون صبح بیاض	گلزار کنی عرصۂ محشر چو ریاض
قربان شوم ات چو بر شفاعت آئی	فرقی بکنی ز فاسق و از مرتاض

آخرت و رحمت الٰہی

عمر خیام

آنم کہ پدید گشتم از قدرت تو   پروردہ شدم بہ ناز در نعمت تو
صد سال بہ امتحان گنہ خواہم کرد   تا جرم من است بیش یا رحمت تو

عمر خیام

یا رب بدل اسیر من رحمت کن   بر خاطر غم پذیر من رحمت کن
بر پای خرابات رو من بخشای   بر دست پیالہ گیر من رحمت کن

عمر خیام

با نفس همیشه در نبردم چه کنم | وز کردهٔ خویشتن به دردم چه کنم
گیرم که ز من درگذرانی به کرم | زین شرم که دیدی که چه کردم چه کنم

عمر خیام

خیام ز بهر گنه این ماتم چیست | در خوردن غم فائده بیش و کم نیست
آنرا که گنه نکرد غفران نبود | غفران ز برای گنه آمد غم چیست

عمر خیام

آباد خرابات ز می خوردن ماست | خون دو هزار توبه در گردن ماست
گر من نکنم گناه رحمت که کند | آرایش رحمت از گنه کردن ماست

عمر خیام

گر گوہر طاعتت نسفتم ہرگز — ور گرد گنہ ز رخ نرفتم ہرگز

نومید نیم ز بارگاہ کرمت — زیرا کہ یکی را دو نگفتم ہرگز

عمر خیام

سازندۂ کار مردہ و زندہ توئی — دارندۂ این چرخ پراگندہ توئی

من گرچہ بدم صاحب این بندہ توئی — کس را چہ گنہ کہ آفرینندہ توئی

خواجہ علی نعیم

آفاق ز خوب و زشت خالی ماند — ہم صومعہ ہم کنشت خالی ماند

گر عفو کنی یکے بدوزخ نرود — ور عدل کنی بہشت خالی ماند

ملا مظفر حسین

زاہد بہ کرم ترا چو ما نشناسد　　بیگانہ ترا چو آشنا نشناسد
گفتی کہ گنہ مکن کہ من قہارم　　این را بکسی گو کہ ترا نشناسد

رفیع واعظ

آن روز کہ بیدار ازاین خواب شوم　　از آتش انفعال در تاب شوم
زین آلایش کدام آبم شوید　　از شرمِ گناہِ خود مگر آب شوم

سیف الدین باخرزی

گر من گنہ جملہ جہاں کردستم　　لطف تو امید است کہ گیرد دستم
گفتی کہ بوقت عجز دستت گیرم　　عاجز تر ازیں مخواہ کاکنون ہستم

بہائی آملی

تا منزلِ آدمی سرائے دنیاست — کارش ہمہ ظلم و کارِ حق لطف و عطاست
خوش باش کہ آں سرا چنیں خواہد بود — سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

سحابی استر آبادی

روزیکہ عیاں شود خداوند جہاں — لطفش بہ کہاں باشد و قہرش بہ مہاں
خورشید جہاں فروز چوں در تابد — ذرہ شود آشکار و سیارہ نہاں

سحابی استر آبادی

نہ علم نہ معرفت نہ دیں نہ یقیں — نہ قدر نہ منزلت نہ عز و تمکیں
چوں استحقاق زحمتم چندیں ہست — شاید کہ تمام عمر محروم چنیں

سحابی استرآبادی

یکچند چراغِ آرزو ها پُف کن — قطع نظر از جمالِ هر یوسف کن

زیں شہد یک انگشت رسانم بست — از لذت اگر محو نگردی تُف کن

ابوسعید مہنہ

یا رب ز دل فقیر بود جا مگذار — در دیدہ من گرد تمنا مگذار

گفتم گفتم ز من نمی آید ہیچ — رحمی رحمی مرا بہ من وا مگذار

ابوسعید مہنہ

غمناکم و از درِ تو با غم نروم — جز شاد و امیدوار و خرم نروم

از درگہ ہمچو تو کریمی ہرگز — نومید کسی نرفت و من ہم نروم

ابوسعید مهنه

درخانهٔ خود نشسته بودم دلریش / وزبارگنه فگنده بودم سرپیش
آواز آمد که غم مخور ای درویش / تو در خور خود کنی و ما در خور خویش

ابوسعید مهنه

باز آ باز آ هر آنچه هستی باز آ / گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگه ما درگه نومیدی نیست / صد بار اگر توبه شکستی باز آ

ابوسعید مهنه

چون عود نبود چوب بید آوردم / روی سیه و موی سپید آوردم
تو خود گفتی که نا امیدی کفر است / بر قول تو رفتم و امید آوردم

ابوسعید مہنہ

از بارِ گنہ شدتنِ مسکینم پست
یارب! چہ شود اگر مرا گیری دست

گر در عملم آنچہ ترا شاید نیست
اندر کرمت آنچہ مرا باید ہست

ابوسعید مہنہ

عصیانِ خلائق ارچہ صحرا صحراست
در دستِ عنایت تو یک برگ گیاست

ہر چند گناہِ ماست کشتی کشتی
غم نیست کہ رحمتِ تو دریا دریاست

ابوسعید مہنہ

من بے تو دمی قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتنِ من زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

میرزا عبداللہ منشی

در حشر چو نیک و بد ہراساں گردد — کار ہمہ چوں با دست آساں گردد

ہر چند کہ آب تلخ یا شیریں است — چوں رفت بدریا ہمہ یکساں گردد

حسن دہلوی

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس — صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس

شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم — ای اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

جامی

چوں مہر ز فروغ خود جہاں آراید — بر پاک و پلید اگر بتابد شاید

نہ نور وے از ہیچ پلید آلاید — نی پاکی او ز ہیچ پاک افزاید

جامی

ای مرد گنهگار درِ توبه گشاد است | انواع نعم بهر تو آماده نهاد است
بشتاب سوی توبه که از مادر گیتی | از کردنِ تاخیر بسی واقعه زاد است

جامی

یک نیمه ز عمر در بطالت بگذشت | یک نیمه به تشویر و خجالت بگذشت
عمری که دمی از دو جهان ارزد | بنگر بچه حیله و چه حالت بگذشت

بابا افضل کوهی

ای آنکه خلاصهٔ چهار ارکانی | بشنو سخنی ز عالمِ روحانی
دیوی و ددی و ملکی و انسانی | در تست هر آنچه غالب آئی آنی

بابا افضل کوہی

ایدل بچہ غم خوردنت آمد پیشہ	وز مرگ چہ ترسی چو درخت از تیشہ
وانگہ کہ بنا خوشی برندت زینجا	خوش باش کہ رستی از ہزار اندیشہ

سرمد

یارب ز کرم ببخش تقصیر مرا	مقبول بکن نالہ شبگیر مرا
پیری و گناہ ما جرائیست عجیب	لطف تو کند چارۂ تدبیر مرا

سرمد

افسوس کہ مخلوق پرستی کردم	وز ہمت پست رو بہ پستی کردم
این بادہ خمار داشت ہشیار شدم	ایام شباب بود مستی کردم

سرمد

از کردهٔ خویش منفعل بسیارم   عمریست که پابند دریں آزارم
چیزے کہ بباید نشود، از من شد   بر فضل نظر کنی نه بر کردارم

سرمد

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم   عمریست که در حرص و ہوا در رنجم
دین را نتواں کرد به دنیا سودا   ہر لحظه دریں سود و زیاں می سنجم

سرمد

ایں ہستی موہوم حباب ست ببیں   ایں بحر پر آشوب سراب ست ببیں
از دیدهٔ باطن به نظر جلوه گر ست   عالم ہمه آئینهٔ آب ست ببیں

سرمد

اے دل عبث از دار بقا می ترسی　　اندیشه بکن که از کجا می ترسی
در راهِ فنا نیست تعب آرام است　　آں خانه از ینجاست چرا می ترسی

سرمد

تا چند بکوه و دشت زحمت بکشی　　از بار هوا و حرص محنت بکشی
ایں زندگیست بقدر خواهش نبود　　وقت ست هنوز گر ندامت بکشی

سرمد

غم ناکم و از کوئے تو با غم نروم　　جز شاد و امیدوار و خرم نروم
از حضرت همچو تو کریمی شاها　　محروم کسی نرفت و من هم نروم

سرمد

افعال بدم ز خلق پنہاں میکن دشوار جہاں بر دلم آساں میکن
امروز خوشم بدار فردا با من آنچہ از کرم تو می سزد آں میکن

ابن یمین

اے واقف اسرار ضمیر ہمہ کس در حالت عجز دستگیر ہمہ کس
یارب تو مرا توبہ دہ و عذر پذیر اے توبہ دہ و عذر پذیر ہمہ کس

راہب

راہب خم بادہ پیر دیرے بودست پیمانہ حریف گرم سیرے بودست
این مشت گلی کہ گشت خشت خم مےخوارہ عاقبت بخیرے بودست

حافظ شیرازی

گویند کسانیکہ زمے پرہیزند   زانساں کہ بمیرند چناں برخیزند

ما با مے و معشوق ازینیم مدام   تا بو کہ ز خاک ما چناں برخیزند

حکیم قاآنی

نہ بادہ نہ جام بادہ ماند باقی   نہ سادہ نہ نام سادہ ماند باقی

آزادہ نام روزگاریم ولے   نہ زادہ نہ نام زادہ ماند باقی

امید ہمدانی

بردرگہ دوست ہر گناہی بخشند   صد سالہ گناہ بیک آہے بخشند

عفو گنہم مبنا توانی کردند   زینجاست کہ کوہ را بکاہے بخشند

اشرف مقدسی

یارب تو مرا بآتش قهر مسوز — در خانهٔ دل چراغ ایمان افروز

این خلعت بندگی که شد پارهٔ جرم — از راه کرم برشتهٔ عفو بدوز

معین استرآبادی

افسوس که پیک عمر راهی کردیم — مردانه نزیستیم و واهی کردیم

در نامه نماند جای یک نقطهٔ سفید — از بسکه شب و روز سیاهی کردیم

ظهیر فاریابی

دوروزهٔ عمر پر ز خوف و خطرست — از غصه غذای خلق خون جگرست

آسوده دلی ز بعد مردن هم نیست — زیرا که خطر دران طرف بیشترست

بیرم خان خانخاناں

ای عمر حیات جاودانت بادا　　تا هست جهان بقای جانت بادا

حیف ست نصیب دشمنان چون گویم　　درد تو نصیب دوستانت بادا

امیر حسینی سادات

درد دلم ار شمارہ دفتر بگذشت　　وین قصه بهر محفل و محضر بگذشت

این واقعه در جهان شنیدست کسی　　من تشنه و آب آبم از سر بگذشت

حکیم رکنائی کاشی

زاهد گوید که مست فردا چه کند　　تا رحمت ایزدی تقاضا چه کند

رحمت دریا و باده یک قطره آب　　یک قطره آب پیش دریا چه کند

عرفی شیرازی

جمعی بدرت گریہ و آہ آوردند   جمعی ہمہ دیدۂ و نگاہ آوردند
جمعی دیدند خواہشِ عفو ترا   رفتند جہاں جہاں گناہ آوردند

علی حزین

سلطان رسل کہیں غلامِ تو منم   مستِ مئی معرفت ز جامِ تو منم
حسرت نبرم قسمتِ خاصانِ ترا   در آرزوی رحمتِ عامِ تو منم

مومن یزدی

کس باز نگردد ز من از واپسیم   رحم آری اگر بحال دل واپسیم
ہر چند کہ واپسیم بفریاد ہم رس   بیکس بکسیم مگر نہ بیباکسیم

ظہوری ترشیزی

در راہ طلب غم تو بس توشۂ من — انبار تواں نہادن از خوشۂ من
گر دست غم نیز داغہائے تو را — سرتا قدمم گشتہ جگر گوشۂ من

امیر مغیث محوی

محوی ہر سو ز حرص چوں مور مپو — در بارگہ قیصر و فغفور مرو
بگذر ز طمع وز در دونان بگذر — جانی داری زندہ بہ گور مرو

طالب آملی

آزردہ مشو ز من کہ آزردہ دلم — وز روی تو ہمچو آہ من منفعلم
زین بیش خجالتم مدہ کین دو سہ روز — خود از گنہ نکردہ خود منفعلم

درد

یارب چه زیاں کارم وگویم که ببخش
باری زگنه دارم وگویم که ببخش
دارم چو محمدؐ ی شفیعِ محشر
صد توده گنه آرم وگویم که ببخش

درد

در گلشنِ دہر بسکه غفلت کاری
تخم گنهی بهر طرف می کاری
از روی خدا نیامدت شرم ایدرد
باشد که ز روی خلق شرمی داری

درد

از شادی وغم ہر چه در امکاں شدہ ای
از درد ہمه حضرت انساں شدہ ای
در باغ ظہور چوں گلت آوردند
خواہی دلریش خواہ خنداں شدہ ای

درد

بی لشکر و فوج بادشاہی کردیم　　بر مسندِ فقر کبریائی کردیم
ای درد بدولتِ فقیری اینجا　　در کسوتِ بندگی خدائی کردیم

درد

ہر پست و بلند واقفِ راز ہم است　　چوں زیر و بمِ ساز آواز ہم است
این نغمۂ ظہور از تقابل دارد　　ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہم است

درد

ای درد مرا ز نغمہایم دریاب　　آہنگِ من از صوت و صدایم دریاب
ای زمزمہ پرداز بسانِ قانون　　تفصیلِ مقامم از نوایم دریاب

درد

شہ بست اگر بہ سرِ عقیق و یشمی — پوشید اگر گدا کلاہِ پشمی

بیباکی آئینہ برابینہا بکشود — چشمی کہ نداشت ست شرمِ چشمی

احسن بلگرامی

آنکس کہ گنہ نکرد پیدا نہ بود — او خود خلفِ آدم و حوّا نہ بود

حق ست اگر خطا ز انسان نشود — عبد ست اگر عفو خدا را نہ بود

واقف دہلوی

ای ہمنفساں کہ یارِ غاریدمرا — آنروز کہ تابوت برآریدمرا

اول ز پئے زمین سپاریدمرا — آنگاہ بہ بہشتش گذاریدمرا

غالب

چون دُرد به پیاله باقیست هنوز شادم که بهارِ لاله باقیست هنوز

در کیشِ توکل غمِ فردا کفرست یکروزه میٔ دو ساله باقیست هنوز

غالب

در عالمِ بے زری که تلخست حیات طاعت نتوان کرد به امیدِ نجات

ای کاش ز حق اشارتِ صوم و صلات بودی بوجودِ مال چون حج و زکات

غالب

آنرا که ز دستِ بے زری پا بگلست رسوائی نیز لازمِ احوالست

ما خشک لبیم و خرقه آلوده بمی ساقی نگرش پیاله از غربالست

صانع بلگرامی

ضعفِ پیری زبسکه بگداخت مرا هر کس که نظر فگند نشناخت مرا
از صحبتِ من کنون تباں اننگ ست ایں موی سفید رو سیه ساخت مرا

میر محمد حنیف الفت

فریاد رسا دمی که محشر باشد هر چند که نامه ام سیه تر باشد
مفرست بدوزخم که نتوانم دید جائیکه درو دشمنِ حیدر باشد

مرزا فصیح

هر چند که دیو نفس فوجے دارد عنقا ہوس ہوائے اوجے دارد
ز الاشِ معصیت چرا اندیشم بحرِ کرمش وعدهٔ موجے دارد

مُناجات

دردؔ

یارب ز تو یافت صورت آب و گل من
الطاف تو شد پناہ جان و دل من

آسانی کار از تو بُود حاصل من
ہم از کرم تو حل شود مشکل من

دردؔ

یارب دلم از بار گنہ محزون است
جان آزردہ دل افگار و جگر پرخون است

ہرچند گناہ من ز حد بیرون است
عفو تو ز گناہ من بسے افزون است

درد

یارب بکن از امید قطعِ نظرم
جز جانب خود مخواں دلِ بخبرم
چوں لطف تو باراں شود از ابرِ کرم
حاشا کہ طمع برد بجائے دگرم

درد

یارب ہر چند در طریقِ دینیم
پرہیز ز تقصیر نشد آئینم
اکنوں چو ز عفوِ تو نشانے بینم
در پے روم و ز پیروی ننشینم

درد

یارب ز طریق لطف بر جانِ ہمہ
گر نگذری از ذلت و نقصانِ ہمہ
پس کیست کہ شوید پے احسانِ ہمہ
در بحر کرم نامۂ عصیانِ ہمہ

درد

یارب اگر از جہل خطا شد کارم جاں از کرمت شاد بود بسیارم
زامید تو بسکہ دل بود بیمارم گویند کہ نیست از گنہ آزارم

درد

یارب ز قصورِ عمل و حالِ تباہ سر بر فلک افراخت مرا کوہِ گناہ
آنگہ کہ برم جانبِ عفوِ تو پناہ اندر خورِ عفوِ تو بود کوہ چو کاہ

درد

یارب بہ نیازِ خود و نازم چہ کنم در بندگی عجز و نیازم چہ کنم
دور افگنی از حریمِ رازم چہ کنم سوئے کہ روم چہ چارہ سازم چہ کنم

درد

یارب اگر از معصیتِ جانکاہم — دور افگنی از امید خود ناگاہم

پس جانب امید کہ افتد راہم — تا روز جزا بود شفاعت خواہم

درد

یارب چو بمہر تو کسے را کار است — دردِ دلِ او نالہ جان آزار است

ور شوقِ جمالت ہمہ شب بیدار است — غفلت زدہ را خواب ہمے بسیار است

درد

یارب کرم تو گر نباشد مددم — خونِ جگر از دیدہ رود تا ابدم

امید چو وعدہ سلامت دیدم — صد طعنہ بامید زند فعل بدم

ورد

یارب بہوائے نفس و تن آسانے را ترسم گذرد حیات بربادِ ہوا

گر عفو کنی ز عفو کردن برہم ورنہ بگناہ ہالک افتم از پا

ورد

یارب ہمہ را از تو امید کرمست زاندیشۂ رحمت دل جہان بی الم است

ہر چند عمل کوتہ و اخلاص کمست در جنت جاوید امید نعمت است

سحر

یارب من زار نہ بندہ کارے جز معصیت و غفلت ہیچ کارے

از کارِ گذشتہ کار را آگاہ شدم کارے نشد از من کہ بیاید کارے

سرمد

بیش از گنهم بخشش و احسان کردی — برخوان کرم همیشه مهمان کردی
هر چند گناه بیش افزود کرم — این قسم بکردار پریشان کردی

سرمد

غیر از در رحمتش نداریم پناه — بیچاره و عاجزیم با حال تباه
نے طاقت زهد است نه یارای گناه — لا حول و لا قوة الا بالله

سرمد

بر من در لطف و جود مسدود مکن — مقبول تو هر که گشت مردود مکن
در ضعف نمیتوان گران بار کشید — پیرانه سرم گناه افزود مکن

سرمد

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم
عمریست که در حرص و هوا در رنجم
دیں را نتواں کرد بہ دنیا سودا
ہر لحظہ دریں سود و زیاں می سنجم

خواجہ عبداللہ انصاری

یارب دل ما را تو بہ رحمت جاں دہ
درد ہمہ را بہ صابری درماں دہ
ایں بندہ چہ داند کہ چہ می باید جست
دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں دہ

خواجہ عبداللہ انصاری

من بندۂ عاصیم رضای تو کجاست
تاریک دلم نور ضیای تو کجاست
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی
آں بیع بود لطف و عطای تو کجاست

مرزا مہدی خاں کوکب

سر گشتہ برائے حق ہمیں باید بود   محکوم قضای حق ہمیں باید بود

از بندۂ ناتواں چہ آید کوکب   راضی برضای حق ہمیں باید بود